حدود آرڈیننس

کتاب و سنت کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حدود آرڈیننس
کتاب وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

www.KitaboSunnat.com

عورت فاؤنڈیشن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: حدود آرڈیننس۔ کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف: ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

ناشر: عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن

کمپوزنگ: اُسامہ ہاشمی، انس ہاشمی

طبع اول: نومبر ۲۰۰۴ء

یہ کتاب عورت فاؤنڈیشن کے لیجسلیٹو واچ پروگرام کے تحت شائع کی گئی ہے۔

المكتبة الرحمانية
لاہور
19903

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

اے اللہ، ہمیں حق کو حق سمجھ کر اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل جان کر اس سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما۔

آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف

پاکستان میں حدود آرڈیننس 1979ء میں نافذ کئے گئے تھے۔ یہ قوانین خصوصاً، زنا آرڈیننس، عورتوں اور اقلیتوں کے خلاف تفریق کو نمایاں کرتے ہیں اور درحقیقت انکے خلاف بطور ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں زنا آرڈیننس کے تحت پاکستان میں سینکڑوں بے گناہ خواتین جیلوں میں قید ہیں۔

سول سوسائٹی تنظیموں، بالخصوص انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق پر کام کرنے والی تنظیموں اور سرگرم کارکنوں نے حکومت پاکستان سے بارہا یہ مطالبہ کیا کہ ان قوانین کو منسوخ کیا جائے۔ حکومت کی طرف سے بنائے گئے تحقیقاتی کمیشن برائے خواتین اور حال ہی میں قومی کمیشن برائے خواتین نے بھی ان قوانین کو منسوخ کرنے کے لئے سفارشات دیں۔ اس کے باوجود بعض مذہبی حلقوں کی جانب سے ان قوانین کی منسوخی کی سخت مخالفت کی گئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ بتائی گئی کہ یہ قوانین مکمل طور پر اسلامی قوانین کے مطابق ہیں۔ ان حلقوں کی نظر میں ان قوانین میں چند معمولی اصلاحات سے ان کی خامیاں دور ہوسکتی تھیں۔ لیکن چند دانشوروں اور علمائے دین کی جانب سے یہ آراء سامنے آئیں کہ ان قوانین میں مذہب کے حوالے سے بھی بنیادی سُقم موجود ہیں اور ان کی وجہ سے اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اس ساری بحث کے دوران بہت سی مطبوعات سامنے آئیں، جن میں مختلف پہلوؤں سے حدود آرڈیننس کا جائزہ لیا گیا۔ ان میں زیادہ تر کی توجہ قانونی پہلوؤں اور ان قوانین کی عملدرآمد کے مسائل پر تھی۔ اسلامی نقطۂ نظر کے حوالے سے محدود سطح پر کچھ ٹھوس اور عالمانہ کام بھی ہوا، جس نے ان قوانین کی سختی سے مخالفت کی۔ لیکن بعض مذہبی حلقے ان قوانین کی بدستور حمایت کرتے رہے اور ان کی منسوخی کے خلاف شدید ردِعمل کی دھمکی دیتے رہے۔

اس لئے حدود آرڈیننس پر اسلامی نقطۂ نظر سے ایک زیادہ تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ اہلِ علم و دانش کو ان قوانین کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر سے ایک معروضی رائے قائم کرنے میں مدد مل سکے۔ اس مقصد کی خاطر کئی حلقوں سے رابطے کے دوران ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی صاحب کا نام سامنے آیا۔ ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے اس اہم کام کو سرانجام دیا۔ ہمیں امید ہے کہ ان کی تحقیق اور نتائج کو اسی اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ وصول کیا جائے گا جو اس تصنیف کا بنیادی محرک ہے۔

نگار احمد، ایگزیکٹو ڈائریکٹر

نعیم مرزا، ڈائریکٹر، لیجسلیٹو واچ پروگرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ	ix
باب اول ۔ حدود اور تعزیرات	۱
حدود اور تعزیرات میں فرق	۳
حد کی تعریف	۳
جرائم حدود	۵
کیا حد مقرر سزا ہے یا زیادہ سے زیادہ سزا ہے؟	۶
حاصل بحث	۱۳
کیا حدود کی سزائیں عادی مجرموں کے لیے ہیں؟	۱۳
حاصل بحث	۲۳
حدود آرڈیننس اور فقہی اختلافات	۲۴
حاصل بحث	۲۷
حدود آرڈیننس اور اسلامی قوانین حدود میں جوہری فرق	۲۸
حاصل بحث	۳۳
توبہ	۳۴
توبہ کی تعریف	۳۴
توبہ کے ارکان وشرائط	۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ کا اعلان	۳۷
قبول توبہ کی علامت	۴۰
کیا حدود میں توبہ قبول ہوتی ہے؟	۴۰
حاصل بحث	۵۱
تعزیرات	۵۱
تعزیر کی تعریف	۵۱
تعزیر، حد اور قصاص میں فرق	۵۲
تعزیر کا حکم	۵۳
تعزیری سزا کے وجوب کی حکمت	۵۳
تعزیری سزا کا تعین	۵۴
حدود آرڈیننس میں تعزیری سزائیں	۵۶
حاصل بحث	۵۸
تعزیری دفعات کو حدود آرڈیننس سے الگ کر دیا جائے	۵۸
حواشی وتعلیقات	۵۹
باب دوم ۔ حدود آرڈیننس (زنا)	**۶۷**
معاہدہ نکاح کے تقاضے	۶۷
حد زنا کی دفعات کا اجمالی تعارف	۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں پر حدود کا نفاذ	۷۴
حاصل بحث	۷۷
اصطلاحات پر تبصرہ	۷۷
اصلاحات کا جائزہ	۷۸
حاصل بحث	۸۰
محصن کی تعریف حدود آرڈیننس کی رو سے	۸۰
محصن کا مفہوم	۸۱
فقہاء کے نزدیک احصان کی شرائط	۸۲
حاصل بحث	۸۵
زنا کی تعریف	۸۵
زنا کی تعریف کا جائزہ	۸۶
حاصل بحث	۹۸
زنا مستوجب حد	۹۹
زنا مستوجب حد کی شرائط	۱۰۳
حاصل بحث	۱۱۷
حد زنا	۱۱۸
حد زنا کی سزا کا جائزہ	۱۱۹
قرآن حکیم میں زنا کی سزا	۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحث	۱۲۵
سزائے رجم	۱۲۵
سزائے رجم اور اسلام	۱۲۷
کن کن لوگوں کو کن کن جرائم پر رجم کیا گیا؟	۱۳۵
حاصل بحث	۱۳۶
سزائے قید	۱۳۶
سزائے قید کا جواز	۱۳۶
حاصل بحث	۱۴۲
زنا بالجبر	۱۴۲
زنا بالجبر کی تعریف	۱۴۳
نابالغ یا فاترالعقل کے ساتھ اس کی رضامندی سے زنا، زنا بالجبر ہے	۱۴۴
کیا زنا بالجبر زنا کی ایک قسم ہے	۱۴۵
زنا بالجبر میں سزا کس کو ملے گی	۱۴۹
زنا بالجبر میں سزا	۱۵۰
حاصل بحث	۱۵۶
زنا یا زنا بالجبر مستوجب حد کا ثبوت	۱۵۹
حرابہ کے لئے معیار ثبوت	۱۶۰
خواتین کی گواہی	۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا کا ثبوت	۱۶۴
حاصل بحث	۱۶۸
مقدمات جن میں حد نافذ نہیں کی جائے گی	۱۶۹
گواہوں کی تعداد چار سے کم رہ جانا	۱۷۲
حاصل بحث	۱۷۴
سنگسار کرنے کی سزا کی تعمیل کا طریق کار	۱۷۵
بحث	۱۷۷
حواشی وتعلیقات	۱۷۷
باب سوم ۔ حدود آرڈیننس ۔ حد قذف	**۱۹۱**
حد قذف	۱۹۱
حد قذف کا دائرہ کار	۱۹۴
قذف کی تعریف	۱۹۵
دونوں تعریفوں میں فرق	۱۹۶
حد قذف میں محصن کی تعرف	۲۰۱
گواہی اور تزکیۃ الشہود	۲۰۴
گواہی کے لئے مسلمان کی شرط	۲۰۵
عورت کی گواہی	۲۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغاثہ کون دائر کرسکتا ہے؟	۲۱۱
حاصل بحث	۲۱۳
حواشی وتعلیقات	۲۱۵

باب چہارم۔ حدود آرڈیننس۔ مال کیخلاف جرائم ۲۱۷

حدود آرڈیننس۔ مال کے خلاف جرائم	۲۱۷
بالغ کی تعریف	۲۱۸
حرز کی تعریف	۲۱۹
سرقہ کی تعریف	۲۲۱
نصاب	۲۲۱
سرقہ مستوجب حد کا ثبوت	۲۲۴
ایک سے زیادہ اشخاص کا سرقہ مستوجب حد کا ارتکاب کرنا	۲۲۶
حاصل بحث	۲۲۸
حرابہ کی تعریف	۲۲۸
حرابہ کی سزا	۲۳۲
حاصل بحث	۲۳۴
حواشی وتعلیقات	۲۳۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم ۔ حدود آرڈیننس ۔ حد امتناع منشیات	**۲۳۷**
حد امتناع منشیات	۲۳۷
خمر سے کیا مراد ہے؟	۲۳۹
کیا خمر کے استعمال پر دی جانے ولی سزا حد ہے یا تعزیر؟	۲۴۰
حاصل بحث	۲۴۳
حواشی وتعلیقات	۲۴۳
باب ششم ۔ حدود آرڈیننس ۔ نتائج بحث	**۲۴۵**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

کیا حدود آرڈیننس واقعتاً کتاب وسنت کے احکام سے ہم آہنگ ہے اور اس کا دفاع ایک اسلامی فریضہ ہے یا یہ خواتین کے حقوق کی پامالی کا ذریعہ ہے اور اسے بیک گردش قلم منسوخ کرنا ضروری ہے؟ ایک ایسا موضوع جو خالصتاً علمی اور قانونی توجہ کا مستحق ہے بدقسمتی سے پچھلے کچھ عرصے سے سیاسی آویزش اور طبقاتی اختلافات کی نذر ہوتا نظر آرہا ہے۔

درحقیقت یہ کائنات اللہ کی ہے، وہی اقتدار اعلیٰ کا بلاشرکت غیرے مالک اور انسانوں کا رب رحیم و کریم ہے۔ انسانوں کے لیے قوانین حیات مقرر کرنا اسی کا اختیار کلی ہے۔ اس کا قانونِ عدل بے گناہ افراد میں اطمینان خاطر پیدا کرتا ہے اور بڑے جرائم پر اس کی مقرر کردہ سخت سزائیں مجرموں کو ارتکاب جرم سے روکنے، انہیں کیفر کردار تک پہنچانے اور دوسرے افراد کے لیے عبرت وموعظت کا سامان مہیا کرنے کا باعث ہیں۔ اسلامی قانون عدل کی ضمانت فراہم کرتا ہے، معاشرتی حقوق کا تحفظ کرتا ہے، عزت وحرمت کی حفاظت کو یقینی بناتا ہے۔ انسانوں اور رب کے باہمی تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے قوانین کے نفاذ کے نتیجے میں زندگی میں وہ راحت، آرام اور آسائشیں پیدا ہوں جن کا اللہ نے قرآن حکیم میں بار بار وعدہ کیا ہے۔

جس نسل نے تخلیق پاکستان میں حصہ لیا، اس کے لیے پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ ایک سہانا خواب اور جنت گم گشتہ کا حصول تھا، لیکن عجیب بات ہے کہ ''اسلامی قوانین'' کے نفاذ کے بعد معاشرے سے جو Feed Back ملتی ہے وہ کسی طرح حوصلہ افزا نہیں ہے، اس لیے اس امر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا معاذ اللہ خدائی قوانین اپنی تاثیر کھو چکے ہیں یا پاکستانی قوم قوانین الٰہی سے بیزار ہو چکی ہے یا جن قوانین کو ہم نے خدائی قوانین کے نام سے نافذ کر دیا ہے ان میں کہیں کوئی خرابی یا کمی رہ گئی ہے، جس کی بنا پر مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوئے۔

پاکستان میں حدود آرڈیننس کے بارے میں ایک تاثر یہ ہے کہ یہ قوانین مکمل طور پر اسلامی ہیں اور ان کی مخالفت وہ لوگ کر رہے ہیں جو اسلام سے برگشتہ ہیں اور پاکستانی معاشرے کو مغربی معاشرے میں تبدیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مصر ہیں، جب کہ قانونی ماہرین اور ان قوانین کی زد میں آنے والے کئی بے گناہ افراد اس امر پر انگشت بدنداں ہیں کہ اگر واقعتاً یہ خدائی قوانین ہیں تو کیا خدائی قوانین میں بے گناہوں کو بھی سزا دی جاسکتی ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کے نقطہ نظر سے ایک بے گناہ کو سزا دینا کسی واقعی مجرم کو چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہے اور جج کا کسی مجرم کو غلطی سے چھوڑ دینا کسی بے گناہ کو غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس کے بارے میں دو مختلف طبقات کی طرف سے محض جذباتی بیانات اور غیر علمی تبصروں سے گرمی محفل کا ساماں مہیا کیا جا رہا ہے، جب کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پچھلے پچیس سالہ عدالتی تجربات کی روشنی میں خالص علمی، اسلامی، تحقیقی اور قانونی حوالوں سے ان قوانین کا غیر جانب دارانہ جائزہ لیا جائے۔ حدود آرڈیننس اگر کتاب وسنت سے ہم آہنگ ہیں تو کسی مسلمان کو بحیثیت مسلمان یہ حق حاصل نہیں کہ وہ الہامی قوانین کے خلاف زبان وقلم کو ذرہ برابر بھی جنبش دے کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

﴿افحکم الجاھیلہ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون﴾

''تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے''۔ (المائدہ، ۵:۵۰)

نیز فرمایا:

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون﴾

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں''۔
(المائدہ، ۵:۴۴)

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون﴾

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں''۔
(المائدہ، ۵:۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون﴾

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں''۔
(المائدہ،۵:۴۷)

اگر حدود آرڈیننس کے قوانین درحقیقت خدائی قوانین نہیں بلکہ انسانی قوانین ہیں، جنھیں خدائی قوانین کے نام پر نافذ کیا گیا ہے تو قرآن کے حکم کے مطابق ایسا اقدام اللہ پر افترا پردازی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وان منھم لفریقا یلوٗن السنتھم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب و یقولون ھو من عنداللہ وما ھو من عنداللہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون﴾

''ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت ہے حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا، وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں'' (آلِ عمران،۳:۷۸)

زیرنظر تالیف کتاب وسنت کی روشنی میں حدود آرڈیننس کا ایک غیر جانبدارانہ مطالعہ ہے جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن، سنت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حدود آرڈیننس کا جائزہ لیا جائے کہ کون سی دفعہ کس حد تک الہامی قانون سے ہم آہنگ ہے۔ ہم نے امکان بھر سعی کی ہے کہ اپنے مطالعے کو کتاب وسنت اور فقہاء اسلام کے متفق علیہ اقوال کی روشنی میں مدون کریں تاہم کسی بھی انسانی کاوش کو غلطی سے مبرا سمجھنا غیر حقیقت پسندانہ سوچ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اگر ہمارے نتائج بحث میں کوئی غلطی ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہی پر قلم عفو پھیر کر امت مسلمہ کو اس کے نقصانات سے محفوظ رکھے اور اگر ہمارے نتائج درست ہیں تو اللہ تعالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیان پاکستان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس مملکت خداداد میں حقیقی معنوں میں کتاب وسنت کے قوانین نافذ کریں تاکہ یہ ملک دنیا بھر کے لیے احترام آدمیت، عدل وانصاف، حریت ومساوات اور انسانی فلاح ورفاہ کا نمونہ پیش کر سکے اور ہمیں دنیا اور آخرت میں اپنے فضل وکرم سے نوازے۔ آمین

محمد طفیل ہاشمی

اسلام آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

حدود اور تعزیرات

حکومت پاکستان نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ، ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو پاکستان میں حدود لاز کا نفاذ کیا جن میں حدِ زنا، حد قذف، حد سرقہ اور حد خمر کے قوانین شامل ہیں اگرچہ ان قوانین کو نفاذ حد (Enforcement of Hadd) کے زیرعنوان پورے ملک میں نافذ کیا گیا لیکن یہ قوانین صرف حدود پر مشتمل نہیں بلکہ حدود اور تعزیرات کو ایک ہی مسودہ قانون میں شامل کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تمام تر مجموعہ قوانین کتاب و سنت سے ہم آہنگ ہے۔ چنانچہ قوانین کے (Preamble) اس طرح شروع ہوتے ہیں:

" Whereas it is necessary to modify the existing law relating to zina/certain offence against property/prohibition of intoxcants/ qazf, so as to bring it in conformity with the injunction of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah." (1)

(چونکہ یہ ضروری ہے کہ زنا / مال کے خلاف بعض جرائم / امتناع منشیات/ قذف سے متعلق موجودہ قوانین میں ترمیم کی جائے تاکہ انھیں اسلامی احکام کے مطابق جس طرح کے قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، بنایا جائے)

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدود آرڈیننس تمام تر کتاب و سنت کے قوانین پر مبنی ہے۔ اس دعوے کی صداقت جاننے کا طریقہ بہت آسان ہے اور وہ یہ کہ کتاب و سنت کی تصریحات کی روشنی میں حدود آرڈیننس کا جائزہ لیا جائے اگر یہ آرڈیننس کتاب و سنت سے ہم آہنگ ہے تو اسے قبول کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے اور اگر نہیں تو:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ انسانی قوانین کو خدائی قوانین قرار دے کر نافذ کرنا ایک انتہائی مجرمانہ اقدام ہے۔

۲۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۷ کے تحت ان قوانین کو کتاب وسنت کے مطابق از سر نو مدون کرنا ایک آئینی تقاضا ہے۔ دفعہ ۲۲۷ یہ ہے:

"All existing laws shall be brought in conformity with the injunction of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah"

''تمام موجودہ قوانین کتاب وسنت میں دی گئی اسلامی تعلیمات کے مطابق کر دیے جائیں گے''۔

اس غرض سے جب ہم ان قوانین کا داخلی مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آرڈیننس میں ہر جرم کو اس کی نوعیت اور کیفیت کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ جرم مستوجب حد

۲۔ جرم مستوجب تعزیر

مستوجب حد جرائم کے ذیل میں ان جرائم کے لیے مقرر کردہ سزاؤں (حدود) کا تعین کیا گیا اور مستوجب تعزیر جرائم کے ضمن میں ان جرائم کے لیے تعزیری سزائیں مقرر کی گئیں لیکن اس سارے مسودۂ قانون سے یہ تأثر دیا گیا کہ اس قانون میں جو تعزیری سزائیں مقرر کی گئی ہیں وہ حدود نہ ہونے کے باوجود کتاب وسنت کی مقرر کردہ سزائیں ہیں، جیسا کہ قانون کے (Preamble) میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ جب کہ حدود اور تعزیرات میں بنیادی فرق ہی یہ ہے کہ حدود اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزائیں ہیں، جب کہ تعزیرات اللہ اور رسول کی مقرر کردہ سزائیں نہیں ہیں بلکہ یہ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے قوانین جرم وسزا کا نام ہے جن کی تدوین وتشکیل کا طریقہ ہر دور میں بدلتا رہا ہے۔ اسلامی تاریخ میں کبھی اور کسی دور میں بھی تعزیرات کو اسلامی سزائیں قرار نہیں دیا گیا بلکہ یہ خالصتاً انسانی قانون سازی کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ ذیل میں ہم حدود اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیرات کا فرق واضح کرتے ہیں:

حدوداورتعزیرات میں فرق

حد کی تعریف

عربی لغت میں حد کے معنی ہیں ''روکنا، منع کرنا'' جب کسی چیز کی جامع و مانع تعریف کی جائے تو اُسے ''حد'' اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دوسری اشیاء کو اس میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔ دروازے پر کھڑے دربان کو ''حداد'' کہا جاتا ہے، کیوں کہ وہ غیرلوگوں کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روکتا ہے(۲)

قرآن حکیم نے قوانین الٰہی کے ان آخری سروں کو حدوداللہ قرار دیا ہے جن سے تجاوز کرنا منع ہے۔

﴿ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ﴾ (۳)

''یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو''

﴿تلک حدود اللہ فلا تقربوھا﴾ (۴)

''یہ اللہ کی حدود ہیں، ان کے قریب مت جاؤ۔''

فقہی اصطلاح میں، حنفیہ نے حد کی تعریف یوں کی ہے:

(عقوبة مقدرة واجبة حقاً للہ تعالیٰ)

''یعنی وہ مقررہ سزا جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہو۔''

تعزیری سزا کو حد نہیں کہتے، کیوں کہ وہ مقرر نہیں ہوتی، نیز قصاص بھی حد میں شامل نہیں کیوں کہ وہ اگر چہ مقرر ہے لیکن بندے کا حق ہے، جس کے بارے میں اُسے معاف کرنے اور مصالحت کرنے کا اختیار ہے۔ ان سزاؤں کو حدود کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ گناہوں سے روکنے کا ذریعہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے حق اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عزت، نسب، مال، عقل اور جان کے تحفظ کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔(۵) اگرچہ ان میں سے بعض سزائیں خالص حق اللہ ہیں یعنی معاشرتی حقوق ہیں جیسے حد زنا اور حد خمر جب کہ بعض ایسی ہیں کہ ان میں بندے کا شخصی حق بھی ہے اور معاشرے کا اجتماعی حق بھی جیسے حد قذف۔(۶)

شافعیہ اور حنابلہ نے حد کی تعریف یوں کی ہے:

عقوبة مقدرة علیٰ ذنب وجبت حقا لله تعالیٰ کما فی الزنی او اجتمع فیه حق الله وحق العبد کا لقذف

''کسی گناہ پر مقررہ سزا جو اللہ کے حق کے طور پر واجب ہو، جیسا کہ حد زنا یا اللہ اور بندے دونوں کے حقوق اس میں اکٹھے ہو جائیں جیسے حد قذف۔ تعزیزی سزا حد میں شامل نہیں کیوں کہ یہ مقرر نہیں ہوتی اور قصاص بھی حدود میں داخل نہیں ہے کیوں کہ یہ خالصۃً بندے کا حق ہے۔''

بعض فقہاء نے حد کی تعریف یہ کی ہے۔ **عقوبة مقدرة بتقدیر الشارع** (شارع کی مقرر کردہ سزا)(۷)

اس تعریف کی رو سے قصاص بھی حد میں شامل ہے، کیوں کہ قصاص بھی شارع کی مقرر کردہ سزا ہے۔

الفاظ کے اختلافات کے باوجود مذکورہ بالا تعریفات سے جو امر واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حدود ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو:

۱۔ اللہ کا حق پامال کرنے پر دی جائیں

۲۔ جو شارع کی طرف سے مقرر اور متعین ہوں

یعنی جو سزائیں حقوق اللہ کی خلاف ورزی کے جرم میں اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی طرف سے متعین ہیں ان پر حدود کا اطلاق ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرائم حدود

جرائم حدود کی تعداد کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ پانچ جرائم ایسے ہیں جو تمام فقہاء کے نزدیک جرائم حدود ہیں:

۱۔ زنا ۲۔ قذف

۳۔ شراب نوشی ۴۔ چوری

۵۔ ڈاکہ

بعض فقہاء نے شراب نوشی کو عام کرتے ہوئے ہر قسم کے نشہ کو موجب حد جرم قرار دیا ہے۔ جب کہ حنفی فقہاء کے نزدیک خمر (انگور کی شراب) کا استعمال مطلقاً موجب حد ہے اور دیگر اشیاء اگر اتنی مقدار میں استعمال کی جائیں جس سے نشہ ہو جائے تو موجب حد ہوں گی، ورنہ نہیں۔

مالکیہ کے نزدیک جرائم حدود کی تعداد سات ہے، انہوں نے ارتداد اور بغاوت کا اضافہ کیا ہے۔ یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

بعض شافعیہ کے نزدیک قصاص بھی حدود میں شامل ہے جب کہ شافعی اور مالکی فقہاء دانستہ نماز کے تارک کو قتل کر دینے کو بھی حد قرار دیتے ہیں۔(۸)

قرآن حکیم نے مندرجہ ذیل چار جرائم کی سزائیں بیان کی ہیں:

۱۔ زنا ۲۔ قذف

۳۔ چوری ۴۔ حرابہ

حدود آرڈیننس میں مندرجہ ذیل جرائم کو جرائم حدود میں شمار کیا گیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ زنا بالرضا و بالجبر ۲۔ قذف

۳۔ چوری اور حرابہ (ڈکیتی) ۴۔ شراب نوشی (نشہ آور اشیاء کا استعمال)

ہم اپنی بحث کو انہیں چار جرائم تک محدود رکھیں گے، کیوں کہ ہمارا مقصد صرف حدود آرڈیننس پر علمی اور تحقیقی انداز سے بحث کرنا ہے۔

کیا حد مقرر سزا ہے یا زیادہ سے زیادہ سزا ہے؟

قرآن حکیم نے حدود کا لفظ چودہ بار استعمال کیا ہے۔ اگرچہ قرآنی اصطلاح میں حدود کا مفہوم فقہی اصطلاح سے کسی قدر مختلف ہے، تاہم حد کے لغوی اور قرآنی مفہوم سے اس امر کا تعین ممکن ہے کہ کیا حد ایک ایسی مقررہ سزا ہے جس میں کمی بیشی کا کسی کو کوئی اختیار نہیں یا یہ کسی جرم کی وہ زیادہ سے زیادہ سزا ہے جس سے زائد سزا دینے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

اس حوالے سے حد کے لغوی مفہوم کی اوپر وضاحت کر دی گئی ہے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ''حد'' اس نقطے یا مقام کو کہتے ہیں جس سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ ہو۔

قرآن حکیم نے متعدد آیات میں حد کے اس مفہوم کو صراحت سے متعین کیا ہے:

سورۃ البقرہ ۲: ۱۸۷ میں ہے:

﴿ تلک حدود الله فلا تقربوها ﴾ (۹)

''یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان کے قریب بھی نہ پھٹکو۔''

اسی سورہ کی آیت ۲۲۹ میں ہے:

﴿ تلک حدود الله فلا تعتدوها ، ومن یتعد حدود الله فاولئک هم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الظالمون ﴾ (۱۰)

''یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو، جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھتا ہے وہی لوگ ظالم ہیں۔''

سورۃ نساء ۴:۱۴ میں ہے:

﴿ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله ناراً خالدا فیها﴾ (۱۱)

''جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اللہ اُسے آگ میں جھونک دے گا، جس میں اُسے ہمیشہ رہنا ہوگا۔''

سورۃ الطلاق ۶۵:۱ میں ہے:

﴿ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه﴾ (۱۲)

''جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا، اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔''

ان کے علاوہ حدود اللہ سے متعلق جو دوسری آیات ہیں ان میں حدود اللہ کا علم حاصل کرنے، ان کی محافظت کرنے اور ان کی پاس داری کرنے کا حکم ہے۔

حدود اللہ سے متعلق تمام آیات کے بغور مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے حدود اللہ کے بارے میں یہ حکم دیا ہے کہ ان سے تجاوز نہ کیا جائے، ان سے آگے نہ بڑھا جائے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی رو سے حدود اللہ کیا ہیں اور متعین سزاؤں کو کس نسبت سے حدود اللہ کہا گیا ہے؟

قرآن حکیم نے احکام الٰہی کی پابندی کو بالعموم (البقرۃ ۲:۱۸۷، التوبہ ۹:۹۷، ۱۱۲) اور میاں بیوی کے ایک دوسرے پر مختص حقوق میں خیانت نہ کرنے کے حکم (البقرۃ ۲:۲۲۹؛ ۲۳۰؛ المجادلہ ۵۸:۴؛ الطلاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱:۶۵) کو نیز کسی دوسرے کے مال پر ناجائز طور پر قبضہ کرنے کی ممانعت (النساء، ۴:۱۲۔۱۳) کو بالخصوص حدود اللہ کے تحت ذکر کیا ہے۔

اسی وجہ سے فقہاء نے ان حقوق کی آخری درجے میں پامالی کی انتہائی سزاؤں کے لیے حدود کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

حدود کی سزاؤں کے حوالے سے احادیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سزاؤں میں ہمیشہ اس امر کا اہتمام کیا گیا کہ کسی مجرم کو مقررہ سزا سے زیادہ سزا نہ دی جائے لیکن ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے سزاؤں میں کمی کی گئی۔

۱۔ اس کی سب سے اہم مثال یہ ہے کہ:

> ''ایک انصاری بیماری کی شدت کے باعث چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے یہاں تک کہ ہڈی اور چمڑی رہ گئی، انھوں نے ایک باندی سے زنا کا ارتکاب کیا، پھر تیمارداری کرنے والوں کے سامنے اعتراف کر کے ان سے کہا کہ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں، لوگوں نے ان کے جرم اور ان کی بدنی کیفیت رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، کھجور کی ایک ایسی چھڑی جس کی سو شاخیں ہوں، لے کر اُسے ایک بار مار دو۔'' (۱۳)

اس فیصلے میں درحقیقت رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی اس آیت سے استنباط فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو اپنی قسم پوری کرنے کے لیے حکم دیا تھا کہ تیلیوں کا ایک مٹھا ہاتھ میں لے کر اس سے ایک بار بیوی کو مار دو تاکہ تمہاری قسم پوری ہو جائے:

﴿وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث﴾ (۱۴)

''اپنے ہاتھ میں تیلیوں کا ایک مٹھا لے کر اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا واقعہ میں انصاری کو حد زنا میں سزا دینے کے لیے ایک حیلہ اختیار کیا گیا، درحقیقت اس میں نہ تو کوڑوں کی سزا دی گئی اور نہ سو بار ضرب لگائی گئی بلکہ کمیت اور کیفیت دونوں میں تخفیف کر دی گئی۔

۲۔ شراب نوشی کی سزا جسے بعد میں حد (مقررہ سزا) کا درجہ دے دیا گیا، عہد نبوی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مقرر نہیں تھی، بلکہ جب کوئی شرابی لایا جاتا تو لوگ اُسے ہاتھوں سے، جوتوں سے اور کپڑوں کے کناروں سے مارتے، عار دلاتے، اور لعن طعن کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں چالیس کوڑے اور حضرت عمرؓ کے دور میں اسی کوڑے سزا مقرر کی گئی۔ (۱۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں جس انداز سے تدریجاً شراب چھڑائی گئی اور مسلمانوں میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا جو جذبہ کارفرما تھا، اس کے باعث شراب کی حرمت کا حکم آ جانے کے بعد شراب نوشی کے واقعات شاذ و نادر ہوتے تھے جس کے لئے معمولی سزا اور لعن طعن کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ جب اسلامی ریاست وسعت اختیار کر گئی، غیر مسلموں سے تعلقات میں باقاعدگی اور استواری پیدا ہوگئی، تربیت کا عمومی معیار پہلے کا سا باقی نہ رہ سکا، شراب کا حصول آسان ہو گیا اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے باعث اس کی رغبت بھی بڑھ گئی تو اسلامی معاشرے کو شراب کی لعنت سے پاک کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے تعزیری سزا میں اضافہ کر دیا۔ اس کی مزید تفصیل شراب نوشی کی حد کے آرڈیننس پر بحث کے ضمن میں آئے گی:

۳۔ ایک عورت کا معاملہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا، اس نے کئی بار ارتکاب زنا کا اقرار کیا، جس سے ضابطہ کے مطابق اس پر حد واجب ہوگئی تھی لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

﴿انها تستهل به استهلال من لم يعلم انه حرام﴾ (۱۶)

''یہ اس طرح ارتکاب زنا کا اعلان کرتی ہے جس طرح وہی شخص کر سکتا ہے جسے زنا کی حرمت کا علم نہ ہو۔''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حد ساقط کر دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر چوری میں ہاتھ کاٹنے کے بجائے چوری کے مال کی دوگنی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

حاطب بن ابی بلتعہ کے غلاموں نے قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کی اونٹنی چرالی، ان غلاموں کو جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے چوری کا اقرار کرلیا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کثیر بن الصلت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو، کثیر جب حکم کی تعمیل کے لیے غلاموں کے پاس گئے تو آپ نے ان غلاموں کو واپس بلایا اور فرمایا:

''اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ تم لوگ غلاموں سے زیادہ کام لیتے ہو اور انہیں کھانے کو پورا نہیں دیتے بلکہ بھوکے رکھتے ہو، نتیجتاً اگر ان میں سے کوئی حرام کھالے تو وہ اس کے لیے حلال ہو جاتا ہے، تو میں ان کے ہاتھ کاٹ دیتا''

اس کے بعد آپ نے اونٹنی کے مالک سے پوچھا، اونٹنی کی قیمت کیا تھی؟ اس نے کہا: چار سو، آپ نے غلاموں کے مالک حاطب بن ابی بلتعہ سے اُسے آٹھ سو درہم دلائے۔ (۱۷)

۵۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں شراب میں بدمست ایک شخص پکڑ کر آپ کے پاس لایا جارہا تھا، جب وہ حضرت عباسؓ کے مکان کے پاس آیا تو بھاگ کر ان سے چمٹ گیا، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ہنس کر فرمایا:

''کیا اس نے ایسا کیا؟ پھر آپ ﷺ نے اُسے کوئی سزا نہیں دی۔'' (۱۸)

۶۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ، میں نے موجب حد جرم کیا ہے، مجھ پر حد لگائیں، آپ نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا اور اس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ میں نے موجب حد جرم کیا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس نے جواب دیا، پڑھی ہے، آپ نے فرمایا، اللہ نے تمہارا گناہ معاف کر دیا۔'' (۱۹)

اگر چہ صحیح بخاری میں اس روایت میں جرم کی نوعیت کا ذکر نہیں ہے لیکن فتح الباری نے تصریح کی ہے کہ اس شخص نے کسی ابہام کے بغیر یہ اعتراف کیا تھا کہ ''میں نے زنا کیا ہے، مجھ پر حد جاری کیجئے۔'' (۲۰)

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم حدود میں سزاؤں کی معافی اور ان کی کمیت اور کیفیت دونوں میں تخفیف کا رجحان عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ میں رائج تھا۔ اس لیے حدود کی تعریف میں اس امر پر اصرار کرنا کہ یہ ایسی سزا ہے جس میں کمی بیشی کا کسی کو کوئی اختیار نہیں درست نہیں ہے۔ بلکہ حد کا مفہوم یہ ہے کہ یہ وہ زیادہ سے زیادہ سزا ہے جو کسی بھیانک جرم کے ارتکاب پر دی جا سکتی ہے۔

حدود کو اگر مقاصد شریعت کے حوالے سے دیکھا جائے تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کسی جرم کی ایسی متعین سزائیں نہیں جن میں کمی نہ ہو سکے بلکہ یہ مختلف جرائم کی زیادہ سے زیادہ سزائیں ہیں۔

مقاصد شریعت پر گفتگو کرتے ہوئے علمائے اصول نے امورِ پنجگانہ کو اسلامی قوانین کے مقاصد قرار دیا ہے:

۱۔ جان کا تحفظ

۲۔ مال کا تحفظ

۳۔ عزت کا تحفظ

۴۔ عقل کا تحفظ

۵۔ دین کا تحفظ

تمام قوانین انہیں امورِ پنجگانہ کے تحفظ کے لیے بنائے گئے ہیں اور تمام سزائیں انہیں کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرمانہ اقدامات پر دی گئی ہیں۔ (۲۱) اس لیے عقلاً بھی صورت یہ ہونی چاہیے کہ ان امورِ پنجگانہ کے خلاف انتہائی جرم کا ارتکاب کرنے والے کے لیے انتہائی سزا مقرر کی جائے، جس پر اضافے کی اجازت نہ ہو البتہ اس میں تخفیف کی گنجائش ہو۔

مثلاً جان کے تحفظ کے قانون کو توڑتے ہوئے اگر کوئی شخص کسی بے گناہ کو ظلماً قتل کر دے تو قاتل کی زیادہ سے زیادہ سزا قصاص ہے، لیکن اس میں دیت اور بلا معاوضہ معافی کی گنجائش بھی ہے۔ (۲۲) یہی صورت حال عزت کے خلاف جرم کی ایک صورت یعنی قذف (۲۳) اور عقل کے خلاف جرم یعنی شراب نوشی میں معمول بہ رہی ہے۔ (۲۴) دین کے تحفظ میں بھی ارتداد کی سزا حنفیہ کے نزدیک عورت کو نہیں دی جا سکتی نیز ارتداد سے توبہ کی گنجائش موجود رہتی ہے اور توبہ کرنے پر سزا معاف ہو جاتی ہے۔ (۲۵)

اسی طرح دوسرے امور میں بھی حد درحقیقت متعلقہ جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا ہے اور زیادہ سے زیادہ سزا مقرر کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بسا اوقات جرم کی سنگینی اتنی شدید ہوتی ہے کہ عدالت کوئی زیادہ بھیانک سزا دینے کا سوچ سکتی ہے اس لیے ضرورت تھی کہ ارحم الراحمین کی طرف سے زیادہ سے زیادہ سزا کی حد مقرر کر دی جائے اس کی تائید ابن العربی کے اس اقتباس سے ہوتی ہے:

> ''قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ان کے ایام قضا میں ایک قافلے پر کچھ افراد نے حملہ کر کے ایک عورت کو اٹھا لیا، جب وہ پکڑے گئے اور مقدمہ میرے سامنے پیش ہوا تو کچھ مفتیوں کی رائے تھی کہ یہ حرابہ نہیں ہے، کیوں کہ حرابہ کا تعلق مال سے ہے، عصمت سے نہیں۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ افسوس، تمہیں احساس نہیں کہ عزت لوٹنا مال لوٹنے سے بڑا جرم ہے، لوگ اپنے سامنے اپنے مال کی تباہی برداشت کر لیتے ہیں لیکن کوئی شخص اپنی بیوی یا بیٹی کی عزت لٹتے نہیں دیکھ سکتا، اگر اللہ کی مقرر کردہ سزا سے زیادہ سزا دی جا سکتی تو ان عصمت دری کرنے والوں کو زیادہ سزا دی جاتی''۔ (۲۶)

پس حدود کی وہ تعریف مناسب ہے، جو الماوردی نے ''الاحکام السلطانیۃ'' میں کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحدود زواجر وضعها اللہ تعالیٰ الردع عن ارتکاب ماحظر وترک ماامر (۲۷)

''حدود ارتکاب معاصی سے روکنے کے ایسے ذرائع ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ممنوعات کے ارتکاب اور مامورات کے ترک سے باز رکھنے کے لیے مقرر کیے ہیں۔''

حاصل بحث

اس ساری بحث سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ حدود دراصل آخری درجے کے جرائم پر آخری درجے کی یا زیادہ سے زیادہ سزائیں ہیں۔ اسلامی قانون سازی کا تقاضا یہ ہے کہ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ نے ان سزاؤں میں جو تخفیف روا رکھی تھی اسے قانون میں برقرار رکھا جائے۔ عدلیہ کو مجرم کی حالت کے پیش نظر سزا کی کمیت اور کیفیت میں تخفیف کا اختیار ہے جبکہ وہ کسی مجرم کو مقررہ حد سے زیادہ سزا نہیں دے سکتی۔

کیا حدود کی سزائیں عادی مجرموں کے لیے ہیں؟

حدود آرڈیننس کا جب کتاب وسنت کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حدود کی سزائیں عادی مجرموں کے لئے ہیں یا اتفاقی مجرموں کے لئے بھی یہی سزائیں ہیں؟ اگر یہ ہر طرح کے مجرموں کے لئے ہیں تو کیا اسلام کا قانون انصاف عادی اور اتفاقی مجرموں میں فرق نہیں کرتا؟

اس سوال کے جواب کے لئے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے جن جرائم پر سزائیں مقرر کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جان کے تحفظ کے خلاف جرائم (کسی کو قتل کرنا یا زخمی کرنا)

۲۔ مال کے تحفظ کے خلاف جرائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دوصورتیں ہیں:

۱۔ زبردستی کسی کا مال چھیننا یعنی ڈاکہ زنی

۲۔ خفیہ طریقے سے کسی کا مال چرالینا

۳۔ عزت کے تحفظ کے خلاف جرائم

اس کی بھی دوصورتیں ہیں:

۱۔ بدکاری کے ارتکاب کے ذریعے نسب کے خلاف جرم کا ارتکاب۔

۲۔ کسی پاک دامن خاتون پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

مذکورہ بالا سزاؤں میں سے پہلی سزا یعنی جان کے تحفظ کے خلاف جرائم کا تعلق قانون قصاص اور دیت سے ہے، جو اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔ دوسرے جرم کی دونوں صورتوں کے بارے میں قرآن حکیم نے سورۃ المائدہ میں سزائیں بیان کی ہیں۔

ڈاکہ زنی کو قرآن حکیم نے حرابہ اور فساد فی الارض کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے اور اس کی سزا کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

﴿انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ، ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم﴾ (۲۸)

”جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا مخالف جانب سے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں اس جگہ سے جلا وطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی کا سامان ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔''

چند آیات کے بعد چوری کی سزا ان الفاظ میں بیان کی گئی:

﴿والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما کسبا نکالاً من الله، والله عزیز حکیم﴾(۲۹)

''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے عمل کی سزا اور اللہ کی طرف سے سخت تنبیہ ہے، اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا۔''

تیسرے جرم یعنی عزت کے خلاف جرائم کی دونوں صورتوں کی سزائیں سورۃ النور میں بیان کی گئیں ہیں۔ پہلی صورت کے بارے میں ہے:

الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائة جلدة (۳۰)

''بدکار عورت اور بدکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

دوسری صورت کے بارے میں ہے:

والذین یرمون المحصنت ثم لم یأتوا با ربعة شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدة (۳۱)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور چار گواہ نہیں لاتے انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔''

مذکورہ بالا آیات میں قرآن حکیم کے اسلوب کا مطالعہ کیا جائے تو چوری اور بدکاری کی سزا کے ذکر میں قرآن حکیم کا اسلوب دوسری سزاؤں کے اسلوب بیان سے مختلف ہے۔ ان دونوں سزاؤں میں السارق،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السارقۃ، الزانی اور الزانیۃ کے الفاظ یعنی اسم فاعل کے صیغے استعمال کیے ہیں، جب کہ باقی سزاؤں کا اسلوب بیان اس سے مختلف ہے۔ کیا اس میں کوئی خاص حکمت پوشیدہ ہے؟ سارق اور زانی کس کو کہیں گے؟

مولانا انور شاہ کشمیری صحیح بخاری کی شرح فیض الباری میں فرماتے ہیں:

قلت: انہ لا یسمی کافراً لان اطلاق اسم الفاعل علی من صدر عنہ الفعل مرۃ ولم یتکرر لیس بلطیف فی العرف، وان جاز عقلاً، نعم اذا تکرر وصار صفۃ لہ لطف اطلاقہ ولذا یقال: ان الفعل للواقعۃ فمن ضرب مرۃ یقال انہ ضرب ولا یقال فلان ضارب وفلان سارق وفلان زان، اذا لم یتکرر منہ ذلک الفعل۔(۳۲)

''میں (شاہ صاحب) کہتا ہوں، ایسے شخص کو (یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو) کافر نہیں کہتے، کیوں کہ جس شخص سے ایک بار کسی فعل کا ارتکاب ہوا ہو اور اس نے بار بار وہ کام نہ کیا ہو تو عرف میں اس پر اسم فاعل کا اطلاق لسانی لطافت کے خلاف ہے اگرچہ عقلاً جائز ہے۔ ہاں اگر کسی نے بار بار کوئی کام کیا حتی کہ وہ اس کی صفت بن گیا تو اس پر اسم فاعل کا اطلاق لسانی لطافت کے مطابق درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ فعل محض واقعہ کے اظہار کے لیے ہوتا ہے۔ جس نے کسی شخص کو ایک بار مارا، اس کے بارے میں یہ کہنا تو درست ہے کہ اس نے مارا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلاں ضارب (مارنے والا) ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے بار بار فعل کا ارتکاب نہیں کیا تو اُسے سارق اور زانی نہیں کہا جائے گا۔''

شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص اگر سچ بولنے کو عادت بنا لے تو اُسے صادق کہتے ہیں۔ ایک بار سچ بولنے والے کو یہ تو کہیں گے کہ اس نے سچ بولا لیکن اس پر صادق کا اطلاق نہیں ہوگا اسی طرح سارق اور زانی وہ افراد کہلائیں گے جو ان جرائم کے عادی مجرم ہوں۔

اس مفہوم کی تائید متعدد احادیث سے بھی ہوتی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اباذر رضی الله عنه حدثه قال : اتیت النبی ﷺ وعلیه ثوب ابیض وهو نائم ، ثم اتیته وقد استیقظ فقال: ما من عبد قال " لا اله الا الله" ثم مات علی ذلک الا دخل الجنة ، قلت: وان زنی وان سرق ، قال: وان زنی وان سرق ، قلت : وانی زنی وان سرق، قال : وان زنی وان سرق، قلت : وان زنی وان سرق ، قال : وان زنی وان سرق ، علی رغم انف ابی ذر ، وکان ابو ذر اذا حدث بهذا قال : وان رغم انف ابی ذر (۳۳)

''ابوذر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ سفید کپڑا اوڑھے سوئے ہوئے تھے، پھر دوبارہ گیا تو آپ جاگ چکے تھے، آپ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الہ الا اللہ کہے، پھر اسی عقیدے پر مر جائے تو وہ جنت میں داخل نہ ہو، میں نے کہا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، آپ نے فرمایا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، میں نے پھر کہا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، آپ نے فرمایا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، میں نے پھر کہا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، آپ نے فرمایا، خواہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، خواہ ابوذر اپنی ناک بھی رگڑ لے، حضرت ابوذر جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہا کرتے تھے، خواہ ابوذر اپنی ناک بھی رگڑ لے۔''

اس حدیث میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ ''زنی'' اور ''سرق'' کے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کبھی ایک آدھ باران جرائم کا ارتکاب کر لیا تو یہ جرم ایسا نہیں کہ اُسے جنت میں داخل ہونے سے روک دے۔ اور اگر کوئی شخص عادی مجرم ہو تو اس کے بارے میں ایک دوسری حدیث سے رہنمائی ملتی ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال : لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ، ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مومن (۳۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زانی جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''

ان دونوں احادیث کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اتفاقی مجرم اور عادی مجرم میں فرق کیا ہے۔

۲۔ قرآن حکیم میں ہے:

﴿الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیة لا ینکحها الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین﴾ (۳۵)

''زانی صرف، زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرے اور زانیہ صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے اہل ایمان کے لیے یہ نکاح حرام ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین اور فقہاء کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، کیوں کہ جس کسی سے ایک بار زنا سرزد ہو وہ بھی اگر زانی اور زانیہ ہے تو جمہور فقہاء اس کا نکاح کسی بھی مومن مرد یا عورت سے حرام ہونے کے قائل نہیں، جب کہ قرآن حکیم کی تصریح کے مطابق زانی مرد اور زانیہ عورت کا نکاح مومن مردوں اور عورتوں سے حرام ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کے اس واضح حکم کو بدلنے کے لیے گوناگوں تاویلات کی گئیں جن کی رو سے قرآن کی آیت کا مفہوم ہی خبط ہو گیا، جب کہ اس کے مفہوم کو حدیث نبوی میں انتہائی وضاحت سے بیان کیا گیا۔ جامع ترمذی میں سورۃ النور کی آیت بالا کی تفسیر میں ہے:

عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

مرثد بن ابی مرثد ایک شخص تھا جو مکہ سے چوری چھپے قیدیوں کو مدینہ لایا کرتا تھا مکہ میں ''عناق'' نام کی ایک طوائف تھی جو مرثد کی دوست تھی۔ مرثد نے مکہ میں ایک قیدی کو مدینہ پہنچانے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ مرثد کہتا ہے: میں مکہ پہنچا تو چاندنی چٹک رہی تھی، میں ایک دیوار کے سائے میں ہو گیا۔ عناق آئی، وہ دیوار کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سایہ دیکھ کر قریب آ گئی، اس نے مجھے پہچان لیا اور کہا ''مرثد'' میں نے جواب دیا، ہاں، مرثد! اس نے مجھے خوش آمدید کہہ کر اپنے ساتھ رات گزارنے کی دعوت دی، میں نے جواب دیا، عناق، اللہ نے زنا حرام کر دیا ہے، اس نے چیخنا شروع کر دیا، اے خیموں کے مکینو! یہ شخص تمھارے قیدی اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ آٹھ آدمی میرے پیچھے لگ گے، میں نے بھاگ کر ایک کھوہ میں پناہ لی، وہ لوگ پہنچ گئے اور غار کے منہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے میرے سر پر پیشاب کیا، لیکن میں ان کی نظروں سے غائب رہا۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور میں اپنے آدمی کو لینے جا پہنچا، وہ آدمی بہت بھاری تھا، میں نے اُسے بمشکل اٹھا کر گھاس کی رکھ میں پہنچایا، وہاں لا کر میں نے اس کی بیڑیاں کھولیں، میں اُسے اٹھا کر چلتا، جس سے سخت تھک جاتا۔ مدینہ پہنچ کر میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے دو مرتبہ درخواست کی کہ میں عناق سے نکاح کرلوں، آپ خاموش رہے، حتی کہ آپ پر وحی نازل ہوگئی:

﴿الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیة لا ینکحها الا زان او مشرک﴾

''زانی صرف زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرے اور زانیہ صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت سنائی اور عناق سے نکاح کرنے سے منع کر دیا۔ (۳۶)

نیز نسائی اور مسند احمد بن حنبل نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے حوالے سے روایت کی کہ ایک عورت ام مھزول نامی تھی جو قحبہ گری کا پیشہ کرتی تھی، ایک مسلمان نے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (۳۷)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں لفظ زانی اور زانیہ کا استعمال پیشہ ور بدکاروں کے لیے ہوا ہے نہ کہ ایسے افراد کے لیے جن سے اتفاقی گناہ سرزد ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا آیت میں اگر زانی اور زانیہ سے عادی بدکار مراد لیے جائیں تو آیت میں کسی قسم کی تاویل کی ضرورت پیش نہیں آتی اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ پیشہ ور بدکاروں کی آپس میں شادیاں ہونی چاہیے۔ پاک دامن اہل ایمان کے لیے عادی بدکاروں سے نکاح حرام ہے۔ اس کی تائید سورۃ النور (۲۴:۲۶) کی ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے:

﴿الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت﴾

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے۔ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے''

۳۔ قرآن حکیم نے اتفاقی بدکاروں اور عادی بدکاروں میں سورۃ النساء میں فرق کرتے ہوئے کہا ہے:

﴿والتی یأتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم، فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفاهن الموت او یجعل الله لهن سبیلاً ۝ واللذان یاتیانها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما ان الله کان تواباً رحیما ۝ انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب الله علیهم وکان الله علیما حکیما ۝ ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الأن ولاالذین یموتون وهم کفار اولئک اعتدنا لهم عذاباً الیما﴾(۳۸)

''تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کرے اس پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ، اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں نظر بند کر دو تا آنکہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی دوسری راہ نکال دے۔ تم میں سے جو جوڑا بدکاری کرے اس کو ایذا دو، اگر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کو چھوڑ دو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے ذمے ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، انہیں لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے، جو لوگ برائیاں کرتے رہتے ہیں حتی کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو کہتا ہے، میں نے اب توبہ کی۔ اور اسی طرح توبہ ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں ایسے لوگوں کے لئے ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے''

ان آیات نے اتفاقی مجرموں اور عادی مجرموں میں فرق کیا ہے۔

۴۔ قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پر ہے:

﴿ والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وهم یعلمون ، اولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ونعم اجر العاملین ﴾ (۳۹)

''وہ لوگ جنہوں نے بے حیائی کے کام کیے یا اپنے آپ پر ظلم کیا، انہوں نے اللہ کو یاد کیا، پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اللہ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے، اور انہوں نے دانستہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کیا، ان لوگوں کے لیے ان کے رب کی طرف سے معافی ہے اور باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور کام کرنے والوں کو بہت اچھا اجر ملے گا''۔

اس آیت میں بھی اتفاقی اور عادی بدکاری کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ جن لوگوں سے بدکاری اتفاقاً سرزد ہو جاتی ہے اور وہ اس پر اصرار نہیں کرتے، ان کو توبہ کرنے سے معافی مل جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر اس مسئلہ کو عقلی اعتبار سے دیکھا جائے تو یقیناً ایسے افراد جن سے کبھی جذبات سے مغلوب ہو کر گناہ کا ارتکاب ہو جائے ان افراد سے مختلف ہوتے ہیں جو عادی جرائم پیشہ ہوں، دانستہ قانون خداوندی کے خلاف بغاوت پر کمربستہ ہوں اور نسب، نسل، عزت اور مال کے تحفظ کے قانون کو لگاتار پامال کرتے ہوں۔ دونوں قسم کے افراد ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، اس لیے ان کی سزاؤں میں بھی فرق ہونا چاہیے۔

۵۔ حضرت انس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا کہ ایک چور ان کے سامنے پیش ہوا، اس نے سزا سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کیا کہ یہ اس کا پہلا جرم تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرے پروردگار کی قسم، تو جھوٹ بول رہا ہے، پہلے گناہ پر اللہ کسی کو نہیں پکڑتا، جب اُسے سزا ہو گئی تو حضرت علی کے پوچھنے پر اس نے اعتراف کیا کہ وہ اب تک اکیس مرتبہ چوری کر چکا ہے۔'' (۴۰)

ابن حزم نے اسی نوعیت کے واقعات حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیے۔

ان روایات میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ مذکورہ بالا واقعات میں خلفاء راشدین میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ عدالت کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ جرم پہلا ہے یا بیسواں، عدالت کے سامنے تمہارا جرم ثابت ہے، اس لیے تم سزا کے مستحق ہو، نیز انہوں نے مجرم کی اس دلیل کو بھی رد نہیں کیا کہ پہلے جرم پر سزا نہیں دی جانی چاہیے۔ ان حضرات کا یہ کہنا کہ پہلے جرم پر اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں پکڑتا گویا اس امر کا اظہار ہے کہ یہ سزائیں عادی مجرموں کے لیے ہیں، البتہ اس وقت کے نظام عدل میں اس امر کا کوئی امکان نہیں تھا کہ کوئی شخص جرم کیے بغیر پکڑا جائے یا پولیس لوگوں کو مار پیٹ کر جرائم کا اعتراف کروائے، اس لیے کوئی بھی مجرم بالعموم اُس وقت پکڑا جاتا تھا جب وہ کئی بار جرم کا ارتکاب کر کے دلیر ہو جاتا۔

محقق ابن الھمام کی تحقیق سے بھی یہی رجحان سامنے آتا ہے کہ اتفاقی اور عادی مجرموں میں فرق کرنا چاہیے، وہ لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ کے نزدیک ان جرائم کی پردہ پوشی پسندیدہ امر ہے، اس لیے زنا کی گواہی نہ دینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے، البتہ اس میں مجرم کے حالات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایسا مجرم جو اس جرم کا عادی نہیں ہے اور نہ اسے کوئی معمولی بات سمجھتا ہے، اس کے خلاف شہادت نہ دینا افضل ہے لیکن جب صورت حال اس کی عام اشاعت تک پہنچ جائے اور لوگ اسے ایک معمولی بات سمجھنے لگیں بلکہ کچھ لوگ اس جرم پر فخر کرنا بھی شروع کر دیں تو ان حالات میں زنا کی شہادت ادا کرنا اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا اس کے چھپانے سے افضل ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اس کی زمین معاصی اور فواحش سے پاک صاف رہے۔ اگر یہ مقصد مفید خطاب (تنبیہات ونصائح) کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں جرم کرنے والوں کی طرف سے توبہ اور ندامت کا اظہار ہو جائے تو اسے ہی اختیار کیا جائے گا اور انہیں تنبیہ کر کے چھوڑ دینا چاہیے، لیکن جب زنا کی گرم بازاری ہو جائے اور لوگ اسے معمولی بات سمجھنے لگیں اور اس کے پھیلنے کا خطرہ ہو اور اس وقت اللہ کی زمین کو تنبیہ اور توبہ کے ذریعے پاک رکھنا ممکن نہیں رہے گا، اس صورت میں اللہ کی زمین کو پاک رکھنے کا دوسرا ذریعہ اختیار کرنا ضروری ہو جائے گا یعنی حدود کو قائم کرنا''۔ (۴۱)

حاصل بحث

مذکورہ بالا آیات وروایات کا تقاضا یہ ہے کہ یہ سزائیں عادی مجرموں کے لیے ہیں۔ سنت نبوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے عادی مجرم کو سنگ سار کر دیا گیا۔ چنانچہ صحیح مسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جہاد کے لیے چلے جاتے تو ماعز اسلمی پیچھے رہ جاتے اور خواتین کا پیچھا کرتے اور ان کی شکایات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی رہتی تھیں۔ جب وہ صاحب پکڑ کر لائے گئے تو ان کی قوم نے ان کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے کہا:

''انہیں کوئی بیماری نہیں البتہ ایک ایسی لت پڑ گئی ہے کہ ہمارے خیال میں وہ اس وقت تک نہیں چھوٹ سکتی، جب تک کہ ان پر حد نہ قائم کر دی جائے۔'' (۴۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عادی مجرم تھے البتہ دیگر واقعات میں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ عہد نبوی یا عہد خلافت راشدہ میں مجرموں کے بارے میں تحقیق کے سلسلے میں اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہو کہ کیا یہ اس کا پہلا جرم ہے یا عادی مجرم ہے۔ اس لیے اس پہلو پر اجتہادی نقطۂ نظر سے مزید تحقیق اور قانون سازی کی ضرورت ہے۔

اگر قرآنی تصریحات کو سامنے رکھا جائے تو حد زنا کے بارے میں قرآن تین مختلف نوعیت کے جرائم کی تین مختلف سزائیں بیان کرتا ہے۔

۱۔ اگر زنا کا مرتکب مرد یا عورت عادی مجرم نہیں ہیں اور کیس عدالت میں نہیں گیا تو سورۃ النساء کی آیات ۱۵۔۱۶ کے تحت انہیں خاندان کی سطح پر تادیب کیا جائے تا آنکہ انکی اصلاح ہو جائے یا شادی ہو جائے۔ (۴۳)

۲۔ اگر مجرم عادی ہیں اور کیس کا فیصلہ عدالت نے کرنا ہے تو سورۃ النور کی آیت ۲ کے تحت سوسو کوڑوں کی سزا دی جائے۔ (۴۴)

۳۔ اگر مجرم زنا بالجبر کا مرتکب ہو تو سورۃ الاحزاب ۵۹۔۶۰ کے تحت اُسے سزائے موت دی جائے۔ (۴۵)

مزید تفصیل آگے حد زنا کے ضمن میں آئے گی۔

حدود آرڈیننس اور فقہی اختلافات

حدود آرڈیننس کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تشکیل و تدوین میں جہاں ''مجموعہ تعزیرات پاکستان'' کی کئی دفعات من وعن شامل کر کے ان پر کتاب و سنت کی مہر لگا دی گئی، وہیں فقہی لٹریچر سے بھی استفادہ کیا گیا۔ ''مجموعہ تعزیرات پاکستان'' کی دفعات کا ذکر ہم ''تعزیرات'' کے زیر عنوان کریں گے یہاں اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا کتاب و سنت کی تعبیر و تشریح کے لئے کسی متعین فقہ کو بنیاد بنایا جا سکتا ہے؟

حدود آرڈیننس کی تشکیل و تدوین میں فقہ حنفی کو معیار قرار دیا گیا ہے جو برصغیر میں جمہور مسلمانوں کی معمول بہا فقہ ہے اگر چہ بلا ضرورت جمہور کی فقہ سے صرف نظر کرنے کا کوئی جواز نہیں لیکن جرائم حدود کی نوعیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوجوہ مختلف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ امر واقعہ یہ ہے کہ شرعی نصوص متناہی اور محدود ہیں، جب کہ واقعات وحوادث غیر متناہی ہیں۔ ہر واقعہ اور حادثہ کے لیے شرعی حکم معلوم ہونا ضروری ہے جب کہ شرعی نصوص میں صراحت سے ہر نوع کے واقعہ اور ہر شکل کے حادثہ کا تفصیلی شرعی حکم مذکور نہیں ہوتا، اس لیے مجتہدین اور فقہاء نصوص کی روشنی میں نئے پیش آمدہ حوادث ووقائع کے شرعی احکام معلوم کرنے کے لیے اجتہاد اور استنباط سے کام لیتے ہیں۔ اجتہاد اور استنباط کے لیے جس مجتہدانہ بصیرت اور مہارت کی ضرورت ہوتی ہے اس میں مجتہدین باہم دگر متفاوت ہوتے ہیں، نیز جن اصول، کلیات، طرق اور مناہج کی بنیاد پر وہ اجتہاد کرتے ہیں ان میں بھی اختلاف ہوتا ہیں۔ ہر فقیہ اپنے فہم وتدبر کی روشنی میں اُنھیں احادیث نبویہ یا اقوال وآثار صحابہ سے استدلال کرتا ہے جس تک اس کی رسائی ہوتی ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ ہر مجتہد کے سامنے تمام ذخیرہ احادیث موجود ہوا ہو۔ ان اسباب کی بنا پر اجتہادی مناہج میں اختلاف ہوا اور مختلف مکاتب فقہ وجود میں آئے۔

۲۔ اعتقادی اختلافات کے برعکس فقہی اختلافات دین میں وسعت اور آسانی پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ ان سے امت میں تشتت وافتراق یا فرقہ واریت پیدا نہیں ہوتی بلکہ اجتہادی مسائل پر مختلف پہلوؤں سے غور وفکر کی راہیں کھلتی ہیں، جس کے نتیجہ میں معاشرتی تقاضوں کو اختلافی اقوال کے مجموعہ پر پیش کر کے ایک ایسا مستحکم اور عادلانہ قانون مرتب کیا جا سکتا ہے جو دین کی روح سے ہم آہنگ اور تمام قوانین سے بڑھ کر منصفانہ ہو نیز آنے والے ادوار میں انسان کی فطرت سلیمہ کا ساتھ دینے کی قوت اس میں تمام قوانین سے زیادہ ہو۔

۳۔ دور حاضر کے مسائل متنوع، گوناگوں اور قدرے گھمبیر ہیں۔ انسانی تمدن اپنی ترقی اور عروج کی اس انتہاء کو پہنچ چکا ہے کہ نئے نئے مسائل سامنے آ رہے ہیں، جن کے لیے تفصیلی رہنمائی ماضی کے اجتہادات میں ملنا مشکل ہے۔ نیز ائمہ فقہ نے اپنے اپنے عہد اور اپنے علاقے کے مسائل، رسوم ورواج اور معاملات وعادات کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہادات کیے تھے، اسی وجہ سے دلائل کے ذخیرہ کے متحد ہونے کے باوجود ان کے اجتہادات میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ انسانی احوال وکوائف مختلف ہوتے ہیں ۔کبھی انسان معمول کی زندگی گزارتا ہے، اس کے لیے عام شرعی قواعد وقوانین ہوتے ہیں، جن پر پورے طور پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے ۔کبھی انسان ناموافق حالات کا شکار ہوتا ہے، تنگی اور مشقت میں مبتلا ہوتا ہے، ان حالات میں شرعی قوانین میں تخفیف اور سہولت پیدا ہو جاتی ہے ۔گا ہے انسان اضطراری حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے ان حالات میں انسان کے لیے حرام حلال ہو جاتا ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی نے اس قرآنی اصول پر فقہاء کے اختلافات کو منطبق کرتے ہوئے یہ نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ بعض فقہی آراء میں شدت ہے جو متقی یا صاحب عزیمت افراد کے لیے لائحۂ عمل ہے، بعض فقہی اقوال میں ایک اعتدال اور توازن ہے جو عام حالات میں یا عوام کے لیے معیارِ عمل ہے، بعض فقہی اقوال میں آسانی اور سہولت ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مشکل میں پھنس جائے تو اس کے لیے مَخلص اور راہ نجات تلاش کی جائے ۔ (۴۶)

۵۔ اس امر پر تمام امت متفق ہے کہ منصوص اور مجتہد فیہ احکام میں فرق ہوتا ہے ۔ جو حکم نص سے ثابت ہو، اس کو تبدیل کرنے کے لیے اُسی درجے کی یا اس سے اعلیٰ درجے کی نص کا ہونا لازمی ہے ۔کم تر درجے کا حکم اعلیٰ درجے کے حکم کو منسوخ نہیں کرسکتا ۔لیکن اجتہادی امور میں سے کسی بھی اجتہادی رائے کو نص کا درجہ دینا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں انسانی غور وفکر، تدبر وتعلیل اور استدلال واجتہاد کی دراندازی کے باعث غلطی کا امکان رہتا ہے ۔شاطبی نے تصریح کی ہے کہ:

”اگر کسی مسئلہ پر تمام امت کا اتفاق ہے تو اس میں محض دلیل کی رعایت مطلوب ہے اگر مسئلہ میں اختلاف ہے تو مخالف کی دلیل خواہ کمزور ہو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے کیوں کہ اختلافی مسائل کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کیا جاتا جو متفقہ مسائل سے کیا جاتا ہے ۔“ (۴۷)

۶۔ جرائم حدود کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح ارشاد ہے:

”جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے حدود کی سزاؤں کو دور کرتے رہو، اگر ان کے لیے کوئی بچاؤ کا راستہ نکلتا ہو تو ان کو بچنے کی راہ دے دو، کیوں کہ حاکم کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے ۔“ (۴۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری روایت میں ہے:

شبہات پیدا ہو جائیں تو حد کی سزا ہٹا دو۔'' (۴۹)

ایک اور حدیث میں ہے:

''جب بھی حد کی سزا ہٹانے کا کوئی راستہ ملے تو حد کی سزا ہٹا دو۔'' (۵۰)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم حدود میں حد جاری کرنے کے بارے میں اسلام کا رویہ یہ ہے کہ لوگوں کو حتی الامکان حدود کی سزاؤں سے بچایا جائے بالخصوص تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی قابل لحاظ شبہ پیدا ہو جائے تو حد جاری نہ کی جائے۔

۷۔ اگر موجب حد جرم کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کا اختلاف ہو تو اس کی بنیاد پر حد ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً ابو حنیفہؒ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز ہے، امام مالک کے نزدیک گواہوں کے بغیر نکاح جائز ہے اور حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک نکاح متعہ جائز ہے جب کہ دیگر فقہاء کا ان نکاحوں کے جواز میں اختلاف ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس نوعیت کے نکاحوں کو زنا قرار دے کر ان پر حد جاری کرنا جائز نہیں، کیوں کہ علماء کے اختلاف کے باعث ان کے جواز اور عدم جواز میں شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ حتی کہ اگر اس فعل کا مرتکب اُسے حرام سمجھ رہا ہو تب بھی حد جاری نہیں ہوگی، کیوں کہ اس کے ذاتی اور فقہی مسلک کا فقہاء کے اختلاف پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور ان صورتوں میں حد جاری نہیں ہوگی۔ (۵۱)

حاصل بحث:

فقہی اختلافات کا تقاضا یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کی وہ دفعات جن کی بنیاد قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص پر نہیں ہے بلکہ اجتہاد اور استنباط پر ہے اور ان میں فقہاء کے اختلافات بھی ہیں، ان میں صرف ایسی صورتوں کو جرائم موجب حد قرار دیا جانا چاہیے جن پر تمام فقہاء کا اتفاق ہو، جن صورتوں میں فقہاء کے اختلافات ہیں، ان میں کسی ایک فقہی مذہب کو معیار قرار دینا درست نہیں جب کہ حدود آرڈیننس کتاب اللہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت رسول اللہ اور اقوال فقہاء سے بھی متعارض ہے اور پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲۲۷ کے بھی خلاف ہے جس میں صرف کتاب وسنت کو معیار قرار دیا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"All existing laws shall be brought in conformity with the injunction of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah"

''تمام موجودہ قوانین کتاب وسنت میں دی گئی اسلامی تعلیمات کے مطابق کر دیے جائیں گے۔'' (۵۲)

مزید برآں حدود آرڈیننس میں بھی کتاب وسنت کو ہی معیار قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ ان قوانین کے دیباچوں میں صراحتاً مذکور ہے، لیکن کتاب وسنت کی متفقہ تعبیر وتشریح کے بجائے ایک متعین فقہی مکتب فکر کی تعبیر کو حرف آخر قرار دینا بالخصوص حدود کے حوالے سے درست نہیں ہے۔

حدود آرڈیننس اور اسلامی قوانین حدود میں جوہری فرق

۱۔ حدود آرڈیننس اور اسلامی قوانین حدود کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں ایک نمایاں اختلاف یہ نظر آتا ہے کہ حدود آرڈیننس کی بنیاد جرائم حدود کے ملزموں کو مجرم ثابت کرنے، ان کے خلاف باریک بینی، مستعدی اور تیز رفتاری سے تحقیقات کر کے انہیں سزا دینے میں سرگرمی کا اظہار صاف نظر آتا ہے، جب کہ اسلامی قوانین حدود کی بنیاد تسامح، چشم پوشی، عفو ودرگزر اور مجرموں کو سخت ترین سزاؤں سے بچانے کی شعوری کوشش پر مشتمل ہے۔

۲۔ حد زنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ کے تحت ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات کا اطلاق حد زنا آرڈیننس پر بھی ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں پولیس کو بے پناہ اختیارات مل گئے ہیں اور کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں ہے۔ پولیس حد زنا آرڈیننس کی آڑ میں لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارتی، راہ چلتے لوگوں کو روک کر ان کے نکاح نامے چیک کرتی، شک کی بنیاد پر خواتین کو گرفتار کرتی، مظلوم خواتین کو شریک ملزم قرار دے کر ظلم کی انتہا کر دیتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

ایک طرف حدود آرڈیننس کا لب ولہجہ، اس کے الفاظ و تعریفات، اس کے ثبوت کے معیار اور سزائیں بذات خود ایک ایسی تصویر پیش کرتی ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ان سزاؤں کا مقصد اصلاح اور عبرت پذیری کے بجائے انتقام اور کسی کے غیظ وغضب کو ٹھنڈا کرنا ہے، اوپر سے اس کی تحقیق وتفتیش کی ذمہ داری پولیس کو دے دی گئی ہے جس کی کرپشن کے ثبوت کے لیے دلائل وشواہد کی ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس حدود کے بارے میں اسلام کا رویہ سراسر مختلف ہے۔

۳۔ جرائم حدود میں زنا بالرضا اور قذف کا بار ثبوت ریاست یا پولیس کے ذمے نہیں ہے۔ بلکہ پولیس کو اس وقت تک کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہیں جب تک کہ بدکاری کا کھلے بندوں ارتکاب نہ ہو رہا ہو۔ معاشرے کو بدی اور بدکاری کے ہر طرح کے اثرات سے پاک کرنا اسلام کے نظام امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حصہ ہے جبکہ اسلامی قانون کا مقصد معاشرے میں چھپے ہوئے بدکاری کے جراثیم تلاش کر کے انہیں ختم کرنا نہیں بلکہ اسلامی قانون کا تقاضا یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں کھلے بندوں بدکاری کا ارتکاب اور اس کی نشر واشاعت نہ ہو۔ حیرت کی بات ہے کہ میڈیا جس پاک دامن فرد پر جب چاہے بدکاری کا الزام تھوپ دے اور یہ جرم جو اسلامی قانون کی رو سے قابل دست اندازی پولیس ہے درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا لیکن لوگوں کے گھروں اور پرائیوٹ زندگی میں کرید کرید کر کردہ اور ناکردہ گناہوں کو فرضی اور جعلی ذرائع سے ثابت کرنے کی پولیس کو کھلی چھٹی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة ﴾ (۵۳)

''جو لوگ اہل ایمان میں بے حیائی کی نشر واشاعت کرنا پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک سزا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فحاشی کی اشاعت پر سزا دینا اسلامی ریاست کی ایک ایسی ذمہ داری ہے جو نص قرآنی کا تقاضا ہے جبکہ لوگوں کی پرائیویٹ زندگی کے بارے میں تحقیق وتفتیش جائز نہیں ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ:

مدینہ منورہ میں ایک عورت تھی جس کے طور اطوار شریف خواتین کے سے نہیں تھے اور اس کے پاس غلط کار لوگوں کا بکثرت آنا جانا رہتا تھا، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں بلا ثبوت کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کروا دیتا۔'' (۵۴)

اس کے باوجود آپ نے نہ تو اس کے خلاف کوئی تفتیش کروائی، نہ مقدمہ درج کیا، اور نہ کوئی تادیبی یا تعزیری کارروائی کرنے کا حکم دیا۔

۴۔ حدزنا آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ کی تحت ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات کا اطلاق حدزنا آرڈیننس پر بھی ہوتا ہے۔ اس آرڈیننس کے تحت مقدمات کی رجسٹریشن، تفتیش اور سماعت کا وہی طریق کا اختیار کیا جاتا ہے جو دوسرے مقدمات میں ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں زنا کے الزام کا مدعی وہ شخص نہیں رہتا جو الزام عائد کرتا ہے بلکہ پولیس یا بالفاظ دیگر ریاست خود مدعی ہو جاتی ہے۔ پولیس مقدمہ کا اندراج کر کے ملزموں کو فوری طور پر گرفتار کرنے کے بعد تحقیق وتفتیش کا سلسلہ شروع کرتی ہے۔ الزام کا ثبوت پولیس کی ذمہ داری بن جاتا ہے، اس لئے دیگر جرائم کی طرح اس میں بھی رشوت ستانی، ناانصافی، تشدد، دھونس، دھاندلی، بلیک میلنگ اور کرائے کے گواہوں کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

الزام کی نوعیت کی سنگینی کے باعث پولیس نہ صرف اپنے ان اختیارات کو جو اسے ضابطہ فوجداری کے تحت حاصل ہیں غلط استعمال کرتی ہے بلکہ اس نے اپنے لئے مزید اختیارات وضع کر لئے ہیں جن کی آڑ میں وہ گھروں کے اندر چھاپے مارتی ہے، راہ چلتے لوگوں سے نکاح نامے طلب کرتی ہے اور محض شک یا مفروضے کی بنا پر، رشوت لے کر یا کسی بااثر شخصیت کا آلہ کار بن کر خاص طور پر خواتین کو گرفتار کرنا، مظلوم خواتین کو شریک ملزم بنانا، حوالاتوں اور جیلوں میں ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کرنا اور پھر میڈیا کے ذریعے انھیں بدنام کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز مرہ کا معمول ہے۔ اگر طویل عدالتی کاروائی کے بعد ملزم بے گناہ ثابت ہو جائے تو اسے اس وقت تک اتنی بدنی، ذہنی، اعصابی، مالی سزا کے علاوہ عزت کی نیلامی کی سزا مل چکی ہوتی ہے کہ دنیا کا کوئی قانون اس کا مداوا نہیں کر سکتا۔

عہد نبوی میں ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ زنا کے جرائم میں کسی تفتیشی ادارے کو ملوث کیا گیا ہو۔ زنا کا اقرار کرنے والے از خود عدالت میں آ کر اقرار کرتے تھے اور الزام عائد کرنے والے براہ راست مجاز عدالت کے سامنے گواہ پیش کرتے۔ حد زنا آرڈیننس میں ضابطہ فوجداری کی دفعات کا اطلاق نہ صرف کتاب و سنت کے خلاف بلکہ اسلام میں کفر کا پیوند ہے۔

۵۔ حدود آرڈیننس کے طریق تفتیش و تحقیق کے برعکس فقہ اسلامی اس امر پر متفق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی موجب حد جرم کا اقرار کرتا ہے تو جج اُسے اقرار سے منحرف ہو جانے کی تلقین کرے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب ماعز اسلمی لائے گئے تو آپ نے انہیں بار بار واپس کیا اور وہ پھر آ آ کر اپنے گناہ کا اعتراف کرتے۔ آپ نے انہیں واپس کرتے ہوئے کہا، جاؤ اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگو، جب ان کا اصرار بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا تم نے محض بوس و کنار کیا ہوگا؟ اسی نوعیت کے کئی سوالات کیے، جو درحقیقت یہ تلقین کرنے کے لیے تھے کہ وہ اپنے اقرار سے کسی طرح منحرف ہو جائیں۔ جب انہیں سنگ سار کیا جانے لگا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں قتل کر دیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اُسے چھوڑ کیوں نہ دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ اُسے معاف کر دیتا۔'' (۵۵)

قبیلہ ازد کی شاخ غامد کی ایک عورت نے آ کر اقرار کیا تو آپ نے اُسے بھی یہی جواب دیا کہ جاؤ، توبہ استغفار کرو، وہ حاملہ تھی، آپ اُسے بار بار ٹالتے رہے لیکن اُس کے احساس گناہ نے اُسے اس وقت تک چین نہیں لینے دیا جب تک کہ اُس نے اپنے آپ کو سزا نہیں دلوا دی۔ (۵۶)

درحقیقت اسلامی قانون حدود اور حدود آرڈیننس میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلامی قانون کا اصل مقصد افراد معاشرہ کی جان، مال، عزت و آبرو کا تحفظ ہے، جو افراد اس تحفظ کے قانون کو پامال کریں، ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شر سے معاشرے کو محفوظ رکھنے اور ان کی اصلاح کرنے کے لئے نیز دوسرے افراد کی عبرت کے لیے ان کو مناسب سزا دی جائے۔ بعض جرائم میں زیادہ سے زیادہ سزا مقرر کی گئی ہے لیکن اسلامی قوانین کا اصلی مقصد سزا دینا نہیں بلکہ معاشرے کو جرائم سے پاک رکھنا ہے، جب کہ حدود آرڈیننس کے اسلوب و انداز سے یہ مترشح ہوتا ہے جیسے یہ بعض بزعم خویش پاک باز افراد کی ناپسندیدہ افراد کے خلاف انتقامی کارروائی ہے۔

۶۔ کوئی مسلمان کلمہ گو ہوتے ہوئے حدود خداوندی کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرسکتا لیکن حدود آرڈیننس کو حدود خداوندی کا درجہ دینا شرک کا ارتکاب ہے کیونکہ اس طرح قانون سازی کا جو حق صرف اور صرف ذات خداوندی کو حاصل ہے اُسے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق استعمال کر کے خود کو ان اختیارات سے لیس کر لینا ہے جو صرف اللہ کی ذات کو سزاوار ہیں اور یہی شرک ہے۔ حدود کے بارے میں اسلامی مزاج کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمایا:

> ''پہلی آسمانی شریعتوں میں بھی قتل پر قصاص، زنا میں رجم اور سرقہ میں قطع ید کی سزا تھی اسلام نے ان سزاؤں میں تخفیف کرتے ہوئے انہیں دو درجوں میں تقسیم کر دیا۔ قتل میں قصاص اور دیت، زنا میں رجم اور کوڑے لگانا، چوری میں ہاتھ کاٹنا اور دوگنا تاوان عائد کرنا۔ ماعز نے آ کر آپ کے سامنے اعتراف زنا کیا تو آپ نے فرمایا، شاید تم نے بوسہ لیا ہو یا اُسے ہاتھ لگایا ہو یا اُسے دیکھا ہو، اس نے کہا، نہیں، یا رسول اللہ، میں نے اس سے مباشرت کی ہے۔ ماعز کو رجم کر دیا گیا، لیکن جو صاحب انہیں پکڑ کر لائے تھے ان سے فرمایا: اگر تم اس کی پردہ پوشی کر لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ ایک شخص جو پیدائشی کمزور تھا، اس نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، ایک بڑی ٹہنی لو، جس کی سو شاخیں ہوں، اس سے اس کو ایک بار مارو۔ ایک چور آپ کے پاس پکڑ کر لایا گیا، اس نے چوری کا اعتراف کیا، مگر اس کے پاس مال نہیں تھا تو آپ نے فرمایا میرا نہیں خیال کہ تم نے چوری کی ہوگی، آپ نے دو مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔ (۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جرائم حدود میں سزائیں مطلقاً بیان کی گئی ہیں لیکن فقہاء مجتہدین نے ان میں اس قدر قیود اور شرائط کا اضافہ کیا ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں کسی شخص پر گواہی کی بنیاد پر حدزنا جاری نہیں کی گئی۔ دوسری حدود کے سلسلے میں بھی اسلامی قوانین کا مزاج یہی رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدود کے بارے میں لکھا ہے:

''آسان اور بہتر صورت یہی ہے کہ شعائر، حدود اور ارتفاقات میں اسی قوم کی عادات کا لحاظ رکھا جائے جس میں نبی کی بعثت ہوئی، بعد میں ایمان لانے والی دوسری اقوام پر زیادہ شدت اور سختی نہ کی جائے اور یہ احکام کسی حد تک باقی رہیں گے۔'' (۵۸)

حاصل بحث

زنا کے مقدمہ میں پولیس کا عمل دخل، اس کی تحقیق وتفتیش کے لئے پولیس یا ریاست کا مدعی بن جانا، پولیس کا کیس رجسٹرڈ کر کے گواہیاں لینا یا عدالت میں گواہ پیش کرنا، اصل مدعی کو ساری کاروائی سے الگ کر کے حد قذف سے محفوظ کر دینا، ثبوت کی ذمہ داری خود اٹھا کر گواہوں کو سزا سے بچا لینا اور الزام ثابت ہونے سے پہلے کسی فرد کے نام کو بطور ملزم مشتہر کرنا کتاب وسنت کی واضح نصوص کے خلاف ہے۔ کتاب وسنت کے مطابق اگر الزام عائد کرنے والا شوہر ہے تو عدالت سے رجوع کرے اور عدالت میاں بیوی میں قرآنی اصول کے مطابق لعان (النور۲۴:۶۔۹) کروا کر دونوں کو بغیر کوئی سزا دیے الگ کر دے۔ اگر الزام عائد کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے تو اسے براہ راست مجاز عدالت میں چار چشم دید، قابل اعتماد گواہ لے جا کر اپنا الزام ثابت کرنا ہو گا۔ جبتک الزام ثابت نہ ہو جائے ملزموں سے کوئی تعرض کیا جائے، نہ انھیں گرفتار کیا جائے اور نہ ان کا نام مشتہر کیا جائے۔ اگر مدعی مطلوبہ معیاری شہادت پیش نہ کر سکے تو عدالت از خود مدعی اور منصف بن کر اسے اور گواہوں کو حد قذف میں سزا دے دے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو عدالت مجرموں کی ضمانت لے کر انھیں رہا کر دے تاوقتیکہ اپیل کا فیصلہ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بار بار آ کر اقرار کرنے والی خاتون کو نظر بند نہیں کیا بلکہ اسے ہر دفعہ واپس فرماتے رہے۔ اس سارے عمل میں پولیس کی مداخلت کو جو انگریزی قانون کی بنیاد پر برقرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی گئی ہے کتاب وسنت کا قانون قرار دینا اللہ اوراس کے رسول کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔

توبہ

حدود کے بارے میں اوپر ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ ان کا مقصد لوگوں کو گناہوں سے باز رکھنا اور عادی مجرموں کو سخت سزا دے کر دوسروں کے لئے سامان عبرت بنانا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ میں ملوث ہونے یا گناہ آلود زندگی گزارنے کے بعد اپنی اصلاح کر کے ایک باوقار، ذمہ دار اور معزز شہری بننا چاہتا ہے تو کیا اس کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ وہ اپنے اوپر حد نافذ کروائے اور پھر ساری زندگی سزا یافتہ کے طور پر عمر گزارے یا اسلام نے اس کے لئے واپسی کا کوئی دروازہ کھلا رکھا ہے، یعنی حدود کے حوالے سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا توبہ سے حد معاف ہو جاتی ہے؟ آرڈیننس میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور بالعموم اس کی گنجائش نہ رکھنے پر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اگر توبہ سے حدود معاف ہوسکتی ہوں تو کبھی کسی پر حد نافذ نہیں ہو سکے گی۔ اگر اس دلیل کو درست تسلیم کیا جائے کہ توبہ سے حدود میں معافی ممکن نہیں تو پھر توبہ کی افادیت کیا ہے؟ قرآن اور سنت کی تصریحات کیا ہیں؟ فقہاء کی آراء اور اقوال سے کیا رہنمائی ملتی ہے؟ اگر حدود اللہ کا حق ہیں تو صاحب حق کو معاف کرنے کا بھی اختیار ہے، کیا اس نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ حدود میں معافی نہیں مل سکتی؟ ان سوالات کا جائزہ لینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے توبہ کا مفہوم متعین کیا جائے۔

توبہ کی تعریف

لغت میں توبہ کا مطلب ہے ''لوٹ جانا، واپس ہو جانا''

جب توبہ کی نسبت بندے کی طرف کی جائے، تو اس کا مطلب ہوتا ہے، گناہ ترک کر دینا، گناہ آلود زندگی سے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے واپس اللہ کی اطاعت کی طرف لوٹ جانا۔ جب توبہ کی نسبت اللہ کی طرف ہو (جو علیٰ کے صلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے) تو اس کا مطلب ہے اللہ کا اپنی مغفرت، بخشش اور معافی کے ساتھ بندے پر نظر کرم کرنا۔ (۵۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاح میں توبہ سے مراد ہے کسی گناہ پر اس کے معصیت ہونے کی وجہ سے ندامت کا اظہار کر کے اس سے باز آ جانا اور حسب استطاعت دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ اگر کوئی شخص کسی بدنی یا مالی نقصان کے باعث کوئی گناہ چھوڑ دیتا ہے تو یہ توبہ نہیں ہے۔ (٦٠)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تعریف میں کہا ہے کہ:

''توبہ گناہ کی سنگینی کو جانتے ہوئے اس پر ندامت کا اظہار کرنا، ماضی میں کیے ہوئے گناہ کی تلافی کرنا، حال میں اُس سے باز آ جانا اور مستقبل میں اُس سے دور رہنے کا عزم کرنے کا نام ہے۔''

حدیث نبوی میں توبہ کو ندامت سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ آدمی جس کام پر نادم ہوتا ہے، اُس کی تلافی کرتا ہے، اس سے باز آ جاتا ہے اور اُسے نہ کرنے کا عزم کرتا ہے۔ (٦١)

ابن القیم الجوزیہ کے الفاظ ہیں:

''کتاب وسنت میں توبہ کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ فوراً گناہ سے الگ ہو جائے، ماضی کی غلطی پر ندامت کا اظہار کرے اور مستقبل میں دوبارہ وہ غلطی نہ کرنے کا عزم کرے۔ نیز یہ امر بھی توبہ میں داخل ہے کہ اللہ نے جو کام واجب کیا ہے، اُس کی پابندی کرے اور جسے ناپسند کیا اُسے چھوڑ دے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے توبہ پر مطلق کامیابی کا وعدہ کیا کہ: توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المومنون لعلکم تفلحون (٦٢)

توبہ کے ساتھ ملتا جلتا لفظ استغفار ہے، استغفار کے معنی ''معافی مانگنا، پردہ ڈالنا، ڈھانپ لینا'' ہے۔ جب آدمی توبہ کے ساتھ استغفار بھی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف وہ گناہ آلود زندگی پر ندامت کا اظہار کر کے اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اللہ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کے گناہ کو مٹا دے، اس کے اثرات زائل کر دے اور اس کے بُرے نتائج سے اُسے محفوظ فرما دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن القیم کے مطابق جب یہ دونوں الفاظ ساتھ ساتھ استعمال ہوں تو استغفار کا مطلب ماضی کی غلطی کے بُرے نتائج سے معافی کی درخواست ہے اور توبہ مستقبل میں اس بُرے عمل کے نتائج سے محفوظ رہنے کی دعا ہے'' (۶۳)

توبہ کے ارکان وشرائط

توبہ کی چار شرائط ہیں: اگر کوئی شخص ان شرائط کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

۱۔ ماضی میں کیے ہوئے گناہ پر ندامت کا اظہار: ندامت کے لیے یہ شرط ہے کہ ندامت اس بناء پر ہو کہ وہ کام اللہ کی نافرمانی تھا، اگر کوئی شخص اپنے مالی، بدنی نقصان یا عزت وغیرہ کے متأثر ہونے کے باعث کسی گناہ پر ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یہ توبہ نہیں ہے۔

۲۔ گناہ کو فی الفور ترک کر کے اس سے الگ ہو جانا۔

۳۔ مستقبل کے بارے میں پختہ عزم کرنا کہ کبھی دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔

۴۔ اگر گناہ کا تعلق انسانی حقوق سے ہو تو توبہ کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ جس شخص کا حق ضائع کیا ہے، اس کا حق ادا کیا جائے یا اس سے معاف کروایا جائے۔ (۶۴)

توبہ کی تکمیل کے لیے حقوق کی ادائیگی لازمی شرط ہے اور مختلف صورتوں میں حقوق کی ادائیگی کے الگ الگ طریقے مقرر ہیں۔

۱۔ اگر کسی کا حق ضائع کیا ہے تو اس کا حق ادا کیا جائے یا اس سے معاف کروایا جائے۔

۲۔ اگر اللہ کے مالی حقوق ضائع کیے ہیں مثلاً زکوٰۃ یا کفارے ادا نہ کیے ہوں تو ادا کیے جائیں۔

۳۔ اگر کسی کا مال چرایا ہو یا زبردستی چھینا ہو تو اگر وہ بعینہٖ موجود ہو تو وہی مال واپس کیا جائے، اگر وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہ ہو تو، اگر وہ مال مثلی ہو تو اس کی مثل ادا کی جائے ورنہ اس کی قیمت دی جائے۔ اگر مفلوک الحال ہو تو جب گنجائش ہو واپس کرنے کا عہد کرے۔

۴۔ اگر کسی کا قصاص ذمے ہے تو مقتول کے اولیاء سے معاف کروائے یا انہیں دیت دے کر راضی کرے یا اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرے۔

۵۔ اگر خالص اللہ کا حق ہو مثلاً بدکاری یا شراب نوشی کی ہو تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار کرے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے۔ (۶۵)

توبہ کا اعلان

کیا توبہ کی قبولیت کے لیے توبہ کا اعلان ضروری ہے؟

اگر گناہ کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے، مثلاً کسی کا مال غصب کر لیا، کسی کو قتل کیا یا کسی پر تہمت لگائی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرے یا ان سے معاف کروائے اور اگر گناہ کا تعلق محض اللہ کے حق سے ہے مثلاً بدکاری یا شراب نوشی کا گناہ ہے اور گناہ کی شہرت نہیں ہوئی تو اس کا اعلان اور اظہار نہ کرے بلکہ صرف اپنے پروردگار کے سامنے اپنی ندامت کا اظہار کرے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اصاب من هذه القاذورات فليستتر بستر الله تعالىٰ ، فانه من يبدلنا صفحته نقم عليه كتاب الله (٦٦)

''جو کوئی ان گندگیوں کا ارتکاب کرے وہ اپنے گناہوں پر اللہ کا پردہ پڑا رہنے دے کیوں کہ جو خود اپنی پردہ دری کرے گا ہم اس پر کتاب اللہ کا حکم نافذ کر دیں گے۔''

اگر کسی کے گناہ کی عوام میں شہرت ہوگئی ہو پھر بھی اُسے گناہ کا اعلان اور اقرار نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جتنے لوگوں نے آکر اپنے گناہوں کا اعتراف کیا آپ ﷺ نے انہیں تلقین فرمائی کہ اپنے اعتراف سے رجوع کرلیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماعز اسلمی نے آپ کے پاس آ کر زنا کا اعتراف کیا اور آپ اُسے رجوع کی تلقین فرماتے رہے۔(۶۷)

ایک شخص نے آ کر چوری کا اعتراف کیا آپ ﷺ نے اُسے رجوع کرنے کا فرمایا(۶۸) کتاب و سنت میں کوئی ذرا سا بھی ایسا اشارہ نہیں ہے کہ کسی شخص کو گناہ کے اعتراف کا کہا گیا ہو یا اس کی ترغیب دلائی گئی ہو یا تحقیق اس انداز سے کی گئی ہو جس سے اُسے اپنے گناہ کا اعتراف کرنا پڑے بلکہ ھزال نامی شخص سے جس نے ماعز اسلمی کو زنا کے اعتراف کی ترغیب دے کر اُسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا، آپ نے فرمایا

''اگر تو ماعز پر اپنا کپڑا ڈال کر اس کا پردہ رکھ لیتا تو تیرے لیے بہت بہتر ہوتا۔''(۶۹)

اگرچہ بعض شافعیہ نے حدود میں گناہ کے اقرار کو توبہ کی شرط قرار دیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کیوں کہ کتاب وسنت میں توبہ کے لیے گناہوں کے اقرار اور اعلان کو کہیں بھی شرط قرار نہیں دیا گیا بلکہ حدیث نبوی ﷺ میں پردہ پوشی کا بار بار حکم آیا ہے۔(۷۰)

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بار بار توبہ کا حکم دیا ہے اور توبہ کی قبولیت کا وعدہ فرمایا، ارشاد ربانی ہے:

﴿ یا ایھا الذی امنوا توبوا إلی اللہ توبة نصوحاً عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھار ﴾ (۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ کی طرف سچے دل سے رجوع کرو، تاکہ تمہارا رب تمہاری خطائیں تم سے دور کردے اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔''

﴿قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ ، ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انه ھو الغفور الرحیم ﴾ (۷۲)

''اے میرے بندو، جنہوں نے اپنے آپ سے زیادتیاں کیں، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، اللہ تمام گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی غفور و رحیم ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وهم یعلمون اولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم ﴾(۴۳)

''جو لوگ بے حیائی کے کام کرتے ہیں یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، پھر اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ معاف کر سکے، اور دیدہ دانستہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے، ان کا بدلہ ان کے رب کی مغفرت ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب الله علیهم وکان الله علیماً حکیما. ولیست التوبة للذین یعملون السیئات، حتی اذا حضر احدهم الموت قال ان تبت الأٰلئن، ولا الذین یموتون وهم کفار اولئک اعتدنا لهم عذاباً الیماً﴾ (۴۴)

''اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے برے کام کر گزرتے ہیں، پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے۔ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو گناہ کرتے ہی رہتے ہیں، پھر جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو کہتا ہے، ہاں میں اب توبہ کرتا ہوں، نہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مر گئے، انھی لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

توبہ کس وقت تک قبول ہوتی ہے؟ اس کی وضاحت مذکورہ بالا آیت میں موجود ہے، جس کی تفسیر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ان الله یقبل التوبة ما لم یغرغر﴾ (۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ اُس وقت تک توبہ قبول کرتا رہتا ہے جب تک کسی شخص کا موت کا غرغرہ شروع نہیں ہو جاتا۔''

قبولِ توبہ کی علامت

ایسے گناہ، جن کا تعلق مخفی امور سے ہے، اس گناہ میں نہ تو کسی انسان کا حق پامال ہوا ہو اور نہ حدود اللہ سے تجاوز کیا گیا ہو، اس میں توبہ کا معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے، البتہ ایسے گناہ جن کا تعلق عدالتی، انتظامی اور گواہی کے معاملات سے ہو تو اگر کسی شخص نے کسی فعلی گناہ کا ارتکاب کیا مثلاً زنا کیا یا چوری کی تو شافعیہ کے نزدیک اس کی توبہ کی قبولیت کا فیصلہ اس وقت کیا جائے گا جب کہ اس کا رویہ درست ہو جائے اور اس پر چھ ماہ یا ایک سال گزر جائے یا جب اس کے رویے میں تبدیلی کی واضح علامات ظاہر ہو جائیں۔ اگر گناہ کا تعلق جھوٹی گواہی یا قذف سے ہے تو توبہ کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص اپنی تکذیب کرے۔ (۷۶)

کیا حدود میں توبہ قبول ہوتی ہے؟

حقوق العباد میں توبہ کی قبولیت کے لیے محض ندامت کافی نہیں بلکہ جس شخص کا حق ضائع کیا گیا ہو، اس کی تلافی یا اس سے معافی ضروری ہے، اگر کسی کا مال چوری کیا تو جب تک واپس نہ کیا جائے یا اس کا تاوان ادا نہ کیا جائے یا معاف نہ کروایا جائے توبہ مکمل نہیں ہوتی، لیکن کیا توبہ سے حد بھی معاف ہو جائے گی یا نہیں؟ اس میں فقہاء کی آراء مندرجہ ذیل ہیں:

اگر حرابہ کے جرم میں گرفتاری سے قبل مجرم توبہ کر لیں تو ان سے حد معاف ہو جائے گی کیوں کہ سورۃ المائدہ میں ہے:

﴿ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم فاعلموا ان الله غفور رحیم ﴾ (۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر حرابہ کے مرتکب افراد حکومت کے قبضے میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا ہے۔''

یہ امر ملحوظ رہے کہ حرابہ میں گرفتاری سے پہلے توبہ کر لینے کی صورت میں صرف معاشرتی حقوق کے خلاف کئے گے جرائم معاف ہوں گے لیکن حرابہ کے دوران انفرادی حقوق کے خلاف کیے گئے جرائم معاف نہیں ہوں گے یعنی اگر کسی شخص نے حرابہ کے دوران کسی کا مال لوٹ لیا، پھر توبہ کر لی تو حد حرابہ معاف ہو جائے گی لیکن مال واپس کرنا پڑے گا۔ اگر حرابہ کے دوران مال چھینا اور قتل کیا پھر توبہ کر لی تو حد حرابہ معاف ہو جائے گی لیکن مال واپس کرنا پڑے گا اور قصاص یا دیت یا عفو کے ذریعے قتل کا معاملہ طے کروانا ہوگا۔ (۷۸)

البتہ حرابہ کے علاوہ دوسرے جرائم میں بھی توبہ سے حد معاف ہو جاتی ہے یا نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں تین مختلف آراء ہیں۔

۱۔ بعض شافعی فقہاء اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ توبہ سے حد معاف ہو جاتی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم نے توبہ کی وجہ سے حرابہ کی سزا معاف کرنے کا اعلان کیا ہے جب کہ حرابہ کا جرم دیگر تمام جرائم کی بہ نسبت سنگین ہے، پس دوسرے جرائم بطریق اولی معاف ہو جانے چاہیے۔ (۷۹)

نیز قرآن حکیم میں جب زنا کی پہلی سزا نازل ہوئی تو اس میں یہ کہا گیا کہ اگر مرتکب زنا توبہ کر لیں تو انھیں سزا نہ دی جائے:

﴿واللذان یاتیانها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما﴾ (۸۰)

''تم میں سے جو دو فرد زنا کا ارتکاب کریں ان کو ایذا دو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو۔''

اسی طرح قرآن حکیم نے چوری کی حد بیان کرنے کے بعد کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله يتوب عليه﴾ (۸۱)

''جو کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له (۸۲)

''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔''

اور جس شخص کا کوئی گناہ نہ ہو اس پر حد جاری نہیں ہوسکتی۔ نیز ماعز اسلمی کو رجم کیا جانے لگا اور وہ بھاگ کھڑا ہوا، جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اُسے چھوڑ کیوں نہ دیا کہ توبہ کر لیتا تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔''

ان فقہاء کے نزدیک توبہ سے حد کی معافی کی شرط یہ ہے کہ جرم کا تعلق حق اللہ سے ہو یعنی جرائم ایسے ہوں جو معاشرے کے خلاف جرائم ہیں مثلاً زنا اور شراب نوشی۔ ایسے جرائم جن کا تعلق افراد کے حقوق سے ہے توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔

بعض فقہاء نے یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ توبہ کے ساتھ مجرم نے اپنی اصلاح بھی کر لی ہو۔ اس شرط کا تقاضا یہ ہے کہ کچھ عرصے کے لیے اس مجرم کو (Under Observation) زیر مطالعہ رکھا جائے تاکہ معلوم ہو کہ اس نے اپنی اصلاح کر لی ہے۔ (۸۳)

۲۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور بعض شافعی اور حنبلی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ حرابہ کے علاوہ اور کسی جرم میں توبہ سے حد معاف نہیں ہوتی، کیوں کہ اصل حکم یہ ہے کہ حد کسی طور پر معاف نہ ہو چنانچہ زنا کے مرتکب کو کوڑوں کی سزا اور چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا عام ہے اور اس میں تائب اور غیر تائب کی تخصیص نہیں ہے، صرف حرابہ میں قانون نے توبہ کے ذریعے حد معاف کر دی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز رسول اللہ ﷺ کے سامنے ماعز، غامدیہ اور ایک چور نے اپنے اپنے جرائم کا اعتراف کیا تھا، جو توبہ تھی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ان پر حد جاری کر کے انہیں پاک کر دیا جائے۔ اگر توبہ سے حد معاف ہو سکتی تو ان افراد پر حد نہ جاری کی جاتی، یہی وجہ ہے کہ غامدیہ پر حد جاری کرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔''

ان فقہاء کی رائے یہ ہے کہ توبہ سے حد معاف نہیں ہوتی، کیوں کہ حد گناہوں کا کفارہ ہے۔ حرابہ اور دوسرے جرائم میں کوئی قدر مشترک نہیں جس کی بناء پر حرابہ کا حکم دوسرے جرائم پر بھی لگایا جائے۔ حرابہ کے مرتکب کو گرفتار کرنا مشکل ہوتا ہے اس لیے اُس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے تا کہ اُسے جرائم کی دنیا ترک کرنے کی ترغیب مل سکے، جبکہ دوسرے جرائم کے مجرم قانون کی دسترس میں ہوتے ہیں، اس لیے انہیں صرف سزا سے ہی جرائم سے باز رکھا جا سکتا ہے۔

نیز اگر توبہ سے حدود معاف ہونے لگ جائیں تو حدود کے اجراء کا سارا نظام معطل ہو جائے گا، کیوں کہ ہر مجرم توبہ کا دعویٰ کرے گا۔ (۸۴)

۳۔ حنابلہ میں سے ابن تیمیہ اور ابن القیم نے ایک تیسرا نظریہ دیا ہے، وہ یہ کہ حد سے بھی گناہ معاف ہو جاتا ہے اور توبہ سے بھی، نیز توبہ سے حقوق اللہ سے متعلق حد بھی معاف ہو جاتی ہے۔ جو شخص جرائم حدود میں سے کسی جرم کا ارتکاب کر کے توبہ کر لیتا ہے تو اس کی حد معاف ہو جاتی ہے اور اگر وہ توبہ کے بجائے اپنے اوپر حد نافذ کروا کر گناہ معاف کروانا چاہتا ہے تو اس پر حد جاری ہو جائے گی۔ (۸۵)

اگر ہم فقہاء کے ان نظریات کو کتاب وسنت کی روشنی میں جانچیں تو انتہائی واضح احکام ہمارے سامنے آتے ہیں۔ قرآن حکیم نے چار حدود کا ذکر کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ حدحرابہ ۲۔ حدسرقہ

۳۔ حدزنا ۴۔ حدقذف

قرآن حکیم نے حدحرابہ ان الفاظ میں بیان کی:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون الله ورسوله ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب عظیم ○ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم فاعلموا ان الله غفور رحیم ○﴾ (۸۶)

''جولوگ اللہ اوراس کے رسول کے خلاف لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے تگ ودو کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا وہ جلاوطن کردیے جائیں یہ ذلت اور رسوائی تو ان کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لیے اس سے بڑی سزا ہے مگر جولوگ توبہ کرلیں، قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کی رو سے اگر حرابہ کے مرتکب افراد گرفتاری سے قبل توبہ کرلیں تو ان کی حد معاف ہو جاتی ہے۔ البتہ جوانھوں نے انفرادی حقوق ضائع کیے ہیں ان کے بارے میں تحت ضابطہ کارروائی ہوگی۔

حدسرقہ کے بارے میں آیت یوں ہے:

﴿ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاءً بما کسبا نکالاً من الله والله عزیز حکیم ○ فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ ان اللہ غفور رحیم ○ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء واللہ علی کل شیءٍ قدیر ○ ﴾ (۸۷)

’’چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا، اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے، اور وہ دانا و بینا ہے۔ پھر جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ کی نظرِ عنایت اس کی طرف مائل ہو جائے گی بے شک اللہ بہت درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ زمین و آسمان کا مالک ہے، جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کرے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

ان آیات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ:

چور اگر چوری کے بعد توبہ کر لیتا ہے اور اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر دیتا ہے اللہ کے معاف کرنے کا صرف ایک ہی مطلب ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنا حق یعنی حد معاف کر دے گا اور اس پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں کیوں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی صرف اُسی کے پاس ہے اور کوئی سزا مقرر کرنے اور اُسے معاف کرنے کا اختیار بھی اُسی کو حاصل ہے، اس لیے اُس کے اس فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ چوری میں فرد کی حق تلفی ہوتی ہے اس کی تلافی توبہ کی لازمی شرط ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ ’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

ایک چور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، اس نے چوری کا اعتراف کیا، لیکن اس کے پاس چوری کا مال نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ تم نے چوری کی ہوگی، اس نے کہا، کیوں نہیں، میں نے چوری کی ہے، آپ نے دو تین بار اپنی بات دہرائی اور اس نے ہر بار اعتراف کیا تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔''

''ایک اور چور کو لایا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہو، میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اس نے کہا، میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما، آپ نے تین بار کہا۔''

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا گنہ گار اس پر شرمندہ ہے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس سے حد کو دور کرنے کا حیلہ کیا جائے۔'' (۸۸)

زنا کے بارے میں قرآن حکیم میں پہلے درج ذیل حکم نازل ہوا:

﴿ والتی یأتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفاهن الموت او یجعل الله لهن سبیلاO واللذان یاتیانها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما ان الله کان تواباً رحیماًO ﴾ (۸۹)

''تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کی مرتکب ہوں، ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لو اور اگر چار آدمی گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے، اور تم میں سے جو اس فعل کا ارتکاب کریں، ان دونوں کو تکلیف دو، پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو انہیں چھوڑ دو کہ اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

ان آیات میں توبہ کو سزا کی معافی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد سورۃ النور میں زنا اور قذف کی سزاؤں کا حکم نازل ہوا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة ولا تأخذكم بهما رأفة في دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الآخر وليشهد عذابهما طائفة من المومنين. الزاني لا ينكح الا زانيةاو مشركة والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وحرم ذلك على المومنين ○والذين يرمون المحصنت ثم لم يأتو باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادةً ابداً واولئك هم الفاسقون○ الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان الله غفور رحيم ○ ﴾ (۹۰)

''زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالی اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔ زانی نکاح نہ کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک اور یہ حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر۔ اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، وہ خود ہی فاسق ہیں، البتہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو اللہ تعالی ضرور ان کے حق میں غفور و رحیم ہے''۔

ان آیات میں مندرجہ ذیل احکام بیان کئے گے ہیں:

۱۔ زانی مرد اور عورت کی سزا

۲۔ اہل ایمان کے لئے زانی مرد اور عورت، نیز مشرک مرد اور عورت سے نکاح کی

حرمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قذف کی سزا

۴۔ توبہ کا اثر

اگر ان تمام آیات کو ان کے قرآنی سیاق میں دیکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ **الا الذین تابوا** سے اوپر کے تمام احکام پر توبہ کے اثرات بتائے گے ہیں کہ اگر ان جرائم کا ارتکاب کرنے والے توبہ کر لیں تو:

۱۔ زنا پر حد جاری نہیں ہوگی

۲۔ اہل ایمان سے ان کا نکاح ہو سکے گا

۳۔ قذف پر حد جاری نہیں ہوگی

فقہاء نے **الا الذین تابوا** پر بحث کرتے ہوئے اس پر غور کیا کہ یہ استثناء **لا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً** سے ہے یا **اولئک ھم الفاسقون** سے۔ دراصل اس بحث کی وجہ یہ ہے کہ جن فقہاء کے نزدیک حدود پر توبہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور توبہ سے حدود ساقط نہیں ہوتیں، انھوں نے اپنی اس رائے کو درست سمجھتے ہوئے **الا الذین تابوا** کے استثناء کا محمل متعین کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن اگر خالی الذھن ہوکر محض قرآن حکیم پر اس کے سیاق وسباق سے غور کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ **الا الذین تابوا** سے پچھلے تمام احکام سے استثناء ہے، جس کی تائید سورۃ النساء کی آیت ۱۶، المائدہ کی آیت ۳۹ اور المائدہ کی آیت ۳۴ سے ہوتی ہے۔ نیز متعدد احادیث سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

صحیح بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آکر کہا، یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک ایسا جرم کیا ہے جس پر حد جاری ہوتی ہے، آپ مجھ پر حد جاری کر دیجئے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے کوئی استفسار نہیں کیا، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر آکر کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ، میں نے موجب حد جرم کیا ہے، مجھ پر حد جاری کر دیں، آپ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا، کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی، اس نے کہا، ہاں، پڑھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، تو اللہ نے تمہارا یہ جرم معاف کر دیا۔ (۹۱)

ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ اس نے کہا تھا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا، مجھ پر حد جاری کر دیں (۹۲)

ابن القیم الجوزیہ نے اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

اس حدیث کی توجیہ میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے: اس نے ایک ایسی حد کا اقرار کیا تھا جسے متعین نہیں کیا تھا، امام اس کا پابند نہیں کہ اس کی وضاحت طلب کرے اور اگر وہ خود جرم کی تعیین کر دیتا تو اس پر حد جاری ہو جاتی۔

دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ اللہ نے اس کی توبہ کی وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی تھی اور جو گناہ سے تائب ہو جائے تو وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے سرے سے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اس طرح جو گرفت میں آنے سے پہلے گناہ سے تائب ہو جائے اس سے اسی طرح اللہ کے حقوق ساقط ہو جاتے ہیں، جس طرح محارب سے ساقط ہو جاتے ہیں اور یہی دوسری رائے زیادہ صحیح ہے۔

ابن القیم نے ہی عہد نبوی کا ایک اور واقعہ بہت تفصیل سے لکھا، جس پر تفصیلی بحث آئندہ صفحات میں آئے گی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> ''صبح کے وقت ایک خاتون نماز پڑھنے جا رہی تھی کہ ایک شخص نے اس سے زبردستی زنا کیا اور بھاگ گیا، اتنے میں ایک آدمی وہاں سے گزرا، اس عورت نے اُسے بتایا، اُس شخص نے بھاگنے والے کا پیچھا کیا، اتنے میں کچھ اور لوگ وہاں سے گزرے، عورت نے انہیں بھی بتایا، وہ بھی پیچھا کرنے لگے اور آخر انہوں نے اس شخص کو پکڑ لیا، جو مجرم کو پکڑنے کے لیے پہلے گیا تھا، عورت نے اُسی کو بطور مجرم شناخت کیا اور عدالت نبوی سے اُسے سزا سنا دی گئی، اس وقت اصل مجرم کھڑا ہوا اور اس نے اعتراف جرم کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے پہلے شخص کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلجوئی فرمائی، دوسرے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اسے رجم کر دیا جائے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر پورے اہل مدینہ ایسی توبہ کریں تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔'' (۹۳)

انہی آیات و روایات کی بناء پر کئی فقہاء و علماء نے توبہ کو سقوط حد کا موجب قرار دیا ہے، چنانچہ ابن حزم لکھتے ہیں:

''تمام حدود توبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔'' (۹۴)

الماوردی ''الاحکام السلطانیہ'' میں رقم طراز ہیں:

''اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی تو حد زنا ساقط ہو جائے گی۔'' (۹۵)

بعض فقہاء کے نزدیک اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی جائے تو حدود ساقط ہو جائیں گی لیکن گرفتاری اور عدالتی کارروائی کے آغاز کے بعد توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوں گی، جب کہ بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک توبہ اور اصلاح سے ہر صورت میں حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ (۹۶)

نیز مرتد کی توبہ کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ خواہ گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے یا گرفتاری کے بعد اس کی توبہ قبول ہوگی اور اس کو ارتداد کی سزا نہیں دی جائے گی۔ (۹۷)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ حدود کے بارے میں فقہاء کی ایک معتد بہا جماعت کی رائے یہ ہے کہ توبہ سے حدود معاف ہو جاتی ہیں۔ اگر بالفرض یہ رائے مرجوح بھی ہو تب بھی اس رائے کی وجہ سے ایک ایسا شبہ پیدا ہو جاتا ہے جو حدود کو ساقط کرنے کا باعث بن جاتا ہے، کیوں کہ حدود شبہات کی بناء پر ساقط ہو جاتی ہیں۔

بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ حرابہ کے علاوہ دوسری حدود کے توبہ سے معاف نہ ہونے پر اجماع ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فقہاء کے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ توبہ سے دنیا میں حد معاف نہ ہونے پر اجماع کا دعویٰ درست نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔''(۹۸)

حاصل بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس میں قانونی طور پر اصلاح احوال اور توبہ کی گنجائش رکھنا قرآن وسنت کا تقاضا ہے۔ یہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے حدود آرڈیننس نے اصلاح احوال کا سب سے اہم دروازہ بند کر دیا ہے۔

تعزیرات

حدود آرڈیننس کا بہت بڑا حصہ تعزیری سزاؤں پر مشتمل ہے۔ ان میں بالعموم مجموعہ تعزیرات پاکستان کی کئی دفعات من وعن وہاں سے اٹھا کر حدود آرڈیننس میں شامل کر کے ان پر یہ مہر ثبت کر دی گئی ہے کہ یہ آرڈیننس کتاب وسنت کے مطابق ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین جرم وسزا کو کتاب وسنت کے قوانین قرار دیا جا سکتا ہے تو دوسرے انسانی قوانین مثلاً ٹریفک کے قوانین کو کتاب وسنت کے قوانین کا نام کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ کیا تعزیراتی قوانین خدائی قوانین یا کتاب وسنت پر مبنی قوانین ہیں؟ اس سوال کا جائزہ لینے کے لئے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعزیرات کیا ہیں۔

تعزیر کی تعریف

تعزیر کا لفظ عزر سے ماخوذ ہے، اس کے اصلی معنی ''روکنا'' ہے، اس اعتبار سے مدد کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کہ مدد کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ دوسروں کو روکا جائے کہ اس شخص کو نقصان نہ پہنچائیں جس کی مدد کرنا مقصود ہو۔ سزا کو بھی تعزیر اسی معنی میں کہا جاتا ہے، اس کا مقصد مجرم کو جرم کے ارتکاب اور اس کے اعادے سے باز رکھنا ہے۔

اصطلاح میں تعزیر سے ایسی سزا مراد ہے جو شریعت نے مقرر نہ کی ہو، خواہ اللہ کا حق ضائع کرنے پر دی جائے یا کسی انسان کی حق تلفی پر، تعزیر ایسے گناہ پر دی جاتی ہے جس میں نہ حد کی سزا ہو نہ اس کا کفارہ۔(۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیر، حد اور قصاص میں فرق

جو فقہاء حد میں توبہ کے اثرات کے قائل نہیں ہیں انھوں نے تعزیر، حد اور قصاص میں مندرجہ ذیل فرق بیان کیے ہیں:

۱۔ جب کوئی ایسا جرم جس پر حد یا قصاص کی سزا واجب ہوتی ہے، عدالت میں ثابت ہو جائے تو قاضی کے لیے ضروری ہے کہ، جیسی بھی صورت ہو، حد یا قصاص کا فیصلہ کرے، اُسے کوئی دوسری سزا دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اس جرم کی جو سزا نص قرآنی میں موجود ہے، وہ سزا نافذ کردے۔ قصاص میں اگر مقتول کے ورثاء معاف کر دیں تو قاضی قصاص کا فیصلہ نہیں کر سکتا، البتہ تعزیری سزا دے سکے گا، کیوں کہ قصاص فرد کا حق ہے، جب کہ حدود میں متأثرہ فرد کو معافی کا حق نہیں ہے، کیوں کہ حدود اللہ کا حق ہیں۔

تعزیر میں حالات، واقعات اور افراد کے اعتبار سے جج یا قانون ساز ادارے کو اختیار ہے کہ وہ سزا میں کمی بیشی کر دیں، اور ایسی سزا اختیار کریں جو باعث اصلاح ہو۔ (۱۰۰) تمام جرائم میں یا تمام مجرموں کو ایک ہی طرح کی سزا دینا مصلحت کے مطابق ہے نہ انصاف کے۔

۲۔ حد جاری کرنا اللہ کے حق کے طور پر واجب ہے، نہ تو اس کی معافی کا کسی کو اختیار رہے، نہ سفارش کا اور نہ حد کی سزا ختم کرنے کا۔ قصاص میں بھی اگر مقتول کا ولی نہ معاف کرے تو کسی دوسرے کو معافی کا اختیار نہیں ہے۔ جب کہ تعزیر اگر اللہ کا حق ضائع کرنے پر جاری ہو تو تعزیری سزا دینا واجب ہے تاہم اگر معاف کرنے یا سفارش سن لینے میں مصلحت ہو یا تعزیری سزا دیے بغیر مجرم جرم کے ارتکاب یا اعادے سے باز آ جائے تو اُسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ اگر تعزیری سزا فرد کے حق پر دی جا رہی ہو تو جس کا حق ضائع ہوا ہے اُسے معاف کرنے کا اختیار ہے۔ اگر وہ معاف نہ کرے تو جج اور حاکم کو معاف کرنے، اور سفارش مان لینے کا اختیار نہیں ہے۔ (۱۰۱)

۳۔ فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر حد کے نفاذ کے نتیجے میں کوئی شخص مر جائے تو اس کا خون رائیگاں چلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا، کیوں کہ حکومت کو حد قائم کرنے کا حکم ہے اور فرض کی ادائیگی اس امر سے مشروط نہیں کہ وہ شخص زندہ سلامت رہے جس پر حد جاری کی جارہی ہے۔ جب کہ تعزیری سزا کے نفاذ کے نتیجے میں اگر کوئی مرجاتا ہے تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کا بھی یہی حکم ہے، جب کہ شافعیہ کے نزدیک اس صورت میں تاوان دینا ضروری ہے۔ شافعیہ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مقدمے میں ایک عورت کو دھمکایا، جس کی وجہ سے اس کا حمل گر گیا، انہوں نے فقہاء صحابہ کو بلا کر مسئلہ معلوم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کی رائے یہ تھی کہ امیر المومنین پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ آپ کو راضی کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں تو گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اگر یہ ان کا اجتہاد ہے تو غلط ہے، میری رائے یہ ہے کہ امیر المومنین اس کی دیت ادا کریں، حضرت عمر نے اس رائے کو درست قرار دیتے ہوئے دیت ادا کی۔ (۱۰۲)

۴۔ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں جب کہ تعزیر شبہ سے ثابت ہو جاتی ہے۔ (۱۰۳)

۵۔ حد نابالغ پر واجب نہیں ہوتی، تعزیر واجب ہو جاتی ہے۔

۶۔ موجب حد جرم پر زیادہ وقت گزر جائے تو بعض فقہاء کے نزدیک حد ساقط ہو جاتی ہے۔ تعزیر کا جرم زائد المیعاد نہیں ہوتا۔ (۱۰۴)

تعزیر کا حکم

جمہور فقہاء کی رائے میں ہر وہ جرم جس میں حد اور کفارہ نہیں ہے اس میں تعزیری سزا ہے، جو جرم اور مجرم کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہے۔ (۱۰۵)

www.KitaboSunnat.com

تعزیری سزا کے وجوب کی حکمت

تعزیری سزا مجرم کو ارتکاب جرم سے روکنے، اُسے تنبیہ کرنے اور اس کی اصلاح وتہذیب کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے واجب ہوئی ہے۔ زیلعی کے بقول: تعزیری سزا کا مقصد جرم سے روکنا ہے۔ (۱۰۶)

تعزیر کے مقاصد میں یہ شامل ہے کہ اس کے ذریعے اصلاح اور تادیب کا کام لیا جائے، زیلعی، ماوردی اور ابن فرحون نے اس کی تصریح کی ہے۔ (۱۰۷)

یہی وجہ ہے کہ غیر محدود مدت کی قید کی مدت متعین کرتے ہوئے فقہاء نے کہا ہے کہ جب سزا یافتہ فرد توبہ کرے اور اپنی حالت تبدیل کر لے تو اُسے چھوڑ دیا جائے۔

تعزیر کا مقصد یہ نہیں کہ مجرم کو سزا دی جائے، یا انسانیت کی تذلیل کی جائے یا اس کا کوئی عضو ناکارہ کر دیا جائے۔ چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ تعزیر میں ایسی سزا دینا جس سے کسی شخص کا کوئی عضو ناکارہ یا زخمی ہو جائے جائز نہیں۔ اگر سزا اس نوعیت کی ہو کہ اس سے زخمی یا ناکارہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی سزا ممنوع ہے اور اگر مجرم کی صحت اور بدنی حالت ایسی ہو کہ وہ بدنی سزا کے قابل نہیں ہے تو اُسے کوئی ایسی سزا دینا جس سے اُس کا بدنی نقصان ہو جائز نہیں، (۱۰۸)

نیز سزا کے طور پر کسی کو ذلیل کرنا بھی جائز نہیں، چنانچہ فقہاء نے بدنی سزا میں چہرے، آلات تناسل، سینے اور پیٹ پر مارنے اور منہ کالا کرنے، داڑھی مونڈنے وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے۔ (۱۰۹)

تعزیری سزا کا تعین

فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعزیری سزا کے تعین کا اختیار حاکم کو ہے۔ حد اور تعزیر میں بنیادی فرق یہی ہے کہ حد میں سزا کی مقدار کا تعین شارع نے کر دیا ہے جب کہ تعزیر میں سزا کی مقدار کا تعین حاکم (مقننہ/ عدلیہ) پر چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ وہ جرم کی نوعیت اور مجرم کی کیفیت اور حالت کے پیش نظر سزا کا تعین کرے۔ اس ضمن میں فقہاء کی بہت سی تصریحات موجود ہیں۔ زیلعی لکھتے ہیں:

''تعزیری سزا کی مقدار کے تعین میں مجرموں کی حالت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ بعض افراد محض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈانٹ ڈپٹ سے جرائم سے باز آ جاتے ہیں جب کہ بعض کو سخت سزا دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔''

ابن عابدین نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا ہے کہ:

''تعزیری سزا کی مقدار مختلف افراد کے حوالے سے مختلف ہوگی، قاضی اس مصلحت کو پیش نظر رکھ کر کہ سزا کا مقصد کس قدر سزا سے حاصل ہوسکتا ہے، سزا کی مقدار کا تعین کرے گا۔''(۱۱۰)

سندی کے بقول:

''حاکم تعزیری جرائم میں کم از کم اتنی سزا دے جس سے اُسے یقین ہو کہ مجرم جرم سے باز آ جائے گا۔ چوں کہ اس اعتبار سے مختلف افراد مختلف مزاج کے ہوتے ہیں بعض لوگ معمولی ڈانٹ ڈپٹ یا مار پیٹ سے جرم سے باز آ جاتے ہیں اور بعض مجرموں کو سخت سزا دینی پڑتی ہے۔''

فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ:

''تعزیری سزا کی مقدار کو حاکم کے سپرد کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے بے لگام اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ مجتہد قاضی جتنی تعزیری سزا کو مقصد کے حصول کے لیے کافی سمجھے اتنی سزا دے سکتا ہے۔''(۱۱۱)

امر واقعہ یہ ہے کہ تمدن کے ارتقاء کے ساتھ جرائم کی نوعیت اور کیفیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہ بات ناممکن ہے کہ پہلے سے ہر قسم کے جرائم کی فہرست تیار کر کے ان کی سزائیں مقرر کر دی جائیں انسانی ذہن نت نئے جرائم اختراع کرتا ہے، اس لیے ضروری تھا کہ ان جرائم کی روک تھام اور ان پر سزا دینے کے لیے اسلامی شریعت کوئی ایسا ضابطہ تیار کرتی جو ہر طرح کے حالات میں اور ہمیشہ کے لیے قانون جرم وسزا کو مؤثر اور فعال بنانے کا ضامن ہوتا۔ اس ضرورت کے تحت شریعت اسلامیہ نے تعزیر مقرر کی ہے جو مقصد کے اعتبار سے شرعی حدود سے ہم آہنگ ہے یعنی جس طرح حدود کا مقصد جرائم کی روک تھام، اصلاح احوال اور عبرت پذیری ہے اسی طرح تعزیر سے بھی یہی امور مقصود ہیں۔ البتہ تعزیر ایسی سزا ہے جس کو شریعت نے معین نہیں کیا، نہ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعیت بیان فرمائی، اس کی مقدار کا تعین کیا نہ اس کا نفاذ لازمی قرار دیا۔

حدود شریعت کی جانب سے مقرر اور متعین ہیں، جب کہ تعزیر میں سزا مقرر نہیں ہوتی اور مقنّنہ یا عدلیہ کو اختیار رہتا ہے کہ جرم کی مناسبت سے نصیحت سے لے کر سزائے قید تک کوئی بھی سزا دے سکتا ہے بلکہ تعزیری سزا کو جاری کرنا، ملتوی کرنا، موقوف کر دینا یا معاف کر دینا اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ تعزیری سزاؤں میں چند سزاؤں کو جمع بھی کیا جا سکتا ہے اور کم سے کم سزا بھی دی جا سکتی ہے، البتہ مقنّنہ یا عدلیہ کے اختیارات بے لگام نہیں ہیں بلکہ مقنّنہ اور عدلیہ کے لیے اسلام نے جو اصول وضوابط اور اہلیت کا معیار مقرر کیا ہے وہ اس لیے ہے کہ کوئی فرد یا ادارہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اسلامی شریعت کی روح اور اساس کو پامال نہ کرے اور اختیارات کا استعمال اس انداز سے کرے جس سے فرد کی اصلاح بھی ہو اور معاشرے کے حقوق بھی ضائع نہ ہوں۔ ان ضمن میں سنت نبوی سے ہمیں جو ہدایت ملتی ہے کہ کسی شخص کو تعزیر میں اتنی سزا نہ دی جائے کہ وہ حد کی مقدار کو پہنچ جائے (سنن بیہقی، ۸: ۳۲۷) بلکہ بخاری (حدیث نمبر ۶۸۴۸) اور مسلم (حدیث نمبر ۴۴۶۰) کی روایات کے مطابق کسی شخص کو تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔

حدود آرڈیننس میں تعزیری سزائیں

حدود آرڈیننس سے متعلق ہر آرڈیننس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

> ''چوں کہ یہ ضروری ہے کہ (زنا/ قذف/ مال/ امتناع منشیات) کے متعلق موجودہ قانون میں ترمیم کی جائے تاکہ اُسے اسلامی احکام کے مطابق جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، بنایا جائے۔''

آرڈیننس کے یہ الفاظ صراحت سے بتاتے ہوئے حدود آرڈیننس کے قوانین کو ان کے مؤلفین نے قرآن اور سنت کے مطابق بنایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود آرڈیننس میں ہر جرم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جرم موجب حد اور جرم موجب تعزیر اور ہر قسم کے جرم کی سزا متعین کی گئی ہے جو اس امر کی غماز ہے کہ مذکورہ تمام سزائیں وہ ہیں جن کا قرآن پاک اور سنت نے تعین کیا ہے۔

اوپر کی تفصیل سے ہم معلوم کر چکے ہیں کہ کتاب وسنت نے تعزیری سزاؤں کا تعین نہیں کیا بلکہ ان کے تعین کا اختیار مقننہ وغیرہ کو دیا ہے۔ اس لیے ایک طرف تو یہ بات صراحتاً غلط ہے کہ حدود آرڈیننس میں مذکور تمام سزاؤں کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ان کو قرآن پاک اور سنت نے متعین کیا ہے۔ بلاشبہ تعزیراتی سزاؤں کی اساس کتاب وسنت میں موجود ہے لیکن تعزیراتی سزاؤں کا تعین کتاب وسنت نے کہیں نہیں کیا بلکہ ان کی تدوین وتخلیق کی ذمہ داری اسلامی نظام حکومت کے سپرد کی ہے۔ اس حوالے سے تعزیراتی قوانین الہامی قوانین نہیں ہیں بلکہ انسانی قوانین ہیں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو خدائی قوانین کا نام دینا اتنا گھناؤنا فعل ہے کہ قرآن حکیم نے بار بار اس کی مذمت کی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وان منهم لفريقاً يلوون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون ﴾ (۱۱۲)

''ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہوئے اس طرح الٹ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب ہی کی عبارت ہے حالانکہ وہ کتاب کی عبارت نہیں ہوتی، وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتا، وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔''

قرآن حکیم کی رو سے انسانی قوانین کو خدائی قوانین قرار دینا یہود یانہ روش ہے۔ کسی فرد، ادارے یا ریاست کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خود ساختہ قوانین کو الہامی قوانین کا درجہ دے، یہ شرک کی وہ بدترین صورت ہے جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی اعتبار سے قابل برداشت نہیں ہے۔

حاصل بحث

تعزیری دفعات کو حدود آرڈیننس سے الگ کر دیا جائے

حدود آرڈیننس میں جو تعزیری دفعات شامل ہیں، ان کی حیثیت محض فوجداری قوانین کی ہے وہ نہ تو کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں اور نہ خلاف اسلام ہیں وہ ایک حکومت یا مقننہ کا اپنے جائز اختیارات کا استعمال ہے، بشرطیکہ اسلام کے اصول عدل سے ہم آہنگ ہو، اس لیے انہیں حدود آرڈیننس سے الگ کر کے عام فوجداری قوانین کا حصہ بنایا جائے۔

ان قوانین کے بارے میں کتاب وسنت کے حوالے سے صحیح یا غلط کی بحث بلاشبہ ایک غیر متعلقہ بحث ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ ان قوانین میں اگر سقم نظر آتے ہوں تو ان کو از سر نو مقننہ کے سامنے پیش کر کے ان کے سقم دور کر دیے جائیں۔

پس حدود آرڈیننس کی مندرجہ ذیل دفعات کا ہماری زیر نظر تحقیق کے ساتھ اس سے زائد کوئی تعلق نہیں کہ یہ دفعات حدود آرڈیننس کا حصہ نہیں ہوسکتیں ان کو حدود آرڈیننس سے الگ کر کے ان سے دوسرے فوجداری قوانین کا سا معاملہ کیا جائے:

۱۔ جرم زنا آرڈیننس، دفعہ ۹ تا ۱۶، ۱۸ تا ۲۰

۲۔ جرم قذف آرڈیننس، دفعہ ۹ تا ۱۳، ۱۵ تا ۱۷

۳۔ مال کے خلاف جرائم کا آرڈیننس، دفعہ ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۲۰ تا ۲۴

۴۔ امتناع منشیات کا آرڈیننس، دفعہ ۳، ۵، ۱۰، تا ۳

یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ مذکورہ بالا دفعات کو، جو دراصل مجموعہ تعزیرات پاکستان کا حصہ تھیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود آرڈیننس میں شامل کیا گیا۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی تاریخ ہمیں معلوم ہے کہ یہ مجموعہ تعزیرات ہند سے ماخوذ ہے جو انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں برصغیر میں اپنا نظام حکومت مستحکم کرنے کے لئے نافذ کیا تھا۔ اسی مجموعہ قوانین سے کچھ دفعات لے کر ان پر ''مطابق کتاب وسنت'' کی مہر لگا کر انھیں خدائی قوانین کا درجہ دے دیا گیا جو بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

تعزیرات کا اسلامی قوانین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تعزیراتی قوانین ملک کے ان دوسرے قوانین کی طرح ہوتے ہیں جو کسی بھی ملک کا نظم ونسق چلانے کے لئے ضروری ہیں مثلاً شہری آبادی کے قوانین، ٹریفک کے قوانین اور ملک کے انتظامی ڈھانچے کے قوانین وغیرہ اس لئے تمام تعزیراتی دفعات کو حدود آرڈیننس سے الگ کر دیا جائے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ Hudood ordinance, 1979, preamble

۲۔ تاج العروس؛ مختار الصحاح، بذیل مادہ

۳۔ القرآن، البقرہ۲:۲۲۹

۴۔ ایضاً، ۱۸۷

۵۔ سرخسی، المبسوط، ۹:۳۶؛ فتح القدیر، ۴:۱۱۲؛ البدائع ۷:۳۳؛ تبیین الحقائق للزیلعی، ۲:۱۶۳؛ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۵۴

۶۔ مغنی المحتاج، ۴:۱۵۵؛ کشاف القناع، ۷:۷۷

۷۔ الموسوعۃ الفقہیہ؛ الکویت، ۱۷:۱۲۹

۸۔ ایضاً، ۱۷:۱۳۱۔۱۳۲، التشریع الجنائی الاسلامی، عبدالقادر عودہ، ۲:۳۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ القرآن، البقرہ ۲: ۱۸۷

۱۰۔ ایضاً، ۲۲۹

۱۱۔ ایضاً، النساء ۴: ۱۴

۱۲۔ ایضاً، الطلاق ۶۵: ۱

۱۳۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۷۲

۱۴۔ القرآن، ص ۳۸: ۴۴

۱۵۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۷۷۵؛ ابوداؤد، احادیث نمبر ۴۴۷۶۔۴۴۸۱

۱۶۔ ابن القیم، الطرق الحکمیۃ: ۵۵

۱۷۔ ابن القیم، اعلام الموقعین، ۳: ۴۳

۱۸۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۷۶

۱۹۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۸۲۳

۲۰۔ فتح الباری شرح بخاری، ۱۲: ۱۱۹

۲۱۔ شاطبی، الموافقات، ۲: ۴

۲۲۔ القرآن، البقرۃ، ۲: ۱۷۸

۲۳۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۷: ۵۴۲۱، شافعیہ کے نزدیک مقذوف کے معاف کرنے سے حد قذف معاف ہو جاتی ہے۔

۲۴۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۷۶۔۴۴۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۵۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۷: ۵۵۸۰

۲۶۔ ابن العربی، احکام القرآن، ۲: ۹۵

۲۷۔ الاحکام السلطانیہ، للماوردی، ۱۹۴

۲۸۔ القرآن، المائدہ ۵: ۳۲

۲۹۔ ایضاً، ۳۸

۳۰۔ القرآن، النور ۲۴: ۲

۳۱۔ ایضاً، ۴

۳۲۔ فیض الباری، صحیح البخاری کی شرح ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی نے چھ مرتبہ مولانا انور شاہ کاشمیری سے صحیح بخاری پڑھ کر ان کے امالی کے نوٹس مرتب کیے اور جس پر حضرت شاہ صاحب کے ایک دوسرے شاگرد مولانا یوسف بنوری نے نظر ثانی کی۔ زیر نظر عبارت کتاب الایمان، کفر دون کفر کی تشریح میں ہے، ۱: ۱۱۹

۳۳۔ بخاری، حدیث نمبر ۵۸۲۷؛ مسلم، حدیث نمبر ۲۷۳

۳۴۔ بخاری، حدیث نمبر ۵۵۷۸، ۶۷۷۲، ۶۸۱۰

۳۵۔ القرآن، النور ۲۴: ۳

۳۶۔ سنن ترمذی، ۳۱۷۷؛ ابوداؤد، ۲۰۵۱

۳۷۔ مسند احمد بن حنبل، ۲: ۱۵۹، ۲۲۵؛ تفہیم القرآن، ۳: ۳۴۶

۳۸۔ القرآن، النساء ۴: ۱۵۔۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ ایضاً، آل عمران ۳: ۱۳۵۔۱۳۶

۴۰۔ المحلی لابن حزم، ۱۱: ۱۵۸

۴۱۔ فتح القدیر لابن الھمام، ۵: ۵

۴۲۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر ۴۴۲۸

۴۳۔ القرآن، النساء، ۴: ۱۵۔۱۶

۴۴۔ ایضاً، النور ۲۴: ۲

۴۵۔ ایضاً، الاحزاب ۳۳: ۵۹۔۶۰

۴۶۔ عبدالوہاب شعرانی نے المیزان الکبری کے نام سے ایک کتاب تالیف کی جو تمام تر مذکورہ فلسفے پر مبنی ہے۔اس کتاب کے ضخیم مقدمے میں امام شعرانی نے اس فلسفے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

۴۷۔ شاطبی، الموافقات، ۴: ۸۳

۴۸۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۲۴

۴۹۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۲: ۱۹

۵۰۔ سنن ابن ماجہ، ۲۵۴۵

۵۱۔ عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی، ۲: ۳۶۰

۵۲۔ دستور پاکستان، دفعہ، ۲۲۷

۵۳۔ القرآن، النور ۲۴: ۱۹

۵۴۔ بخاری، حدیث نمبر ۵۳۱۰، ۵۳۱۶، ۶۸۵۵۔۶۸۵۶، ۷۲۸۳۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۱۹

۵۶۔ مسلم، کتاب الحدود، ۴۴۳۱

۵۷۔ حجۃ اللہ البالغہ، ۲: ۸۶۲۔۸۷۷ (ملخصاً)

۵۸۔ ایضاً، ۱: ۲۹۱

۵۹۔ لسان العرب، تاج العروس بذیل مادہ توب

۶۰۔ تفسیر روح المعانی، ۲۸: ۱۵۸؛ کشاف القناع، ۱: ۴۱۸؛ المغنی، ۹: ۲۰۰

۶۱۔ احیاء علوم الدین، ۴: ۳

۶۲۔ القرآن، النور ۲۴: ۳۱

۶۳۔ مدارج السالکین، ۱: ۳۰۷، ۳۰۹

۶۴۔ البدائع، ۷: ۹۶؛ تفسیر روح المعانی، ۲۸: ۱۵۹؛ المغنی، ۹: ۲۰۱

۶۵۔ المغنی، ۹: ۲۰۱

۶۶۔ طحاوی، مشکل الاثار، ۱: ۲۰؛ بیہقی، ۸: ۳۳۰؛ مستدرک، ۴: ۲۴۴

۶۷۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۴۲۶، ۴۴۲۷

۶۸۔ ایضاً، ۴۳۸۰

۶۹۔ ایضاً، ۴۳۷۷

۷۰۔ ابن عابدین، ۳: ۱۴۰، ۴: ۳۷۹؛ المغنی، ۹: ۲۰۰، ۲۰۱؛ کشاف القناع، ۱: ۹۹

۷۱۔ القرآن، التحریم ۶۶: ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲۔ ایضاً، الزمر، ۳۹:۵۳

۷۳۔ ایضاً، آل عمران، ۳:۱۳۵۔۱۳۶

۷۴۔ ایضاً، النساء ۴:۱۷۔۱۸

۷۵۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۵۳۷

۷۶۔ تفسیر روح المعانی، ۲۸:۱۵۹؛ المھذب للشیرازی، ۲:۳۳۲؛ المغنی، ۹:۲۰۱

۷۷۔ القرآن، المائدہ ۵:۳۴

۷۸۔ التشریع الجنائی، ۲:۶۶۱

۷۹۔ ایضاً، ۶۶۲

۸۰۔ القرآن، النساء ۴:۱۶

۸۱۔ ایضاً، المائدہ ۵:۳۹

۸۲۔ ابن ماجہ، ۴۲۵۰

۸۳۔ نہایۃ المحتاج، ۸:۶؛ المغنی، ۱۰:۳۱۶، ۳۱۷

۸۴۔ شرح الزرقانی، ۸:۱۱۰؛ بدائع الصنائع، ۷:۹۶؛ اسنی المطالب، ۴:۱۵۶، المغنی، ۱۰:۳۱۶

۸۵۔ اعلام الموقعین، ۲:۱۹۷۔۱۹۸

۸۶۔ القرآن، المائدہ، ۵:۳۳۔۳۴

۸۷۔ ایضاً، ۳۸۔۴۰

۸۸۔ حجۃ اللہ البالغہ، ۲:۷۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۹۔ القرآن، النساء ۴: ۱۵۔۱۶

۹۰۔ القرآن، النور ۲۴: ۲۔۴

۹۱۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۸۲۳

۹۲۔ فتح الباری، ۱۲: ۱۱۹

۹۳۔ الطرق الحکمیہ، ۵۸

۹۴۔ المحلی لابن حزم، ۱۱: ۱۲۶

۹۵۔ الاحکام السلطانیہ للماوردی، ۱۹۷

۹۶۔ البدائع، ۷: ۹۶؛ نہایۃ المحتاج، ۸: ۶۰؛ المغنی ۸: ۲۹۷؛ کشاف القناع، ۶: ۱۵۴؛

۹۷۔ ابن عابدین، ۳: ۲۸۶

۹۸۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۷: ۵۵۲۴

۹۹۔ المبسوط للسرخسی، ۹: ۳۶؛ فتح القدیر، ۷: ۱۱۹؛ کشاف القناع، ۴: ۲۷؛ نہایۃ المحتاج، ۷: ۲۷

۱۰۰۔ سبل السلام، ۴: ۵۴؛ ابن عابدین، ۳: ۱۸۳

۱۰۱۔ ایضاً

۱۰۲۔ بیہقی، ۶: ۱۲۳

۱۰۳۔ ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ۱: ۱۶۴

۱۰۴۔ ردالمحتار علی الدر المختار، ۳: ۱۷۷

۱۰۵۔ الاحکام السلطانیہ، للماوردی، ۲۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۶۔ زیلعی، ۳: ۲۱۰

۱۰۷۔ ایضاً، ۲۱۱؛ الاحکام السلطانیہ، ۲۲۴؛ التبصرہ لابن فرحون، ۱: ۳۶۶

۱۰۸۔ ابن عابدین، ۳: ۱۸۷

۱۰۹۔ الزیلعی، ۳: ۲۱۱؛ تبصرۃ الحکام، ۲: ۳۶۹؛ کشاف القناع، ۴: ۷۴؛ المغنی، ۱۰، ۳۴۸

۱۱۰۔ ابن عابدین، ۳: ۱۸۳

۱۱۱۔ السندی، مطالع الانوار، ۷: ۶۰۳۔ ۶۰۵

۱۱۲۔ القرآن، آل عمران، ۳: ۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

حدود آرڈیننس (زنا)

۱۔ معاہدۂ نکاح کے تقاضے

نسل انسانی کے تحفظ کے لیے اللہ نے مرد اور عورت کو تخلیق کر کے ان کے الگ الگ فطری وظائف مقرر کر دیے اور ان میں ایک دوسرے کی طرف رغبت اور کشش پیدا کر دی، نیز اولاد کا حصول اور اولاد کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت کر دی، ارشاد فرمایا:

﴿ زین للناس حب الشهوات من النساء والبنين ﴾(۱)

لوگوں کے لئے مرغوبات نفس یعنی عورتوں اور بیٹوں کی محبت خوش آئند بنا دی گئی۔

مرد اور عورت کی جنسی تسکین کی خواہش کو پائیدار ازدواجی تعلق میں تبدیل کر کے اسے وجہ سکون اور باعث مودت و رحمت قرار دیا:

﴿ ومن اياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة ﴾(۲)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔''

نیز مرد اور عورت کے پائیدار ازدواجی تعلق کو نسب کے تحفظ کا ذریعہ بنایا تاکہ ہر فرد کو اپنے ماں باپ کے بارے میں علم ہو اور ہر شخص کو اپنی اولاد کا پتہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسبا و صھراً ﴾ (۳)

’’وہی ہے جس نے پانی سے ایک انسان پیدا کیا پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے۔‘‘

نسل اور نسب کے تحفظ کے لیے ضروری تھا کہ مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو ایسے قواعد و ضوابط کا پابند کیا جائے جس میں ہر مرد اور عورت کو معلوم ہو کہ ان کی نسل آگے کن دو افراد کے باہمی تعلق سے چل رہی ہے اور ہر فرد کو اس امر کا پتہ ہو کہ اس کے ماں باپ کون ہیں۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لیے انسانی معاشرے کے آغاز سے ہی مرد اور عورت کے باہمی تعلق کو ایک معاہدے کے تحت منضبط کیا گیا۔ اور اس معاہدے سے باہر کے تعلقات کو غیر قانونی اور ناجائز سمجھا گیا۔ معاہدے کی حدود کے اندر کے تعلقات کو نکاح اور معاہدے سے باہر کے تعلقات کو زنا کہا جاتا ہے۔

قدیم ترین مذاہب اور معاشروں سے لے کر آج تک بجز ان متفرق لوگوں کے جو عقل کے بجائے ہوس اور جنس پرستی سے سوچتے ہیں تمام بنی نوع انسان کا زنا کی حرمت پر اتفاق رہا ہے۔

اسلام نے جو کہ دین فطرت ہے ایک طرف نکاح کو آسان سے آسان تر بنا دیا دوسری طرف زنا کی حرمت اور شناعت پر ایک مکمل ضابطہ اخلاق و قانون دیا، جس میں غض بصر سے لے کر بدکاری کی آخروں حدوں تک ہر ہر پہلو پر ہدایات جاری کیں۔

قرآن حکیم نے اپنے اصول تدریج کے مطابق پہلے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں بدکاری سے نفرت پیدا کی اور فواحش خواہ وہ کھلم کھلا کیے جائیں یا چوری چھپے ان کے قریب تک جانے کی ممانعت کر دی، فرمایا:

﴿ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ﴾ (۴)

’’کہہ دیجئے، میرے رب نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ کھلے بندوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں یا چوری چھپے۔"

﴿ ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ﴾ (۵)

"بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ خواہ کھلم کھلا ہوں یا چوری چھپے۔"

﴿ ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلاً ﴾ (٦)

"زنا کے قریب مت جاؤ، یہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔"

﴿ والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ماملكت ايمانهم فانهم غير ملومين ﴾ (۷)

"کامیاب وہی لوگ ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کے ملک یمین میں ہوں، کہ ان کے ساتھ قابل ملامت نہیں۔"

عرب معاشرے میں کچھ لوگ اپنی باندیوں سے قحبہ گری کرواتے تھے، ان کے بارے میں فرمایا:

﴿ ولا تكرهوا فتياتكم على البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحيوة الدنيا ﴾ (۸)

"اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدے کے لیے قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں۔"

قرآن حکیم نے معاشرے میں برائی کے پھیلاؤ اور بدکاری کی نشر و اشاعت کے خلاف ایک سخت ضابطہ جاری کیا، جس کی رو سے اس میں ملوث افراد کو دردناک تعزیری سزا دینا اسلامی حکومت کا فرض ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرہ﴾(۹)

''جولوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کے معاشرے میں بے حیائی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔''

انسانی معاشرے کو اخلاقی پاکیزگی اور بے راہ روی کے حوالے سے قرآن حکیم نے دو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے باہمی خاندانی اور ازدواجی تعلقات کی حد بندی کر دی۔

الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیث والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت (۱۰)

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔''

نیز اس سلسلے میں یہ قانونی ضابطہ جاری کر دیا:

الزانی لا ینکح الا زانیۃ اومشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین (۱۱)

پیشہ ور بدکار مرد صرف پیشہ ور بدکار عورت سے یا مشرکہ سے نکاح کرے اور قحبہ گری کرنے والی سے صرف عادی بدکار مرد ہی نکاح کرے یا مشرک، یہ اہل ایمان کے لیے حرام ہے۔

بدکاری کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا کا تعین کرتے ہوئے قرآن حکیم نے اپنے تدریجی اسلوب کے تحت پہلے یہ سزا مقرر کی:

﴿والتی یأتین الفاحشۃ من نساء کم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان شهدوا فامسكوهن في البيوت حتى يتوفاهن الموت او يجعل الله لهن سبيلاO واللذان يأتيانها منكم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما ان الله كان توابا رحيماً O ﴾ (۱۲)

''تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ، اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں نظر بند کر دو تا آنکہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور سبیل پیدا کر دے۔ تمہارے میں سے جو جوڑا بدکاری کا ارتکاب کرے اُسے ایذا دو۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد سورۃ النور کی آیات نازل ہوئیں جن میں وہ ''سبیل'' جس کا سورۃ النساء آیت ۱۵ میں وعدہ کیا گیا تھا پیدا کر دی گئی، تا کہ فحاشی کا ارتکاب کرنے والے نئے قانون کے مطابق اپنی سزا بھگت کر دوبارہ معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائیں اور ان کی ساری زندگی ایک گناہ کی پاداش کی نذر نہ ہو جائے۔ فرمایا:

﴿الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة﴾ (۱۳)

''بدکار عورت ہو یا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔''

اگر بدکاری کا ارتکاب باندی نے کیا ہو تو اُسے آزاد عورت کی بہ نسبت نصف سزا دی جائے کیوں کہ وہ اپنے معاشی، معاشرتی حالات اور سماجی مقام کی وجہ سے اپنی عزت برقرار رکھنے میں زیادہ مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتی۔

﴿ فان اتين بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنت من العذاب ﴾ (۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر باندیاں بدکاری کا ارتکاب کریں تو انہیں آزاد عورتوں سے نصف سزا دی جائے۔''

قرآن حکیم نے زنا کے سلسلہ میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا فرق نہیں کیا بلکہ آزاد اور غلام کا فرق کیا ہے البتہ مسیحی قانون میں اگر زنا کے مرتکب دونوں افراد غیر شادی شدہ ہوں تو یہ گناہ تو ہے لیکن مستلزم سزا نہیں ہے اور اگر دونوں افراد یا ان میں سے کوئی ایک شادی شدہ ہو تو یہ جرم ہے لیکن درحقیقت یہ عہد شکنی اور بے وفائی کا جرم ہے جس کے نتیجے میں متأثرہ فریق عدالت سے تفریق کی ڈگری حاصل کرسکتا ہے۔

مسیحیت کے اصل قانون ''تورات'' میں شادی شدہ افراد کی بدکاری کی سزا ''رجم'' تھی۔ اسلام میں کئی افراد کو اس جرم کی بنا پر رجم کیا گیا البتہ یہ امر بحث طلب ہے کہ کیا رجم کی سزا جن لوگوں کو دی گئی ان کو سورۂ النور کے حکم کے نزول سے قبل تورات کے قانون کے مطابق دی گئی یا زنا بالجبر کے جرم میں سورۂ الاحزاب کی آیات ۵۹۔۶۰ کے تحت دی گئی یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی تشریعی حیثیت سے جس کا قرآن نے جابجا ذکر کیا ہے شادی شدہ افراد کے لیے وہی قانون بحال رکھا جو تورات میں تھا اور قرآن حکیم نے تورات کے بارے میں جابجا یہ کہا ہے کہ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے، اس میں شامل کی گئی انسانی تعبیرات کو الگ کر کے اس کی حفاظت کرتا ہے کیوں کہ وہ نور اور ہدایت ہے یا کوڑوں کی سزا تشریعی تھی اور رجم کی سزا انتظامی اختیارات کے تحت دی گئی۔ رجم پر مزید بحث اپنے موقع پر آئے گی۔

۲۔ حد زنا کی دفعات کا اجمالی تعارف

حکومت پاکستان نے 10 رفروری 1979ء کو جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء جاری کیا جس کا مقصد یہ بتایا گیا:

''چوں کہ یہ ضروری ہے کہ زنا سے متعلق موجودہ قوانین میں ترمیم کی جائے تاکہ اُسے اسلامی احکام کے مطابق جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، بنایا جائے''۔

اس آرڈیننس کی کل 22 دفعات ہیں، ان میں تین دفعات اصطلاحات کی تشریح پر مشتمل ہیں۔ دفعہ نمبر 2 میں بالغ، حد، نکاح، محصن اور تعزیر کی تعریف کی گئی ہے، دفعہ نمبر 4 اور 6 میں زنا اور زنا بالجبر کی تعریف کی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے:

دفعہ نمبر 5 حد زنا کے بارے میں ہے

دفعہ نمبر 7 نابالغ کی سزا کے بارے میں ہے

دفعہ نمبر 8 زنا اور زنا بالجبر کے ثبوت کے لیے معیار شہادت کو بیان کرتی ہے

دفعہ نمبر 10 تعزیری سزاؤں کے بارے میں ہے

دفعہ نمبر 11، 12 اور 16 اغوا کی سزا کے بارے میں ہے

دفعہ نمبر 13 اور 14 عصمت فروشی کی غرض سے مردوں اور عورتوں کی خرید وفروخت سے متعلق ہیں

دفعہ نمبر 15 دھوکہ دہی سے زنا کے ارتکاب پر سزا کو بیان کرتی ہے:

آرڈیننس کی چار دفعات ایسی ہیں جن میں اس آرڈیننس کی دفعات کے حوالے سے ضابطہ وضع کیا گیا ہے۔ دفعہ نمبر 9 ملزم کے اعتراف سے اور گواہ کے گواہی سے انحراف کی صورت میں طریقہ کار بیان کرتی ہے۔ دفعہ نمبر 17 میں سنگ ساری یا کوڑوں کی سزا کے اجراء کا طریق کار بیان کیا گیا ہے۔

دفعہ نمبر 19 میں تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کی نشان دہی کی گئی ہے جن کا اطلاق اس آرڈیننس پر بھی ہوگا، نیز ان دفعات کی فہرست دی گئی ہے جو اس آرڈیننس کے نافذ ہونے کے بعد منسوخ متصور ہوں گی۔

دفعہ نمبر 20 میں مقدمہ کا اندراج، تفتیش، عدالت میں سماعت وغیرہ کے طریق کار کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کا وہی طریقہ ہوگا جو ضابطہ فوجداری میں دیا گیا ہے تاہم اس آرڈیننس کے تحت مقدمہ سیشن کورٹ میں چلے گا اور اپیل وفاقی شرعی عدالت میں دائر ہوگی، نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی کون کون سی دفعات کا اطلاق اس آرڈیننس پر نہیں ہوگا

دفعہ نمبر 21 میں کہا گیا ہے کہ اس عدالت کا جج مسلمان ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ نمبر 22 میں ان مقدمات کو آرڈیننس کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے جن کا ارتکاب اس کے نفاذ سے پہلے ہوا تھا

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 1،3،11-22 تک کی دفعات کا تعلق طریق کار یا تعزیری سزاؤں سے ہے، جن کے بارے میں ہم پہلے باب میں تفصیل سے بتا چکے ہیں کہ تعزیری سزاؤں کا حدود سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہیں حدود آرڈیننس سے الگ کر دینا چاہیے۔

ذیل میں ہم اس آرڈیننس کی دفعہ نمبر 1،2،4-10 تک کی دفعات پر ترتیب وار بحث کریں گے۔

۳۔ غیر مسلموں پر حدود کا نفاذ

دفعہ نمبر 1 کے تحت: حد زنا آرڈینس پورے پاکستان میں نافذ العمل ہوگا:

اس دفعہ کی رو سے اگر غیر مسلم پاکستان کی حدود میں زنا کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان کو بھی وہی سزا دی جائے گی جو حدود آرڈیننس میں مذکور ہے۔ البتہ غیر مسلم محصن نہیں ہوتے اس لئے انھیں سنگسار نہیں کیا جا سکے گا بلکہ صرف کوڑوں کی سزا ملے گی۔ پاکستان میں آباد اقلیتوں کی طرف سے اس دفعہ پر اعتراض کیا گیا، بالخصوص عیسائیوں کے قانون طلاق 1869 کی دفعہ نمبر 10 کے مطابق کوئی بھی مسیحی خاتون اگر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اسے شوہر پر نہ صرف زنا کا الزام لگانا پڑتا ہے بلکہ اسے ثابت بھی کرنا پڑتا ہے ایسی صورت میں حدود کے قوانین کا غیر مسلموں پر اطلاق ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائیوں کے طلاق کے ہر مقدمہ میں ایک فریق کو حدِ زنا یا حدِ قذف کی سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔ (۱۵)

اس صورت میں فقہاء اسلام کی آراء میں تفصیل ہے:

ا۔ مالکیہ کے نزدیک غیر مسلم پر حد زنا جاری نہیں ہوسکتی۔ حد زنا کے نفاذ کے لیے یہ شرط ہے کہ جرم کا ارتکاب کرنے والا مسلمان ہو۔ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت سے اس کی رضا مندی سے زنا کرتا ہے تو مسلمان عورت پر حد جاری کر دی جائے گی، جب کہ غیر مسلم کو اس کے اہل مذہب کے سپرد کیا جائے گا کہ وہ اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید ترین سزا دیں۔ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت سے زنا بالجبر کرے تو غیر مسلم کو قتل کر دیا جائے۔

۲۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک غیر ملکی غیر مسلم پر خواہ مرد ہو یا عورت حد جاری نہیں ہوگی اور مسلمان ملک کے غیر مسلم پر حد جاری ہوگی، خواہ مرد ہو یا عورت جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک غیر مسلم خواہ غیر ملکی ہو یا اسلامی ریاست کا باشندہ ہر صورت میں حد جاری ہوگی اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ غیر مسلم خواہ غیر ملکی ہو یا اسلامی ریاست کا باشندہ ہو کسی صورت میں بھی حد جاری نہیں ہوگی۔

۳۔ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ غیر مسلم خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی ہر صورت میں حد جاری ہوگی البتہ شافعی فقیہ الرملی کی رائے یہ ہے کہ دورِ حاضر کے غیر مسلم اسلامی ریاستوں میں ذمی نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا ریاست کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہوا، وہ اپنے آباؤ اجداد کے معاہدوں کی وجہ سے رہ رہے ہیں، اس لیے انہیں ان معاہدوں کا پابند نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا ان پر حد جاری نہیں ہوگی۔

۴۔ حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم باشندوں پر حد جاری کی جائے گی، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے ایک مرد اور عورت کو جب کہ ان کے خلاف چار چشم دید گواہ پیش ہو گئے تھے سزائے رجم دے دی تھی۔ (۱۶)

یہ اختلاف کوڑوں کی سزا کے بارے میں ہے، جہاں تک رجم کا تعلق ہے تمام ائمہ اس امر پر متفق ہیں کہ رجم کی سزا محصن کو دی جاتی ہے اور غیر مسلم محصن نہیں ہوتے۔

جن فقہاء نے ملکی غیر مسلموں کو حد زنا میں سزا دینے کی رائے دی ہے انہوں نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی جوڑے کو سزائے رجم دی تھی، لیکن اس سے استدلال درست نہیں ہے، کیوں کہ:

۱۔ قرآن حکیم نے یہود کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تھا کہ اگر وہ اپنا کوئی مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کریں تو آپ چاہیں تو ان کے مقدمہ کا منصفانہ فیصلہ کر دیں اور اگر چاہیں تو ان کا مقدمہ سماعت کے لیے منظور نہ کریں۔ ارشادِ ربانی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وان جآء وک فاحکم بینهم او اعرض عنهم ، وان تعرض عنهم فلن یضروک شیئا ، وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ، ان الله یحب المقسطین (۱۷)

''اگر یہود آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیں یا ان سے اعراض کر لیں، اگر آپ ان سے اعراض کر لیں گے تو بھی آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر ان کے درمیان فیصلہ کرنا چاہیں تو ان میں انصاف سے فیصلہ کریں، تحقیق اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اس آیت کی رو سے اگر غیر مسلم اپنا مقدمہ اسلامی عدالت میں لائیں تو اسلامی عدالت کو اختیار ہے کہ ان کے مقدمے کی سماعت کرے چاہے نہ کرے۔

۲۔ جس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہود میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کا ارتکاب کیا، وہ اس خیال سے اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے کہ آپ کے دین میں آسانی ہوگی، آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں اس جرم کی کیا سزا ہے، تورات لائی گئی تو اس میں رجم کی سزا تھی، آپ نے اس کے مطابق فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا:

''خداوندا! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جب کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔'' (۱۸)

اس سلسلے میں تمام روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں نبی اکرم ﷺ نے ان پر اسلام کا ملکی قانون (Law of the land) نہیں بلکہ ان کا اپنا مذہبی قانون (Personal law) نافذ فرمایا تھا۔

۳۔ پاکستان میں مسیحیوں کو اپنے پرسنل لاء (طلاق) پر عمل کرنے کے لیے اپنے شریک حیات پر زنا کا الزام لگانا پڑتا ہے۔ اگرچہ ان کے پرسنل لاء میں یہ ایک معاشرتی خامی ہے لیکن ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ انہیں پرسنل لاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کرنے پر مجبور کریں یا اس کی بناء پر جو الزام انہیں عائد کرنا پڑتا ہے اُسے بنیاد بنا کر زنا کی سزا نافذ کر دیں۔

۴۔ زنا کی سزا کے نفاذ کو قرآن نے ''دین اللہ'' سے تعبیر کیا ہے۔ **ولا تاخذکم بھما رآفة فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر** (۱۹) ''بدکار مرد اور عورت کو سزا دیتے ہوئے اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ترس نہ آ جائے، اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو'' پس جو شخص دین اسلام سے وابستہ ہے اور مسلمان ہے اس پر تو دین اللہ نافذ کرنے کا حکم ہے لیکن جو اس سے وابستہ ہی نہیں ہے اس پر دین اللہ نافذ کرنا **لا اکراہ فی الدین** (۲۰) ''دین کے بارے میں زبردستی نہیں ہے'' کے حکم کے منافی ہے۔

حاصل بحث

ہماری رائے میں اس سلسلے میں امام مالک کی رائے کو ترجیح ہونی چاہیے کہ حد زنا مسلمانوں کا پرسنل لاء ہے اس حکم کے مخاطب مسلمان ہیں نہ کہ کافر، اس لیے کسی غیر مسلم پر حد زنا نافذ نہیں کی جا سکتی بشرطیکہ زنا کے دونوں شریک غیر مسلم ہوں، اگر زنا کا ایک شریک مسلمان ہو تو اس جرم کو حرابہ قرار دیا جائے گا۔

۴۔ اصطلاحات پر تبصرہ

دفعہ نمبر 2 میں پانچ اصطلاحات: بالغ، حد، نکاح، محصن اور تعزیر کی تعریفات بیان کی گئی ہیں۔ دفعہ نمبر 2 کی عبارت یوں ہے:

اس آرڈیننس میں مندرجہ ذیل اصطلاحات کا مطلب وہی ہوگا جو ان کے سامنے دیا گیا ہے الا یہ کہ کوئی چیز اس آرڈیننس کے متن میں اس کے خلاف پائی جائے۔

۱۔ بالغ: مرد ہونے کی صورت میں جس کی عمر 18 سال ہو اور عورت ہونے کی صورت میں جس کی عمر 16 سال ہو یا جو ویسے ہی بالغ ہو چکے ہوں۔

۲۔ حد: قرآن پاک یا سنت رسول اللہ ﷺ میں مقرر کردہ سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نکاح: جو فریقین کے شخصی قانون کے مطابق باطل نہ ہو

۴۔ محصن: (i) ایک عاقل بالغ مسلمان مرد جو کہ ایک عاقل بالغ مسلمان بیوی سے مباشرت کر چکا ہو۔

یا

(ii) ایک عاقل بالغ مسلمان عورت جو ایک عاقل بالغ مسلمان شوہر کے ساتھ مباشرت کر چکی ہو۔

۵۔ تعزیر: حد کے علاوہ کوئی بھی سزا۔

ان اصطلاحات کے علاوہ جن اصطلاحات کی تعریف اس آرڈیننس میں نہیں دی گئی ان کی وہی تشریح قابل قبول ہوگی جو ضابطہ فوجداری یا تعزیرات پاکستان میں دی گئی ہے۔

اصطلاحات کا جائزہ

جرم کے ثبوت اور سزا کے تعین کے لئے یہ ضروری ہے کہ مذکورہ بالا اصطلاحات کی تعریفات کتاب وسنت کے مطابق ہوں۔ ذیل میں ہم ترتیب وار ان اصطلاحات کا کتاب وسنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ بالغ: اسلام کے احکام پر عمل اور اوامر ونواہی کے امتثال کا دارومدار عقل پر ہے، کیوں کہ عقل کے ذریعے انسان خطاب الٰہی کا مکلّف ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچہ، دیوانہ، سویا ہوا شخص اور بے ہوش خطاب الٰہی کا مکلف نہیں، البتہ کمال عقل کا نقطہ آغاز کیا ہے؟ یہ معلوم ہونا مشکل ہے اس لیے شریعت اسلامیہ نے بلوغ کو کمال عقل کے نقطۂ آغاز کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بلوغ کے باوجود عقل و دانش میں پختگی نہیں آئی تو مالی معاملات میں حق ولایت حاصل نہیں ہوگا، ارشاد ربانی ہے:

﴿وابتلو الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح فان آنستم منھم رشداً فا دفعوا الیھم اموالھم﴾ (۲۱)

''اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو''۔

فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر بلوغ کے باوجود کسی شخص میں اتنی ذہنی پختگی نہیں ہے کہ وہ مالی معاملات میں اپنے نفع اور نقصان کا ادراک کر سکے تو اس پر مالی تصرفات کے سلسلے میں پابندی عائد کر دینا درست ہے۔(۲۲)

اگر بالغ ہونے کی معروف علامتیں نہ ہوں تو فقہاء نے عمر کے ذریعے بلوغ کی حد بندی کی ہے۔ شافعیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں جب قمری کیلنڈر کے حساب سے پورے پندرہ سال کے ہو جائیں تو بالغ سمجھے جائیں گے۔ ان کی دلیل حضرت ابن عمر کی یہ روایت ہے کہ:

''غزوہ اُحد کے موقع پر وہ چودہ سال کے تھے ان کو دوسرے سولہ افراد کے ساتھ رسول اکرم ﷺ نے اس لیے واپس بھیج دیا کہ وہ ابھی بالغ نہیں ہوئے جب کہ اگلے سال غزوہ خندق کے موقع پر وہ پندرہ سال کے ہو چکے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں شریک جنگ ہونے کی اجازت دے دی۔'' (۲۳)

مالکیہ کے نزدیک اٹھارہ سال پورے ہونے پر لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جاتے ہیں۔ فقہاء مالکیہ کے ہاں مزید اقوال بھی ہیں، جن میں سترہ، سولہ، انیس اور پندرہ سال کی عمر کو بلوغ کی حد بتایا گیا ہے۔(۲۴)

امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ لڑکا اٹھارہ سال کا اور لڑکی سترہ سال کی بالغ قرار پائے گی کیوں کہ ارشاد ربانی ہے:

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ(۲۵)

''یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو عمدہ ہو تا آنکہ وہ اپنی قوت کو پہنچ جائے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اٹھارہ سال کی عمر کو پختگی کی عمر قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں جتنے اقوال ہیں ان میں اٹھارہ سال کم از کم مدت ہے، اس لیے احتیاطاً اٹھارہ سال کو بلوغ کی عمر قرار دیا گیا ہے تاکہ یتیم زیادہ عرصے تک مالی تصرفات سے محروم نہ رہے۔ لڑکیاں چوں کہ جلدی بالغ ہو جاتی ہیں اس لیے ایک سال کی مدت کم کر کے ان کے بلوغ کی عمر سترہ سال کر دی گئی ہے۔ (۲۶)

حاصل بحث

چوں کہ آرڈیننس میں بلوغ کا تعلق حد زنا سے ہے، مالی تصرفات سے نہیں ہے، اس لیے اس میں اتنی عمر کا تعین کرنا چاہیے جو تمام فقہاء کے نزدیک قطعی طور پر بلوغ کی عمر ہو اور وہ انیس سال ہے، اس لیے اس دفعہ میں تبدیلی کرتے ہوئے مرد اور عورت دونوں کے لیے انیس سال مقرر کر دی جائے۔

۲۔ حد: حد کے بارے میں تفصیلی بحث باب اوّل میں گزر چکی ہے۔

۳۔ نکاح: نکاح کے بارے میں تفصیلی بحث آگے دفعہ نمبر 4 کے ذیل میں آئے گی۔

۴۔ محصن: اس کے بارے میں ذیل میں کتاب وسنت کی روشنی میں بحث کی جاتی ہے۔

د۔ **محصن کی تعریف؛ حدود آرڈیننس کی رو سے:**

محصن سے:

ل) ایسا بالغ مسلمان مرد مراد ہے جو فاتر العقل نہ ہو اور جس نے کسی ایسی بالغ مسلمان عورت کے ساتھ جماع کیا ہو جو اس وقت جب کہ اس نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو، اس کے نکاح میں تھی اور فاتر العقل نہ تھی۔

ب) کوئی ایسی بالغ مسلمان عورت مراد ہے جو فاتر العقل نہ ہو اور جس نے کسی ایسے بالغ مسلمان مرد کے ساتھ جماع کیا ہو، جو اس وقت جب کہ اس کے ساتھ جماع کیا ہو، اس کے نکاح میں تھا اور فاتر العقل نہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲ میں محصن کی مذکورہ بالا تعریف کی گئی ہے جس کی رو سے کوئی غیر مسلم مرد اور عورت محصن نہیں ہو سکتے، لہذا اس آرڈیننس کی رو سے انہیں زنا مستوجب حد اور زنا بالجبر مستوجب حد میں وہ سزا نہیں دی جا سکتی جو محصن کے لیے خاص ہے۔ اس اعتبار سے غیر مسلموں کو بعض دفعات سے خود بخود استثناء حاصل ہو گیا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے محصن کون ہے؟

محصن کا مفہوم

محصن کا لفظ احصان سے ماخوذ ہے، جس کا مادہ حصن ہے۔ احصان کسی چیز کی حفاظت کرنا، اسے محفوظ رکھنا، حصن ایسی محفوظ جگہ کو کہتے ہیں جس تک پہنچنے کی راہ نہ ہو۔ حصان اس عورت کو کہا جاتا ہے جو پاک دامن ہو اور اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہو۔ عورت کی پاک دامنی دو طرح ہوتی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ غیر شادی شدہ ہو اور اپنی عفت کو محفوظ رکھے اور دوسرے یہ کہ شادی کر کے صرف ایک مرد سے وابستہ ہو جائے۔ اس طرح اس کی عصمت غیروں سے محفوظ ہو جائے۔ اس اعتبار سے پاک دامن عورت کو محصن (بصیغۂ فاعل، حفاظت کرنے والی) بھی کہتے ہیں اور محصن (بصیغۂ مفعول، محفوظ) بھی۔ راغب اصفہانی کے مطابق:

> ''اگر عورت غیر شادی شدہ ہے اور اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہے تو اسے محصن (اسم فاعل) کہیں گے اور اگر اس کی عصمت کی حفاظت شادی کے ذریعے کی گئی ہے تو محصن (اسم مفعول) کہلائے گی۔'' (۲۷)

قرآن حکیم میں المحصنت کا لفظ تین معانی میں استعمال ہوا ہے:

۱۔ شادی شدہ عورت: والمحصنت من النساء (۲۸) ''تم پر شادی شدہ عورتیں حرام ہیں'' میں محصنت سے مراد کسی دوسرے کی منکوحہ ہے۔

۲۔ آزاد عورت: ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنت المومنات فمما

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات(۲۹) ''تم میں سے جو لوگ آزاد اہل ایمان عورتوں سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے تو وہ اہل ایمان باندیوں سے نکاح کر لیں۔''

اس آیت میں محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔

۳۔ پاک دامن عورت: خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ: والذین یرمون المحصنت ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة (۳۰) ''جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر اس پر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی کوڑے لگائیں جائیں۔''

قرآن حکیم کی رو سے محصنہ ہونے کے لیے اسلام کی شرط نہیں ہے، چنانچہ قرآن نے اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) پاک دامن عورتوں کو بھی محصنت قرار دیا ہے۔

﴿ الیوم احل لکم الطیبت وطعام الذین اوتو الکتاب حل لکم وطعامکم حل لهم والمحصنت من المومنات والمحصنت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اتیتموهن اجورهن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان﴾ (۳۱)

''آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پاک دامن عورتیں مسلمانوں میں سے اور پاک دامن عورتیں ان اہل کتاب میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی، تمہارے لیے حلال ہیں، بشرطیکہ ان کو قید نکاح میں لا کر ان کے مہر ان کو دو، نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے اور آشنائی گانٹھتے ہوئے۔''

فقہاء کے نزدیک احصان کی شرائط:

امام سرخسی فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ احصان جس کی بنیاد پر رجم کا حکم لگتا ہے، اس کی متعدد شرطیں ہیں: متقدمین نے اس کی سات شرائط بتائی ہیں۔

۱۔ عاقل ہو۔ ۲۔ بالغ ہو۔

۳۔ آزاد ہو۔ ۴۔ مسلمان ہو۔

۵۔ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور اس نکاح میں شریعت کے مطابق صحت نکاح کی تمام شرائط ملحوظ ہوں

۶۔ اس نکاح کی بنیاد پر عورت کے ساتھ خلوت بھی ہو چکی ہو۔

۷۔ صفت احصان میں میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کی مثل ہو۔

جس شخص میں یہ سات شرائط پائی جائیں، اس کی بیوی میں بھی مذکورہ شرائط پائی جائیں تو وہ محصن ہو گا۔ (۳۲)

حنبلی فقیہ امام ابن قدامہ نے بھی احصان کی سات شرائط گنوائی ہیں، جن میں سے کچھ مذکورہ بالا شرائط سے مختلف ہیں:

وہ لکھتے ہیں:

۱۔ عورت کے سامنے کے عضو میں مباشرت کی ہو

۲۔ اس کا باقاعدہ نکاح ہو

۳۔ نکاح صحیح ہو، نکاح فاسد نہ ہو

۴۔ آزاد ہو۔

۵۔ بالغ ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ عاقل ہو۔

۷۔ مباشرت کے وقت میاں بیوی دونوں عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان ہوں۔ یہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے ہے۔ امام مالک کے نزدیک جو فرد عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان ہوگا وہ محصن ہو جائے گا۔ (۳۳)

ان شرائط کی رو سے:

۱۔ غیر مسلم میاں بیوی ساری زندگی محصن نہیں ہوسکیں گے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان خاتون سے گواہوں کے بغیر نکاح کرتا ہے تو وہ محصن نہیں ہوگا۔

۳۔ اگر کوئی شخص زندگی بھر نکاح نہیں کرتا، وہ خواہ کیسی فسق و فجور کی زندگی بسر کرے وہ محصن نہیں ہوگا۔

زانی اور زانیہ میں بھی یہ شرائط موجود ہونی ضروری ہیں:

اگر کوئی مرد یا عورت ان شرائط کی رو سے محصن ہیں لیکن جس مرد یا عورت سے انہوں نے زنا کیا ہے اس میں یہ شرائط موجود نہیں ہیں تو اس صورت میں اس کو وہ سزا نہیں دی جاسکتی جو محصن کے لیے مقرر ہے۔ عبد الرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

''تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مرد میں احصان کی تمام شرائط موجود ہیں، پھر وہ کسی ایسی عورت سے زنا کرتا ہے کہ اس میں بھی احصان کی تمام شرائط موجود ہیں کہ وہ آزاد، عاقلہ، بالغہ ہے اور نکاح صحیح کے نتیجہ میں اس پر دخول ہو چکا ہے اور مسلمان ہے تو ایسی صورت میں دونوں شریک مجرم محصن شمار ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کو رجم کیا جائے گا تا آنکہ مرجائیں۔'' (۳۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث

آرڈیننس میں احصان کی جو تعریف کی گئی ہے وہ کتاب وسنت اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق نہیں ہے قرآن حکیم نے جن تین معانی میں یہ لفظ استعمال کیا ہے وہ ہم نے اوپر بتا دیئے ہیں۔

۱۔ شادی شدہ ۲۔ آزاد

۳۔ پاک دامن

لہذا احصان کی مذکورہ بالا تعریف کو تبدیل کر کے اسے کتاب وسنت کے مطابق کیا جائے۔

۵۔ تعزیر: تعزیر کے بارے میں تفصیلی بحث باب اوّل میں گزر چکی ہے۔

۵۔ زنا کی تعریف

حد زنا آرڈیننس 1979 کی دفعہ ۴ میں زنا کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

" A man and a woman are said to commit 'zina' if they willfully have sexual intercourse without being validly married to each other.'

Explanation:- Penetration is sufficient to constitute the sexual intercourse necessary to the offence of ' zina.' (35)

ترجمہ: ''کسی مرد اور کسی عورت کو زنا کا مرتکب کہا جائے گا، اگر وہ ایک دوسرے کے ساتھ نکاح صحیح میں ہوئے بغیر قصداً جماع کریں۔

وضاحت: زنا کے جرم کے لیے مطلوبہ جماع کے تعین کے لیے دخول کافی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریحات: زنا کی مذکورہ بالا تعریف کا تجزیہ کرنے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

زنا کی تعریف کا جائزہ

کسی بھی جرم پر سزا دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جرم کو اس طرح متعین کیا جائے کہ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔ کوئی بے گناہ مجرم نہ قرار پائے اور کوئی مجرم اس سے باہر نہ رہ جائے۔ اس حوالے سے جب ہم زنا کی تعریف کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ:

۱۔ مذکورہ تعریف درحقیقت فعل زنا کی تعریف نہیں ہے بلکہ اس تعریف کے ذریعے زنا کا ارتکاب کرنے والے افراد کا تعین ہوتا ہے تاہم اس سے فعل زنا کی تعریف کا استنباط اور استخراج کیا جا سکتا ہے۔ قانونی دفعات میں تعریفات (Definitions) کا واضح، جامع اور مانع ہونا ضروری ہوتا ہے، اسی لیے فقہاء اسلام نے زنا کی جو تعریفات کی ہیں وہ مذکورہ بالا تعریف سے مختلف ہیں۔ ذیل میں مختلف فقہی مکاتب فکر نے زنا کی جو تعریفات کی ہیں وہ پیش کی جاتی ہیں:

مالکیہ کی تعریف:

الزنا : هو وطء مكلف فرج آدمي لا ملك له فيه باتفاق تعمداً (۳۶)

''زنا کسی عاقل بالغ شخص کا کسی ایسے انسان کی شرم گاہ میں جماع کرنا ہے جو علماء میں سے کسی کے نزدیک جماع کرنے والے کی ملکیت نہ ہو اور یہ فعل قصداً کیا گیا ہو۔''

شافعیہ کی تعریف:

هو ايلاج الذكر بفرج محرم لعينه خال عن الشبهة مشتهى طبعاً (۳۷)

''مرد کے عضو تناسل کا ایسی شرم گاہ میں داخل کرنا جو اس مرد کے لیے اپنی ذاتی اعتبار سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام ہو اور ہر قسم کی حلت کے شبہ سے خالی ہو، نیز عورت طبعاً شہوت کا محل ہو۔''

حنابلہ کی تعریف:

هو فعل الفاحشة فى قبل او دبر (۳۸)

''قبل یا دبر (آگے یا پیچھے کی شرم گاہ) میں بدکاری کرنا۔''

زیدیہ کی تعریف:

هو ايلاج فرج فى فرج حي محرم قبل او دبر بلا شبهة (۳۹)

''شرم گاہ کو زندہ انسان کی شرم گاہ میں داخل کرنا، جو حرام ہو، شرم گاہ آگے کی ہو یا پیچھے کی، جب کہ اس کی حرمت میں کوئی شبہ نہ ہو۔''

حنفیہ کی تعریف:

بالعموم حنفیہ نے زنا کی یہ تعریف کی ہے:

هو وط الرجل المراة فى القبل فى غير الملك و شبهة الملك (۴۰)

''زنا یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کی اگلی شرم گاہ میں ملکیت یا ملکیت کے شبہ کے بغیر جماع کرے۔''

البتہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں زنا کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے جو طویل اور جامع ہے:

هو الوطء الحرام فى قبل المراة الحية المشتهاة فى حالة الاختيار فى دار العدل ممن التزم احكام الاسلام ، الخالى عن حقيقة النكاح وعن شبهة الملك وعن شبهة النكاح وعن شبهة الاشتباه فى مواضع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاشتباہ فی الملک والنکاح جمیعاً (۴۱)

’’زنا اس حرام جماع کو کہتے ہیں جو کسی زندہ، قابل شہوت عورت کی اگلی شرم گاہ میں اسلامی حکومت میں ایسے شخص سے اپنے قصد اور اختیار سے واقع ہوا ہو جس نے اسلام کے احکام اپنے ذمے لازم کر لیے ہوں، یہ جماع حقیقت ملک، حقیقت نکاح، شبہ ملک اور شبہ نکاح سے خالی ہو اور جس موقع پر ملک یا نکاح کا شبہ ہو سکتا ہو وہ شبہ اشتباہ سے بھی خالی ہو۔‘‘

مذکورہ بالا تعریفات میں باہمی اختلافات کے باعث کئی صورتیں ایسی ہیں جو ایک مکتب فکر کے نزدیک زنا ہے اور دوسرے کے نزدیک زنا نہیں ہے۔ چوں کہ حدود کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جہاں شبہ پیدا ہو جائے حد ساقط ہو جائے گی اور فقہاء کے اختلافات نے کئی صورتوں میں شبہ پیدا کر دیا ہے، جن پر آئندہ صفحات میں گفتگو ہوگی تاہم بدائع الصنائع میں مذکور مندرجہ بالا تعریف سب میں جامع و مانع تعریف ہے۔ اس پر مزید بحث دفعہ ۶ میں زنا بالجبر کے ذیل میں آئے گی۔

حدود آرڈیننس کی دفعہ ۴ میں زنا کی تعریف میں جو اہم الفاظ ہیں، ان میں مندرجہ ذیل توجہ طلب ہیں:

ا) مرد اور عورت ب) نکاح صحیح ج) قصداً جماع

ا) مرد اور عورت: مرد اور عوت کے الفاظ بالغ مرد اور بالغہ عورت کے لیے استعمال ہوتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ:

’’اگر لڑکا اور لڑکی دونوں نابالغ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک نابالغ ہو تو ان کا نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کرنا زنا متصور نہیں ہوگا۔‘‘

تعریف کے یہ الفاظ بجا طور پر درست معلوم ہوتے ہیں کیوں کہ اگر لڑکا اور لڑکی دونوں نابالغ ہیں تو وہ ہنوز مکلّف نہیں ہیں، اگر وہ ناجائز جماع کا ارتکاب کرتے ہیں تو انہیں تعزیر یا تادیب کے طور پر سزا دی جا سکتی ہے لیکن انہیں مرتکب زنا قرار نہیں دیا جائے گا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک نابالغ ہے، جیسا کہ اس طرح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ کسی نابالغ لڑکی کو بہکا پھسلا کر اس سے جنسی عمل کیا گیا تو کیا وہ زنا ہے؟

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۵ کی رو سے اسے زنا قرار دیا گیا ہے بلکہ دفعہ کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ لڑکی بھی حد یعنی سو کوڑوں کی سزا کی مستحق ہے۔ اس دفعہ پر تفصیلی بحث آگے آرہی ہے، تاہم ہماری رائے میں نابالغ لڑکی سے زنا کو حرابہ قرار دینا چاہیے، جس کی سزا سورۃ المائدہ کی آیت ۳۳ میں مذکور ہے۔

ب) نکاح صحیح: زنا کی تعریف میں نکاح صحیح (Validly married) کے الفاظ بہت اہم ہیں: اوپر آرڈیننس کی دفعہ ۲ میں نکاح کی تعریف یوں کی گئی ہے:

" Marriage means marriage which is not void according to the personal law of the parties, and married shall be construed accordingly." (42)

''نکاح سے ایسا نکاح مراد ہے جو فریقین کے شخصی قانون کے بموجب باطل نہ ہو اور نکاح میں ہونے سے بعینہ یہی مفہوم لیا جائے گا۔''

ان دونوں تعریفات کو ملا کر پڑھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس آرڈیننس کے تحت وہ نکاح جو فریقین کے شخصی قانون کے مطابق باطل ہو، نکاح نہیں ہے لیکن جو مرد اور عورت نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کرتے ہیں وہ زنا کے مرتکب ہوں گے، لیکن اگر کوئی مرد اور عورت ایک ایسے نکاح میں ہیں جو ان کے شخصی قانون کے مطابق باطل بھی نہیں اور نکاح صحیح بھی نہیں تو دفعہ ۲ کے تحت وہ زنا کے مرتکب نہیں ہیں جب کہ دفعہ ۴ کے تحت وہ زنا کے مرتکب ہیں۔''

اس کی وضاحت کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ فقہ اسلامی کی رو سے نکاح کی تین اقسام ہیں:

۱۔ نکاح صحیح ۲۔ نکاح فاسد ۳۔ نکاح باطل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ نکاح صحیح: وہ نکاح ہے جس میں نکاح کی تمام شرائط اور ارکان کی پابندی کی گئی ہو۔

۲۔ نکاح فاسد: وہ نکاح ہے جس میں نکاح صحیح کی کوئی شرط مفقود ہو۔

۳۔ نکاح باطل: وہ نکاح ہے جس میں نکاح صحیح کا کوئی رکن مفقود ہو۔

نکاح کے ارکان اور شرائط میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک نکاح کا صرف ایک رکن ہے اور وہ ہے ایجاب وقبول، جب کہ جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح کے چار ارکان ہیں: ایجاب وقبول، بیوی، شوہر اور ولی۔ اسی طرح نکاح کی شرائط میں سے بعض شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے اور بعض پر اختلاف۔ نکاح صحیح کے لیے دس شرائط ہیں، جن میں سے بعض متفق علیہ ہیں اور بعض مختلف فیہ۔ دس شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔ عورت مرد کے لیے حرام نہ ہو؛ اگر عورت مرد کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہے تو اس سے نکاح بالاتفاق باطل ہے، اور اگر وقتی طور پر حرام ہے یا ایسی حرمت ہے جس میں شبہ ہے یا فقہاء کا اختلاف ہے تو حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح فاسد ہے۔

۲۔ ایجاب وقبول کے الفاظ دائمی حیثیت کے حامل ہوں، نہ مدت مقرر کی گئی ہو اور نہ نکاح متعہ ہو۔ جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح مؤقت اور متعہ دونوں باطل ہیں جب کہ امام زفر کے نزدیک نکاح مؤقت درست ہے اور وقت کے تعین کی شرط باطل ہے جب کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک نکاح متعہ جائز ہے۔

۳۔ گواہی؛ جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح کے لیے دو گواہوں کی موجودگی شرط ہے جب کہ امام مالک اور شیعہ امامیہ کے نزدیک گواہی شرط نہیں ہے اعلان اور اظہار کافی ہے۔

۴۔ نکاح کا معاہدہ کرنے والوں (میاں، بیوی) کی رضامندی: جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح کی درستگی کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی اپنے آزادانہ اختیار سے اس کے لیے رضامند ہوں جب کہ حنفیہ کے نزدیک نکاح زبردستی اور مذاق میں بھی ہو جاتا ہے۔

۵۔ زوجین کا تعین: شافعیہ اور حنابلہ نے یہ شرط ذکر کی ہے کہ معاہدہ نکاح میں نام، اشارے یا کسی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے سے زوجین کو متعین کرنا ضروری ہے۔

۶۔ زوجین اور ولی میں سے کوئی حج یا عمرہ کے احرام میں نہ ہو۔ جمہور کے نزدیک یہ شرط ہے۔ حنفیہ کے نزدیک نہیں۔

۷۔ نکاح مہر کے عوض ہو، مالکیہ کے نزدیک مہر کا ذکر اور اس کی تعیین ضروری ہے، جمہور کے نزدیک مہر کے ذکر کے بغیر بھی نکاح درست ہے۔

۸۔ اگر شوہر نکاح کو مخفی رکھنا چاہے تو گواہ اس کا ساتھ نہ دیں۔ یہ مالکیہ کے نزدیک شرط ہے دوسرے فقہاء کے نزدیک نہیں۔

۹۔ زوجین میں سے کوئی بھی کسی مہلک مرض کا شکار نہ ہو: یہ بھی مالکیہ کے ہاں شرط ہے دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ہے۔

۱۰۔ ولی کی موجودگی: جمہور فقہاء کے نزدیک عورت خود نکاح کا معاہدہ کرنے کی اہل نہیں ہے جب کہ حنفیہ کے نزدیک عورت خود معاہدہ کرسکتی ہے اس لیے ولی کی موجودگی ضروری نہیں۔

نکاح کے ارکان وشرائط کے اس اختلاف سے بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کئی ایسے نکاح ہیں جو بعض فقہاء کے نزدیک صحیح ہیں بعض کے نزدیک فاسد اور بعض کے نزدیک باطل۔ مثلاً حنفیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل صورتوں میں نکاح فاسد قرار پائے گا:

۱۔ گواہوں کے بغیر نکاح۔

۲۔ محدود وقت کے لیے نکاح۔

۳۔ ایک عقد میں پانچ عورتوں سے نکاح۔

۴۔ ایک عقد میں دو بہنوں سے نکاح۔

19869

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ کسی دوسرے کی مطلقہ عورت سے عدت کے دوران نکاح۔

۶۔ لاعلمی میں دوسرے کی منکوحہ سے نکاح۔

۷۔ چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں عورت سے نکاح۔

۸۔ اپنی مطلقہ بیوی کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح۔

۹۔ تین طلاقوں کے بعد اُسی بیوی سے دوبارہ نکاح۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں فقہ حنفی میں نکاح باطل قرار پاتا ہے:

۱۔ محرمات سے نکاح۔

۲۔ دوسرے کی منکوحہ سے علم کے باوجود نکاح۔

۳۔ مسلمان عورت کا غیر مسلم سے نکاح۔

۴۔ مسلمان مرد کا غیر مسلمہ غیر کتابیہ سے نکاح۔

شافعیہ بالعموم نکاح باطل اور فاسد میں فرق نہیں کرتے ان کے نزدیک مندرجہ ذیل اقسام کے نکاح باطل ہیں:

۱۔ نکاح شغار: مہر کے بغیر عورتوں کے تبادلے کے ذریعے نکاح مثلاً اپنی بہن کے بدلے دوسرے کی بہن سے نکاح کرنا۔

۲۔ نکاح متعہ:

۳۔ حالت احرام میں نکاح۔

۴۔ عدت کے دوران نکاح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جس عورت کے حاملہ ہونے کا شبہ ہو اس سے نکاح۔

۶۔ غیر کتابیہ کافرہ سے نکاح۔

مندرجہ ذیل نکاحوں کے فاسد ہونے میں اختلاف ہے:

۱۔ نکاح شغار: امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک فاسد ہے اور حنفیہ کے نزدیک صحیح ہے۔

۲۔ نکاح متعہ: شیعہ کے نزدیک درست ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک باطل ہے۔

۳۔ نکاح موقت: امام زفر اور شیعہ امامیہ کے نزدیک درست ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک باطل ہے۔

۴۔ نکاح محلل: امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک فاسد ہے۔ (۴۳)

اس تفصیل کی روشنی میں جب حدود آرڈیننس کی دفعہ ۴ کے الفاظ ''نکاح صحیح'' پر از سر نو غور کیا جائے تو متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں مثلاً: نکاح صحیح سے کون سی فقہ اور کن ائمہ کے نزدیک جو نکاح صحیح ہے وہ مراد ہے اگر اس سے دفعہ ۲ میں دی گئی تعریف کے مطابق وہ نکاح مراد ہے جو فریقین کے شخصی قانون کے مطابق صحیح ہو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

کیا ایک حنفی اور غیر حنفی مرد عورت ولی کے بغیر نکاح کر لیتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوگا یا حنفی کے لیے نکاح صحیح اور غیر حنفی کے لیے زنا قرار پائے گا؟

کیا حلالہ کی غرض سے نکاح کرنے والے پر حد جاری کر دی جائے گی؟ کیا کوئی شخص احرام کی حالت میں نکاح کر لیتا ہے تو شافعیہ اُسے زانی قرار دیں گے؟

انہیں اختلافات کے پیش نظر فقہاء نے زنا کی تعریف میں نکاح صحیح کے الفاظ استعمال نہیں کیے بلکہ ان کی تصریحات کے مطابق نکاح باطل مثلاً کسی دوسرے کی بیوی سے علم کے باوجود نکاح کر کے جماع کرنے والے زانی ہوں گے لیکن نکاح فاسد جن کے درست اور نادرست ہونے میں اختلاف ہو مثلاً گواہوں کے بغیر یا ولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر نکاح کرنے والے خواہ اسے جائز سمجھتے ہوں یا ناجائز زانی قرار نہیں پائیں گے اور ان پر حد جاری نہیں ہوگی ۔ (۴۴)

اگر نکاح صحیح سے مراد وہ نکاح ہے جو ملکی قانون کی رو سے صحیح ہو تو افسوس ناک امر یہ ہے کہ مسلم فیملی لاز یا حدود آرڈیننس میں ''نکاح صحیح'' کی تعریف کہیں نہیں کی گئی، جب کہ حد زنا کی تعریف میں ''نکاح صحیح'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ افراد بالخصوص خواتین ناکردہ جرم زنا کی سزا بھگت رہی ہیں، وہ اس طرح کہ جب ایک خاتون کو اس کا شوہر زبانی طلاق دے دیتا ہے اور اس کے لیے وہ تمام تقاضے پورے نہیں کرتا جو مسلم فیملی لاز آرڈیننس کے تحت ضروری ہیں تو علماء اس امر پر متفق ہیں کہ خاتون کو طلاق ہو جائے گی اور اسلامی شریعت کی رو سے وہ عدت گزرنے کے بعد کسی دوسرے فرد سے نکاح کر سکتی ہے، جب کہ ملکی قوانین کی رو سے وہ خاتون بدستور اپنے پہلے شوہر کی بیوی سمجھی جائے گی۔ اگر وہ خاتون کسی دوسرے شخص سے شادی کر لیتی ہے تو اسلام کی رو سے جائز ہے جبکہ ملکی قانون کے مطابق اس کا نکاح صحیح (Valid) نہیں ہے اور وہ جرم زنا کی مرتکب قرار پائے گی۔ اس نوعیت کے سینکڑوں واقعات ہمارے ملک میں ہوئے جن میں پہلے شوہروں نے اپنی سابقہ بیویوں اور ان کے نئے شوہروں کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت مقدمات رجسٹرڈ کروا کر ان کی زندگی عذاب کر دی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کی تدوین وتشکیل کے وقت دوسرے قوانین کے ساتھ اس کے ربط وتعلق کا مکمل مطالعہ نہیں کیا گیا، ایسی صورت میں کوئی فقیہ اور عالم دین اس امر کا قائل نہیں کہ زبانی طلاق مؤثر نہیں اور ایسی عورت کا جسے زبانی طلاق ہوئی ہو نکاح کرنا یا اس سے نکاح کرنا کوئی جرم ہے لیکن مسلم فیملی لاز کے تحت وہ پہلے شوہر کی منکوحہ سمجھی جاتی ہے اور حدود آرڈیننس کے حوالے سے دوسرے مرد کے ساتھ اس کے تعلقات غیر قانونی ہیں اور نکاح صحیح نہیں ہے لہٰذا دونوں میاں بیوی سزا کے مستحق ہوں گے۔

ج۔ قصداً جماع

مذکورہ دفعہ میں انگریزی الفاظ "Willfully" کا اردو ترجمہ ''قصداً'' کیا گیا ہے۔ بعض قانونی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہرین اور سماجی امور میں دست گاہ رکھنے والوں کی رائے یہ ہے کہ اس لفظ کو Consensually کے لفظ سے تبدیل کر دیا جائے کیوں کہ انگریزی لغت کے اعتبار سے willfully کا مطلب ہے ''کوئی اعتراض کیے بغیر'' جب کہ Consensually کا مفہوم ہے ''اپنی آزادانہ رضا مندی سے'' اس تبدیلی کی ضرورت اس لیے ہے کہ ہمارے جاگیردارانہ اور قبائلی نظام میں پس ماندہ، دیہاتی، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے پسی ہوئی عورت بسا اوقات حالات کے جبر کے باعث اس قدر مجبور ہوتی ہے کہ وہ سخت نفرت کے باوجود کوئی اعتراض کیے بغیر اپنی عصمت لٹاتی رہتی ہے مذکورہ دفعہ کے الفاظ willfully ایسی مظلوم خواتین کی مدد کرنے کے بجائے انہیں عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے سزا دلوانے کا باعث بنتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ خاتون پر زیادتی کرنے والے بااثر فرد کے خلاف کوئی گواہی نہ ہونے کے باعث اُس سے تعرض نہیں کیا گیا لیکن ایک کمزور خاندان کی بے بس خاتون کے حاملہ ہو جانے کے باعث اُسے جرم زنا کی سزا سنا دی گئی۔ جو قانون کی نظر میں خواہ درست ہو اسلام کے مثالی نظام عدل کے سراسر منافی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک ایسی عورت جو بادل ناخواستہ کسی مرد کو اپنے اوپر اختیار دیتی ہے یا مزاحمت نہیں کرتی اور ایسی عورت جو اپنی جنسی خواہش پورا کرنے کے لیے اپنی خوشی اور آزادانہ رضا مندی سے زنا کا ارتکاب کرتی ہے، اسلام کی نظر میں دونوں برابر مجرم ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جنسی عمل کو ایک جسمانی کارکردگی کے حوالے سے دیکھا جائے تو جنسی عمل کا اصل فاعل مرد ہوتا ہے اور عورت اس عمل کا محل ہے۔ اسی لیے فقہی اصطلاح میں مرد کو زانی اور عورت کو مزنیہ (وہ محل جہاں زنا کا ارتکاب کیا گیا) کہا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم نے سورۃ النور کی آیت ۲ میں عورت کے لیے مزنیہ کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ یوں کہا:

الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة(۴۵)

''بدکار عورت اور بدکار مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی رو سے عورت اور مرد میں سے ہر ایک صرف اسی صورت میں زنا کار ہو گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ وہ اپنی خواہش، آزادانہ رضامندی اور بھرپور شرکت سے زنا کا ارتکاب کرے، اگر عورت محض با دل ناخواستہ یا حالات سے مجبور ہو کر مرد کو اپنے اوپر اختیار دے دیتی ہے تو وہ زانیہ نہیں بلکہ مزنیہ ہوگی اور قرآن حکیم نے زانیہ کی سزا مقرر کی ہے، مزنیہ کی نہیں۔

فقہاء نے ان دونوں صورتوں میں فرق کرنے کے لیے الگ الگ الفاظ استعمال کیے ہیں اگر کوئی عورت اپنی آزادانہ رضامندی اور خود اختیاری شرکت سے زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو اس کے لیے ''مطاوعت'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اگر خاموش رہ کر مرد جو چاہے اسے کرنے دیتی ہے تو اس کے لیے ''تمکن'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مشہور مفسر ابوعبداللہ قرطبی زنا کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''هو اسم لوطء الرجل امرأة فی فرجها من غير نكاح ولا شبهة نكاح بمطاوعتها ''(۴۶)

''زنا، مرد کا نکاح اور شبہ نکاح کے بغیر عورت کی ''مطاوعت'' سے اس کی شرم گاہ میں جماع کرنے کا نام ہے۔''

مطاوعت کا لفظ طوع سے مشتق ہے اس کا مفہوم ہے کسی کام کو طیب خاطر، دل کی کشاد اور پسندیدگی سے کرنا۔ قرآن حکیم میں طوعاً کے مقابلے میں کرھا کا لفظ آیا ہے (سورۂ حم السجدہ ۴۱:۱۱) کرھا کا مطلب ہے کسی کام کو ناگواری اور دل کے جبر سے کرنا۔ (۴۷)

پس جو عورت اس عمل میں مطاوعت سے شرکت نہیں کرتی وہ زانیہ نہیں ہوگی۔ جہاں تک با دل ناخواستہ کسی مرد کو قابو دینے کا تعلق ہے جس کے لیے ''تمکن'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے ایسی صورتوں میں عہد صحابہ میں عورتوں کو سزا نہیں دی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ہے:

ان امراة سألت رجلا ما لافا بى ان يعطيها حتى تمكنه من نفسها فدرأ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر الحد وقال هذا مهر ها (۴۸)

''ایک عورت نے کسی مرد سے مال مانگا، اس نے کہا اگر وہ اسے اپنے اوپر قابو دے تو وہ مال دینے کو تیار ہے، حضرت عمر نے اس مقدمے میں حد ساقط کر دی اور کہا کہ مال اس کا مہر ہے۔''

ایک اور واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جس نے شکایت کی کہ اس نے ایک چرواہے سے پانی مانگا، اس نے کہا اگر وہ اسے اپنے اوپر قابو دے دے تو وہ اسے پانی پلا دے گا، عورت نے اسے قابو دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا ''یہ عورت مجبور تھی'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کو کچھ مال دے کر رخصت کر دیا۔ (۴۹)

رہی یہ بات کہ بعض فقہاء کی رائے میں قرآن حکیم نے عورت کو مجازاً زانیہ کہا ہے جس کی دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ زنا کا فعل مرد کرتا ہے، عورت کے ساتھ یہ فعل کیا جاتا ہے اس لیے حقیقۃً وہ زانیہ نہیں بلکہ مزنیہ ہے۔ یہ رائے بہمہ وجوہ درست نہیں اولاً اس لیے کہ قرآن حکیم کی ایک ہی آیت میں ایک لفظ ایک بار مونث اور دوسری بار مذکر کے صیغے کے ساتھ آگے پیچھے متصل استعمال ہوا ہے: الزانیۃ والزانی۔ اس امر کا کوئی قرینہ نہیں ہے کہ ایک ساتھ دوبار استعمال ہونے والا لفظ پہلی بار مجازی معنوں میں اور دوسری بار حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اگر قرآن نے زانیہ سے مزنیہ مراد لینا تھا تو المزنیۃ والزانی کے الفاظ استعمال کیے جا سکتے تھے۔ قرآن نے دونوں کے لیے اسم فاعل کے الفاظ استعمال کر کے درحقیقت اس فرق کی طرف اشارہ کیا ہے کہ عورت کبھی زانیہ ہوگی اور کبھی مزنیہ۔ اگر وہ زانیہ ہو یعنی اپنے آزادانہ اختیار سے اور رضامندی سے جرم زنا کا ارتکاب کرتی ہے تو اس کے لیے آیت میں مذکور سزا ہے، اگر وہ مزنیہ ہے یعنی اس نے اپنی آزادانہ رضامندی سے جرم نہیں کیا تو وہ حد زنا کی سزاوار نہیں بلکہ حالات کے پیش نظر اس کے بارے میں عادلانہ فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کی مزید تفصیل دفعہ ۶ میں زنا بالجبر پر بحث کے دوران آئے گی۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حد زنا دفعہ ۴ میں Willfully کے الفاظ کو ایسے مناسب الفاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تبدیل کر دیا جائے جو دو طرفہ مکمل اختیار، آزادانہ رضا مندی اور دو طرفہ خواہش کا مفہوم ظاہر کرتے ہوں۔

حاصل بحث

۱۔ دفعہ۴ کی رو سے اگر نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کرنے والے دونوں افراد میں سے کوئی ایک بھی نابالغ ہے تو یہ زنا نہیں ہوگا لیکن دفعہ ۵ میں ایسے افراد کو زنا کا مرتکب قرار دے کر ان کے لیے حد کا تعین کیا گیا ہے یہ امر آرڈیننس کی دفعہ۴ اور ۵ میں کھلے تضاد کی نشان دہی کرتا ہے۔

۲۔ دفعہ۴ کی رو سے نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کو زنا قرار دیا گیا، جب کہ نکاح صحیح کی تعریف نہیں کی گئی۔

۳۔ اس دفعہ کے تحت نکاح فاسد کے بعد جماع کو زنا قرار دیا گیا ہے جب کہ نکاح فاسد کی کئی صورتیں ایسی ہیں جو سرے سے معصیت ہی نہیں چہ جائیکہ انہیں زنا قرار دیا جائے۔

۴۔ اس دفعہ کی رو سے اگر دو بھائیوں کی ایک دن شادی ہوئی ہو اور شب زفاف میں غلطی سے ان کی دلہنیں تبدیل ہو جائیں تو وہ دونوں جوڑے زنا کار ہوں گے، اگر چہ دفعہ ۵ کے تحت ان پر حد جاری نہیں ہوگی لیکن وہ ساری زندگی ایک احساس گناہ لیے ہوئے جئیں گے جو شریعت اسلامیہ کی رو سے گناہ نہیں تھا لیکن مذکورہ دفعہ کے تحت زنا ہے۔

[ایک ایسے ہی واقعہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں شوہروں سے باہمی رضا مندی سے ان کی بیویوں سے طلاق دلوا کر ان کا باہمی نکاح کروا دیا جنھوں نے اکٹھے رات گزاری تھی اس طرح انہیں خاندانی شرمندگی اور احساس گناہ دونوں سے محفوظ کیا گیا۔]

۵۔ اس دفعہ کی رو سے جن عورتوں کو ان کے شوہر زبانی طلاق دے دیتے ہیں اور وہ دوسری جگہ نکاح کر لیتی ہیں، جرم زنا کا مرتکب قرار پاتی ہیں حالانکہ اسلامی قانون کی رو سے وہ بے گناہ ہیں۔

۶۔ اس دفعہ کی رو سے جو عورت حالات سے مجبور ہو کر کسی مرد کی ناجائز خواہش کی مزاحمت نہیں کر سکتی وہ بھی برابر کی شریک مجرم قرار پاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۴ میں زنا کی تعریف کتاب وسنت اور فقہائے اسلام کی تصریحات کے مطابق نہیں ہے اس لیے اس دفعہ کو تبدیل کر کے زنا کی جامع و مانع تعریف کی جائے، تاکہ حدود آرڈیننس کے تحت بے گناہ افراد کو زنا کا مرتکب قرار دے کر سزا کی بھٹی میں نہ جھونک دیا جائے۔

۶۔ زنا مستوجبِ حد

حدود آرڈیننس، حد زنا کی دفعہ ۵ کے الفاظ یہ ہیں:

۵۔ زنا مستوجب حد:

۱۔ زنا مستوجب حد ہے، اگر:

ا) اس کا ارتکاب ایسے مرد نے جو بالغ ہو اور فاتر العقل نہ ہو، ایسی عورت کے ساتھ کیا ہو جس کے ساتھ نہ تو اس کا نکاح ہوا ہو اور نہ اسے نکاح ہونے کا شبہ ہو۔ یا

ب) اس کا ارتکاب ایسی عورت نے جو بالغ ہو اور فاتر العقل نہ ہو، ایسے مرد کے ساتھ کیا ہو جس کے ساتھ نہ تو اس کا نکاح ہوا ہو اور نہ نکاح ہونے کا شبہ ہو

۲۔ جو کوئی بھی زنا مستوجب حد کا مجرم ہو تو اس آرڈیننس کے احکام کے تابع۔

ا) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن ہو تو اسے جائے عام پر سنگسار کیا جائے گا۔ یا

ب) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن نہ ہو تو اسے جائے عام پر ایک سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

۳۔ ذیلی دفعہ ۲ کے تحت کسی سزا کی تعمیل نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ وہ عدالت اس کی توثیق نہ کر دے جس کے سامنے حکم سزایابی کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہو، اور اگر سزا کوڑوں کی دی گئی ہو تو تاوقتیکہ سزا کی توثیق اور تعمیل نہ ہو جائے، سزایاب مجرم سے اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا کہ اسے قیدِ محض کی سزا دی گئی ہو۔ (۵۰)

دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۱ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ صورت حال سامنے آتی ہے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں زنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستوجب حد ہے:

۱۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ مرد نے جو فاتر العقل نہیں ایک بالغ عورت سے کیا جو فاتر العقل نہیں۔

۲۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ مرد نے جو فاتر العقل نہیں ایک نابالغ لڑکی سے کیا جو فاتر العقل نہیں۔

۳۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ مرد نے جو فاتر العقل نہیں ایک بالغ عورت سے کیا جو فاتر العقل ہے۔

۴۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ عورت نے جو فاتر العقل نہیں ایک ایسے مرد سے کیا جو فاتر العقل نہیں۔

۵۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ عورت نے جو فاتر العقل نہیں ایک ایسے نابالغ لڑکے سے کیا جو فاتر العقل نہیں۔

۶۔ زنا کا ارتکاب ایک بالغ عورت نے جو فاتر العقل نہیں ایک ایسے مرد سے کیا جو فاتر العقل ہے۔

چوں کہ ان دفعات میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے کہ اگر زنا کے دو شریکوں میں سے ایک بالغ نہیں ہے یا فاتر العقل ہے تو وہ حد سے مستثنیٰ ہوگا، اس لیے قانونی ماہرین بجا طور پر ان دفعات سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا چھ کی چھ صورتوں میں دونوں شریکوں پر حد زنا جاری ہوگی۔ البتہ مندرجہ ذیل صورتوں میں حد کی سزا نہیں ہوگی۔

۱۔ اگر زنا کے دونوں شریک نابالغ ہیں۔

۲۔ اگر زنا کے دونوں شریک فاتر العقل ہیں۔

۳۔ اگر ان میں سے ایک نابالغ اور دوسرا فاتر العقل ہے۔

اگر حدود آرڈیننس کے مؤلفین اور نافذ کرنے والوں کی نیت یہ تھی کہ مذکورہ بالا صورتوں میں سے صرف اس صورت میں زنا پر حد جاری ہوگی جب کہ زنا کا ارتکاب کرنے والے دونوں شریک بالغ ہوں اور فاتر العقل نہ ہوں تو بات اسلامی شریعت کے مطابق ہے کہ تکلیف اور اہلیت کے لیے عقل اور بلوغ بنیادی شرائط ہیں لیکن جن الفاظ میں یہ دفعات تالیف کی گئی ہیں ان سے یہ مفہوم نہیں نکلتا، بلکہ ان سے واضح طور پر وہ مفہوم نکلتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اگر آرڈیننس کے مؤلفین کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ زنا کے دو شریکوں میں سے کوئی ایک بھی اگر عاقل و بالغ ہے اور دوسرا فریق خواہ نابالغ یا فاتر العقل ہو اور ان پر دفعہ ۴ کا اطلاق ہوتا ہو تو ان دونوں پر حد جاری کر دی جائے گی تو یہ ایک ایسا نقطۂ نظر ہے جس کی تائید قرآن، حدیث، فقہ اسلامی اور عقل و نقل کے کسی ذریعے سے نہیں ہوتی۔ دنیا میں کسی مذہب، معاشرے اور قانون میں دیوانوں اور نابالغوں پر حدود جاری نہیں کی جاتیں۔ اس لیے یہ کہنا نامناسب ہے کہ آرڈیننس کے فاضل مؤلفین کا یہی نقطۂ نظر ہوگا۔ غالباً وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ اگر زنا کے دونوں شریک عاقل و بالغ ہیں تو زنا کے مستوجب حد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اگر ان میں سے ایک عاقل و بالغ ہے اور دوسرا نابالغ یا فاتر العقل تو جو شریک عاقل و بالغ ہے اس پر حد جاری کی جائے گی لیکن اس کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے وہ اس مفہوم کو صحیح طور پر ادا کرنے کے بجائے بے گناہوں اور نابالغوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں جب کہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے

رفع القلم عن ثلاث، عن الصبی حتی یبلغ و عن النائم حتی یستیقظ و عن المجنون حتی یفیق (۱۵)

'تین بندوں سے ذمہ داری اٹھالی گئی ہے، بچے سے تا آنکہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور دیوانے سے تا آنکہ صحت یاب ہو جائے۔''

فقہائے اسلام نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسی تمام صورتوں پر الگ الگ تفصیلی بحث کی ہے کئی ایک فقہاء نے ایسے واقعات کو اس شریک کے حق میں جو عاقل و بالغ ہے زنا قرار دیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی نابالغ لڑکا یا دیوانہ مرد کسی اجنبی عورت سے جماع کرتا ہے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی، کیوں کہ نابالغ لڑکا بالغ ہونے کے بعد مکلّف ہوتا ہے اور دیوانہ صحت یاب ہونے کے بعد، لہٰذا وہ مکلف ہی نہیں، البتہ لڑکا اگر سمجھ دار ہے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ رہی وہ عورت جس سے کسی نابالغ لڑکے یا دیوانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص نے جماع کیا ہے تو امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ اس پر بھی حد نہیں، خواہ اس نے اپنی آزادانہ رضامندی اور اختیار سے حرام جماع کیا ہو، البتہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ عورت پر زانیہ ہونے کی وجہ سے حد جاری نہیں ہوتی، کیوں کہ زنا کا فعل تو مرد کرتا ہے عورت کے ساتھ یہ فعل کیا جاتا ہے اس لیے حقیقۃً وہ زانیہ نہیں بلکہ مزنیہ ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں عورت کو مجازاً زانیہ کہا گیا ہے۔ مذکورہ صورت میں جب نابالغ لڑکے یا دیوانے کا جنسی عمل زنا ہی نہیں تو عورت مزنیہ نہیں ہوگی۔ (۵۲)

امام مالک کے نزدیک اگر مذکورہ صورت میں جنسی عمل نابالغ لڑکے نے کیا ہے تو عورت بھی حد سے مستثنیٰ ہے اگر عورت نے دیوانے سے عمل کروایا ہے تو عورت پر حد جاری کی جائے گی، اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ عورت نابالغ لڑکے کے ذریعے لطف اندوز نہیں ہو سکتی جب کہ دیوانے کے ذریعے لطف اندوز ہو سکتی ہے۔ (۵۳) امام شافعی کے نزدیک عورت کو ہر صورت میں حد لگائی جائے گی جب کہ نابالغ لڑکا اور دیوانہ مکلّف نہ ہونے کے باعث حد سے مستثنیٰ ہوں گے، عورت پر حد لگانے کی وجہ یہ ہے کہ عورت نے اپنے شریک کار کے حالات سے فائدہ اٹھایا۔ ظاہریہ اور زیدیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (۵۴)

اگر کوئی عاقل بالغ مرد کسی نابالغ لڑکی یا دیوانی عورت سے ناجائز جماع کرتا ہے تو اس کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک کے نزدیک اگر کوئی شخص بالغ دیوانی عورت سے جماع کرتا ہے یا ایسی نابالغ لڑکی سے، جس سے جماع کیا جا سکتا ہو تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ اس سے جماع نہیں کیا جا سکتا تو اس پر تعزیری سزا دی جائے گی۔ (۵۵)

امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی عاقل بالغ کسی ایسی نابالغ یا دیوانی عورت سے جماع کرتا ہے جس سے جماع کیا جا سکتا ہو تو اس کا یہ فعل زنا ہے، اس پر حد جاری ہوگی۔ نابالغ یا دیوانی کے عذر کی وجہ سے عاقل بالغ مرد پر سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ (۵۶) شیعہ زیدیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (۵۷)

شافعیہ اگرچہ زنا کی تعریف میں یہ کہتے ہیں کہ "عورت طبعاً محل شہوت ہو" لیکن مذکورہ بالا صورت میں وہ عاقل بالغ مرد پر حد جاری کرنے کے قائل ہیں۔ (۵۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنابلہ سے اس مسئلے میں دو روایات ہیں، ایک روایت مذہب شافعی کے مطابق ہے جبکہ دوسری روایت کے مطابق اگر نابالغ لڑکی قابل شہوت ہے یعنی کم از کم نو سال کی ہے تو اس سے ناجائز جماع پر عاقل بالغ مرد پر حد جاری ہوگی اور اگر اس سے چھوٹی ہے تو تعزیری سزا دی جائے گی۔ (۵۹)

ان اختلافات کی بنیاد یہ ہے کہ ایک گروہ کی رائے میں ناجائز جماع کے دو شریکوں میں سے کسی ایک کے خاص احوال کا اثر دوسرے شریک پر نہیں ہوتا، اگر ایک کا فعل جرم نہیں بنتا تو اس سے دوسرے شریک کے فعل کی شدت کم نہیں ہوگی، جب کہ دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ زنا ایک ایسا جرم ہے جو کسی طرح بھی دو افراد کے باہمی شریک ہوئے بغیر وجود میں نہیں آ سکتا، جب دو شرکاء میں سے ایک کو سزا سے بری کر دیا جائے تو دوسرے کے حق میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ حدود شبہ سے ساقط ہو جاتی ہیں، البتہ تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ (۶۰)

ان صورتوں کا اس حوالے سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اوپر دفعہ ۴ کے ضمن میں یہ بتایا گیا ہے کہ زنا کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دونوں شریک اس عمل کے لیے رضا مند ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی شریک نابالغ یا فاتر العقل ہے تو اس کی رضا مندی کا اسلامی شریعت و قانون میں کوئی اعتبار نہیں ہے، کیوں کہ وہ مکلف ہی نہیں ہے۔ اس لیے ایسی تمام صورتیں جن میں کوئی ایک شریک نابالغ ہے یا فاتر العقل ہے وہ زنا نہیں بلکہ زنا بالجبر ہے، جس کے ثبوت اور سزا کے الگ معیار ہیں۔ ان کی تفصیل دفعہ ۶ پر بحث کے ذیل میں آئے گی۔

لہذا دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۱ کے دونوں اجزاء الف اور ب کا متبادر مفہوم اسلامی شریعت سے ہم آہنگ نہیں ہے اور اسے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

زنا مستوجب حد کی شرائط

دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ ۱ کے جزء الف اور ب کے الفاظ یہ ہیں:

ا) اس کا ارتکاب ایسے مرد نے جو بالغ اور فاتر العقل نہ ہو، ایسی عورت کے ساتھ کیا ہو جس کے ساتھ نہ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا نکاح ہوا ہوا ور نہ اُسے نکاح کا شبہ ہو یا

ب) اس کا ارتکاب ایسی عورت نے جو بالغ ہو اور فاتر العقل نہ ہو، ایسے مرد کے ساتھ کیا ہو جس کے ساتھ نہ تو اس کا نکاح ہوا ہوا ور نہ اسے نکاح ہونے کا شبہ ہو

اس دفعہ کے پہلے حصہ ''بالغ ہو اور فاتر العقل نہ ہو'' پر اوپر گفتگو کی گئی ہے ذیل میں اس دفعہ کے دوسرے حصہ پر بحث کی جاتی ہے جس کے الفاظ ہیں ''جس کے ساتھ نہ تو اس کا نکاح ہوا ہوا ور نہ اسے نکاح ہونے کا شبہ ہو''

درحقیقت یہ دفعہ زنا کی اس قسم کو متعین کرتی ہے جو موجب حد ہے۔ اس پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بحث کے لیے مناسب ہے کہ ہم زنا کی اس تعریف پر غور کریں جو فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں کی گئی ہے اور جو قوانین حدود کے پیش نظر جامع و مانع تعریف سمجھی جاتی ہے۔ اس تعریف کے الفاظ یہ ہیں:

هو الوطء الحرام في قبل المراة الحية المشتهاة في حالة الاختيار في دارالعدل ممن التزم احكام الاسلام، الخالي عن حقيقة الملك وحقيقة النكاح وعن شبهة الملك وعن شبهة النكاح وعن شبهة الاشتباه في الملك والنكاح جميعاً(٦١)

''زنا اس حرام جماع کو کہتے ہیں جو کسی زندہ قابل شہوت عورت کی اگلی شرم گاہ میں اسلامی حکومت میں ایسے شخص سے اپنے قصد اور اختیار سے واقع ہوا ہو جس نے اسلام کے احکام اپنے ذمے لازم کر لیے ہوں۔ جماع حقیقت ملک، حقیقت نکاح، شبہ ملک اور شبہ نکاح سے خالی ہو اور جس موقع پر ملک یا نکاح کا شبہ نہ ہو سکتا ہے وہاں شبہ اشتباہ سے بھی خالی ہو۔''

اس تعریف میں اس زنا کی شرائط بیان کی گئی ہیں جو موجب حد ہے:

حد زنا کے لیے کچھ شرائط ایسی ہیں جن پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور کچھ شرائط کے بارے میں اختلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جن شرائط کے بارے میں اتفاق ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ زنا میں مرد کے آلہ تناسل کا حشفہ عورت کی اگلی شرم گاہ میں داخل ہوا ہو:

اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ حد زنا جاری کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ زنا کے عمل میں مرد کے عضو تناسل کا اگلا حصہ (حشفہ) اور اگر آگے سے کٹا ہوا ہو تو اتنی مقدار عورت کی اگلی شرم گاہ میں داخل ہوا ہو۔ اگر عضو تناسل اندر نہیں گیا یا کم مقدار میں اندر گیا ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوتی۔ حد زنا کے لیے عضو تناسل کے انتشار کی یا منی خارج ہونے کی شرط نہیں ہے۔ (۶۲)

۲۔ جس فرد نے زنا کا ارتکاب کیا ہو وہ مکلّف ہو

فقہاء کا اتفاق ہے کہ حد زنا کے لیے ضروری ہے کہ جس فرد نے زنا کا ارتکاب کیا ہو وہ مکلف یعنی عاقل بالغ ہو۔ فاتر العقل اور نابالغ پر حد زنا نہیں ہے، کیوں کہ ارشاد نبوی ہے: تین افراد پر کوئی ذمہ داری نہیں؛ سوئے ہوئے پر یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، نابالغ پر یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور دیوانے پر تا آنکہ اسے صحت ہو جائے۔ (۶۳)

اس حدیث کی بنا پر مالکیہ اور حنابلہ نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی مرد یا عورت سوئے ہوئے ہوں اور ان سے زنا کا ارتکاب کیا جائے تو ان پر حد جاری نہیں ہوگی، البتہ اس پر اتفاق ہے کہ جس کسی نے دانستہ نشہ آور شے استعمال کر لی اور مدہوشی میں زنا کیا تو اس پر حد جاری ہوگی۔ (۶۴)

اس شرط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی عاقل بالغ مرد نے کسی فاتر العقل عورت یا ایسی نابالغ لڑکی سے جو جماع کے قابل تھی زنا کیا تو اس پر بالاتفاق حد جاری ہوگی کیوں کہ مرد مکلّف ہے اور دوسرے شریک کا عذر اس پر سے حد کو ساقط نہیں کرتا البتہ اگر کوئی لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ وہ جماع کے قابل نہیں تو حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ (۶۵)

۳۔ زنا کا ارتکاب کرنے والا زنا کی حرمت سے واقف ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کا اتفاق ہے کہ حد زنا میں یہ شرط ہے کہ زنا کا ارتکاب کرنے والا یہ جانتا ہو کہ زنا حرام ہے۔ اگر کسی ایسے شخص نے زنا کا ارتکاب کیا جو نومسلم ہونے کے باعث یا اسلامی معاشرے سے دوری کے باعث یہ جانتا ہی نہیں تھا کہ زنا حرام ہے تو شبہ کے باعث اس پر سے حد ساقط ہو جائے گی۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ: سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ ایک شخص نے یمن میں زنا کیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر اطلاع دی گئی تو آپ نے جواب دیا:

''اگر اسے معلوم ہے کہ زنا حرام ہے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر معلوم نہیں تو اسے بتاؤ کہ زنا حرام ہے، اس کے بعد دوبارہ زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔''

نیز شام کے ایک شخص کا یہ عذر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول کر لیا تھا کہ اسے زنا کی حرمت کا علم نہیں۔ مزید برآں ایک عجمی عورت کا جس نے زنا کا اعتراف کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اسے معلوم نہیں تھا کہ زنا حرام ہے عذر قبول کر کے اسے جانے دیا۔

ابن عابدین نے اس سلسلے میں تصریح کی ہے کہ محض کسی شخص کا یہ عذر پیش کر دینا کہ اسے زنا کی حرمت کا علم نہیں تھا کافی نہیں، البتہ اگر واقعاتی شواہد اس کی تصدیق کرتے ہوں کہ اسے معلوم نہیں ہوگا تو اس کا عذر تسلیم کر لیا جائے گا۔ (٦٦)

اگر کسی شخص کو زنا کی حرمت کا علم ہو لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسلام میں اس کی سزا کیا ہے تو اس جہالت کی وجہ سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی کیوں کہ ماعز کے واقعہ میں ہے کہ جب انہیں سنگ سار کیا جانے لگا تو انہوں نے کہا، مجھے واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، میری قوم نے مجھے مروا دیا، انہوں نے مجھے دھوکہ دیا اور کہا کہ رسول اللہ میرے قتل کا حکم نہیں دیں گے۔ (٦٧)

٤۔ زنا میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو

حد زنا کے لیے یہ شرط ہے کہ زنا کے ارتکاب کا ثبوت کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہو، اس کی دلیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادرؤا الحدود بالشبہات (شبہ پیدا ہو جائے تو حد ساقط کر دو) بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ اگر کوئی زنا کا اعتراف کرے تو اس سے اعراض کرو اور اگر وہ خود اصرار سے اعتراف کرے تو اسے ایسے الفاظ کی تلقین کرو، جن سے اسے حد سے بچایا جا سکے۔ جیسا کہ آپ نے ماعز اسلمی کے از خود چار مرتبہ اعتراف کے بعد اس سے فرمایا: ''شاید تو نے بوس و کنار کیا ہوگا۔'' آپ کی طرف سے اس نوع کی تجاویز اس لیے تھیں تا کہ وہ ہاں کہہ دے اور حد سے بچ جائے، ورنہ ایسے الفاظ تلقین کرنے کی کوئی افادیت نہیں ہوسکتی تھی (۶۸) اس کے برعکس آپ کے سامنے اگر کسی نے قرض کا اقرار کیا تو آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ شاید مال تمہارے پاس امانت تھا جو ضائع ہو گیا۔

اسلامی تعلیمات کے برعکس پاکستان کے تحقیقاتی اداروں میں زنا کی ملزم خواتین سے جس انداز سے اعتراف کروایا جاتا ہے اور اس کے لیے جو ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس طرح ثابت ہونے والا جرم زنا شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

سنت نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ تفتیشی اور عدالتی اداروں کو چاہیے کہ وہ حد زنا کے ملزموں کو ایسے راستوں کی طرف رہنمائی کریں جن کے ذریعے ملزم سزا سے بچ سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاتون شراحہ کو سزا دینے سے پہلے اسی طرح کی عذر خواہیوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

> ''شاید تم سوئی ہوئی ہوگی اور تم سے زیادتی ہوگئی، شاید مرد نے تم سے زبردستی کی ہوگی، شاید تمہارے مالک نے اس سے تمہاری شادی کی ہوگی اور تم اسے چھپا رہی ہو۔'' (۶۹)

ان تمام واقعات میں صاف نظر آتا ہے کہ ملزموں کے بلا جبر و اکراہ آزادانہ رضامندی سے اقرار کرنے کے بعد زنا کا جرم بلا شک وشبہ ثابت ہو گیا تھا اس کے بعد عدالتی کارروائی میں انہیں ایسے حیلے بتائے گئے جن سے وہ اپنی جان بچا سکتے تھے۔

مذکورہ بالا سنت نبویہ سے یہ امر ثابت ہے کہ جب تک زنا کا ثبوت قطعی اور یقینی طور پر نہ ہو اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اس پر حد جاری کرنا جائز نہیں ہے البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلافات ہیں کہ کون سا شبہ ایسا ہے جس سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور کون سا شبہ قابل اعتبار ہے اس حوالے سے حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ میں سے ہر ایک نے شبہات کی تین تین اقسام بیان کی ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک شبہ کی اقسام

حنفیہ کے نزدیک شبہ کی تین اقسام ہیں:

۱۔ عقد نکاح میں شبہ

۲۔ محل میں شبہ

۳۔ فعل میں شبہ

ا) عقد نکاح میں شبہ

عقد نکاح میں شبہ سے مراد یہ ہے کہ جس مرد اور عورت نے حرام جماع کیا ہو ان میں معاہدہ نکاح ہوا ہو، خواہ وہ ایسے جوڑے کا باہمی نکاح ہو جن کا نکاح حرام ہے اور تمام امت اس کی حرمت پر متفق ہے اور نکاح کرنے والوں کو بھی اس کی حرمت کا علم ہے۔ مثلاً کسی شخص نے ان خواتین میں سے کسی سے نکاح کر لیا جو نسبی، رضاعی یا سسرالی رشتے کے باعث اس کے لیے حرام ہے اور اس سے جماع کیا تو امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور امام زفر کے نزدیک ان پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ مہر دینا پڑے گا، البتہ اگر انہیں حرمت کا علم تھا تو انہیں سنگین تعزیری سزا دی جائے گی اور اگر حرمت کا علم نہیں تھا تو حد ہے نہ تعزیر۔

مرد اور عورت کے درمیان نکاح کے معاہدے کا وجود امام ابو حنیفہ کے نزدیک حد کو ساقط کر دیتا ہے خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام، اس کی حرمت پر اتفاق ہو یا اختلاف اور جماع کرنے والوں کو اس کی حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، بہر طور حد جاری نہیں ہو سکتی۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ نکاح کا مقصد نسل انسانی کو جاری رکھنا ہے اور یہ مقصد کسی بھی مرد اور عورت کے باہمی ایسے جنسی تعلق سے حاصل ہو سکتا ہے جن میں معاہدہ نکاح ہوا ہو۔ اولاد آدم میں سے ہر عورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نکاح کا مقصد حاصل ہوسکتا ہے اس لیے ہر عورت کے ساتھ نکاح جائز ہونا چاہیے البتہ شرعی احکام نے بعض عورتوں کو حرام قرار دے دیا ہے، جس کی وجہ سے اصل حکم جو مقصد سے وابستہ تھا ان صورتوں میں باقی نہیں رہا، لیکن اصل حکم کی وجہ سے ایک گونہ شبہ پیدا ہوگیا۔

نیز ہر عورت کا دوسرے مسلمان سے معاہدہ نکاح ہوسکتا ہے اگر یہ ایسے مسلمان سے ہوا جس کو نص نے اس عورت کے لیے حرام قرار دیا تھا تو فطری اور شرعی حکم میں تعارض کے باعث شبہ پیدا ہوگیا۔

اس مسئلہ کو امام ابوحنیفہ ایک مثال سے واضح کرتے ہیں، اگر کوئی شخص اپنی کسی ایسی باندی سے جو اس کی رضاعی بہن بھی ہے یہ جانتے ہوئے جماع کرتا ہے کہ اس سے جماع حرام ہے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ باندی ہونے کے ناطے اس سے جماع حلال اور بہن ہونے کی وجہ سے حرام تھا۔ پس اس تعارض کے باعث شبہ پیدا ہوگیا جو حد کو ساقط کردے گا۔

معاہدہ نکاح میں شبہ کو بعض دوسری صورتوں میں تمام فقہاء اہمیت دیتے ہیں، مثلاً کسی جوڑے نے گواہوں کے بغیر یا ولی کی اجازت کے بغیر یا محدود وقت کے لیے نکاح کیا یا نکاح متعہ کیا تو خواہ وہ اسے حرام سمجھتے ہوں ان پر حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ ان نکاحوں کے حرام اور حلال ہونے میں فقہاء کے اختلاف کے باعث شبہ پیدا ہوگیا ہے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے چار بیویوں کی موجودگی میں پانچویں سے یا کسی دوسرے کی مطلقہ سے دوران عدت نکاح کرنے کے بعد جماع کرلیا تو امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام زفر کے نزدیک اس پر حد جاری نہیں ہوگی خواہ اسے معلوم ہو کہ اس نے حرام کام کیا ہے، البتہ اسے تعزیری سزا دی جائے گی، کیوں کہ اس کے جماع کا سبب عقد نکاح ہے جس سے بالعموم جماع مباح ہو جاتا ہے، پس شبہ پیدا ہونے کے باعث ایسے جماع پر حد واجب نہیں ہوگی۔

جمہور فقہاء اور حنفیہ میں سے صاحبین کی رائے یہ ہے کہ اگر ایسا جوڑا نکاح کی حرمت سے واقف ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر واقف نہیں تو حد نہیں ہوگی۔ کیوں کہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرنا جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکاح قطعی اور دائمی طور پر حرام ہے، نکاح نہیں ہے اور ایسے نکاح کے بعد جماع کرنا بھی حرام ہے، اس نوعیت کا نکاح کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں کرتا یہ ایسے ہی ہے جیسے دو مرد یا دو عورتیں آپس میں نکاح کر لیں۔

علماء کا یہ اختلاف ان صورتوں سے متعلق ہے جن میں نکاح دائمی طور پر حرام ہے۔ البتہ اس مسئلہ میں حنفیہ کے ہاں فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کسی عورت کو زنا کے لیے اجرت پر حاصل کیا اور اس سے جماع کیا تو حد جاری نہیں ہوگی، صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں حد واجب ہوگی کیوں کہ جماع کے مباح ہونے میں یہ معاہدہ مؤثر نہیں (۷۰) امام ابوحنیفہ کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ ہے:

امرأة سألت رجلا ما لا فابى ان يعطيها حتى تمكنه من نفسها فدرأ عمر الحد وقال هذا مهرها (۷۱)

''ایک عورت نے کسی مرد سے مال مانگا تو اس نے کہا کہ اگر تو اپنے اوپر قابو دے دے تو مال دینے کو تیار ہوں، اس صورت میں حضرت عمر نے یہ کہہ کر حد ساقط کر دی کہ مال اس عورت کا مہر ہے۔''

ب) فعل میں شبہ

فعل میں شبہ کو شبہ اشتباہ بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کا شبہ ایسے شخص کے حق میں مفید ہوتا ہے جسے شبہ لاحق ہو، جسے شبہ لاحق نہ ہو بلکہ اسے معلوم ہو کہ یہ فعل حرام ہے اس کے حق میں مفید نہیں ہوتا اور اس پر حد جاری ہو جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل دو صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں اگر کسی شخص کو یہ شبہ لاحق ہو کہ اس کے لیے جماع حلال تھا تو اس پر حد جاری نہیں ہوئی۔

ا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور عدت کے دوران یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ حسب سابق اس کی بیوی ہے اس سے جماع کر لیا تو حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ عدت کی وجہ سے ہنوز سابقہ نکاح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اثرات باقی ہیں مثلاً ثبوت نسب، دوسرے شوہر سے نکاح کی حرمت اور سابقہ شوہر کی نفقہ اور رہائش کی ذمہ داری۔

۲۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو مالی معاوضے پر طلاق بائن دی یا خلع کر لیا اور عدت کے دوران اسے بیوی سمجھتے ہوئے اس سے جماع کر لیا تو حد جاری نہیں ہوگی۔

ج) محل میں شبہ

محل میں شبہ دونوں صورتوں میں مؤثر ہوتا ہے، جماع کرنے والا خواہ جماع کو حلال سمجھے یا حرام، حد جاری نہیں ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے کنایہ کے الفاظ سے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اس سے جماع کر لیا تو حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ صحابہ کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے یا بائن۔ (۷۲)

مالکیہ کے نزدیک شبہ کی اقسام

مالکیہ نے بھی شبہ کی تین قسمیں کی ہیں:

۱۔ فاعل سے متعلق شبہ

۲۔ عورت جس سے جماع کیا گیا اس کے بارے میں شبہ

۳۔ طریق کار کے بارے میں شبہ

۱۔ فاعل سے متعلق شبہ سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر یا کوئی عورت کسی اجنبی مرد کو اپنا شوہر سمجھ کر جماع کرتے ہیں تو جسے شبہ ہوگا اس پر حد جاری نہیں ہوگی کیوں کہ جس نے اپنا شوہر یا اپنی بیوی سمجھ کر جماع کیا اس نے اپنے خیال میں جائز کام کیا، لیکن واقعہ میں وہ کام حرام تھا لہذا شبہ پیدا ہو گیا۔

۲۔ عورت کے بارے میں شبہ کا تعلق مشترک باندیوں سے ہے۔

۳۔ طریق کار میں شبہ سے مالکیہ کی مراد یہ ہے کہ ایسا نکاح کیا گیا جس کے جائز اور ناجائز ہونے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کا اختلاف ہے۔ جو فقہاء اسے جائز قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک حد نہیں اور جو ناجائز قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک حد ہے، اس اختلاف کی بنا پر شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ (۷۴)

شافعیہ کے نزدیک شبہ کی اقسام

شافعیہ کے نزدیک بھی شبہ کی تین اقسام ہیں

۱۔ محل میں شبہ

۲۔ فاعل میں شبہ

۳۔ طریق کار میں شبہ

۱۔ محل میں شبہ کا تعلق باندیوں سے ہے

۲۔ فاعل میں شبہ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے رات کی تاریکی میں اپنے بستر پر کوئی عورت پائی، جسے اس نے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے اس سے جماع کر لیا یا کسی نابینا نے اپنی بیوی کو بلایا اور کوئی دوسری عورت آ گئی جسے اس نے اپنی بیوی سمجھ کر اس سے جماع کر لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کوئی دوسری عورت تھی تو مالکیہ، شافعیہ اور امام زفر کے نزدیک اس پر حد نہیں کیوں کہ اس نے اس عورت کو اپنی بیوی سمجھتے ہوئے اس سے جماع کیا جو ایسا عذر ہے جو قابل قبول ہے۔

اگر شب زفاف میں عورتیں کسی دوسری عورت کو دولہا کی بیوی بتا کر اس کے پاس بھیج دیں اور وہ اسے بیوی سمجھ کر اس سے ہم بستری کر لے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ اسے مہر دینا پڑے گا۔

امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ اوپر کی ان دوصورتوں میں (کسی عورت کو بستر پر پا کر اس سے جماع کرنا اور نابینا شوہر کا بیوی کو بلانا) حد جاری ہوگی کیوں کہ مرد کو انتظار کر کے یہ تحقیق کر لینا چاہیے تھی کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے یا نہیں۔ محض کسی عورت کا کسی مرد کے بستر پر موجود ہونا بیوی ہونے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ پیدا نہیں کرتا کہ اس سے حد ساقط ہو جائے۔ (۷۴)

تاہم ان صورتوں میں ائمہ کا اختلاف بذات خود ایسا شبہ پیدا کر دیتا ہے کہ اس کی موجودگی میں حد جاری نہیں ہو سکتی، کیوں کہ ائمہ کا اختلاف دلائل کے اختلاف پر مبنی ہے اور قطعی دلیل کے بغیر حد جاری نہیں ہو سکتی، جب کہ دلائل کے اختلاف کا مطلب ہی یہ ہے کہ کوئی ایسی قطعی دلیل موجود نہیں ہے جو اختلافات کو ختم کر دے۔ اور حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ابن المنذر کا قول ہے کہ تمام اہل علم اس امر پر متفق ہیں کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ (۷۵)

۵۔ زنا کا ارتکاب اپنے قصد و اختیار سے کیا ہو

فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر کسی عورت کو حرام جماع پر مجبور کیا گیا تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکر ھوا علیه (۷۶)

میری امت پر سے خطا، بھول چوک اور ایسے کاموں کی ذمہ داری اٹھالی گئی ہے جس پر کسی کو مجبور کیا گیا ہو۔

نیز حضرت وائل کی روایت ہے کہ عہد نبوی میں ایک عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر حد جاری نہیں کی۔ (۷۷)

اگر عورت سے زبردستی کی گئی ہو تو اس پر حد نہ جاری کرنے پر اجماع ہے البتہ مرد سے زبردستی زنا کروایا جائے تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف، امام محمد، مالکیہ اور شافعیہ کی رائے یہ ہے کہ اس پر بھی حد جاری نہیں ہوگی بعض مالکیہ اور حنابلہ کی رائے میں مرد پر زبردستی کی جائے تب بھی حد سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر زبردستی مقتدر افراد کی طرف سے ہو تو حد جاری نہیں ہوگی اور اگر غیر مقتدر افراد کی طرف سے ہو تو حد جاری ہوگی۔ (۷۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن شرائط کے بارے میں اختلافات ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ جس عورت سے حرام جماع کیا گیا ہو وہ زندہ عورت ہو۔

جمہور فقہاء (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک یہ شرط ہے جس عورت سے حرام جماع کیا گیا ہو وہ زندہ ہو۔ اگر کسی نے مردہ عورت سے جماع کیا تو وہ زنا موجب حد نہیں ہے کیوں کہ انسانی فطرت مردہ عورت سے جماع کرنے سے ابا کرتی ہے۔ حد کا مقصد کسی جرم سے روکنا ہے، جس جرم سے فطرت سلیمہ بذات خود متنفر ہو، اس کے لیے حد مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اگر کوئی شخص خلاف فطرت کام کرتا ہے تو اسے تعزیری سزا دی جا سکتی ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مردہ عورت سے (بیوی کے علاوہ) جماع کرنے پر بھی حد جاری ہوگی۔ (۷۹)

۲۔ جس سے جماع کیا گیا ہو وہ عورت ہو اور اس کی اگلی شرم گاہ میں جماع کیا گیا ہو۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ شرط ہے حرام جماع عورت سے اس کی اگلی شرم گاہ میں کیا گیا ہو۔

اگر کسی عورت یا مرد کی دبر (پچھلی شرم گاہ) میں جماع کیا گیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی حد جاری نہ ہوگی، اگرچہ یہ فعل حرام ہے، کیوں کہ زنا بلا کسی شک وشبہ کے نکاح یا ملکیت کے بغیر عورت کی اگلی شرم گاہ میں جماع کرنے کو کہتے ہیں، لہذا یہ فعل لواطت کہلائے گا، زنا نہیں۔ اس بنا پر حد زنا جاری نہیں ہوگی۔ البتہ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں حد جاری ہوگی۔ اس لیے نہیں کہ یہ فعل زنا ہے بلکہ اس لیے کہ یہ زنا کے معنی میں ہے، کیوں کہ لواطت میں بھی حرام جماع کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ (۸۰)

امام ابوحنیفہ کی رائے اس سلسلہ میں زیادہ وزنی ہے کیوں کہ لواطت کو زنا اور زنا کو لواطت نہیں کہا جاتا، دونوں کے الگ الگ نام ہیں، جو اس امر کی دلیل ہے کہ دونوں ایک ہی فعل نہیں ہیں۔ نیز زنا کے فعل سے حفاظت نسب کا مقصد متاثر ہوتا ہے اور نسب کا فساد لازم آتا ہے، اس سے پیدا ہونے والی اولاد یا تو ضائع ہو جاتی ہے یا کسی ایسے فرد کی طرف منسوب ہوتی ہے جو اس کا حقیقی باپ نہیں ہوتا، اس سے اولاد کے حقوق ضائع ہوتے ہیں۔ جب کہ لواطت ایک بدترین عمل ہونے کے باوجود نسب میں فساد کا باعث نہیں ہے۔ نیز زنا کی حد مقرر کرنے سے شریعت کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسے فعل سے باز رکھا جاوے جس کی طرف مرد اور عورت دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فطری داعیہ موجود ہے لیکن وہ نسب کی خرابی اور معاشرتی فساد کا باعث ہے جب کہ لواطت کی طرف فطری داعیہ موجود نہیں ہوتا۔

اگر لواطت کی سزا حد ہوتی تو صحابہ کرام میں اس کی سزا کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا، کیوں کہ حدود شارع کی طرف سے مقرر ہیں، ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لوطی کی سزا کے بارے میں صحابہ کا اختلاف اس امر کا ثبوت ہے کہ لواطت پر زنا کی حد جاری نہیں ہوگی، البتہ تعزیری سزا دی جائے گی۔ (۸۱)

۳۔ حرام جماع کا ارتکاب اسلامی حکومت میں ہوا ہو

حنفیہ کے نزدیک حد زنا کے وجوب کے لیے یہ شرط ہے کہ زنا اسلامی ریاست کی حدود میں ہوا ہو اگر کسی شخص نے غیر اسلامی ریاست میں بدکاری کی پھر اسلامی ریاست میں آ گیا اور اس نے بدکاری کا اقرار کر لیا تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

من زنی او سرق فی دارالحرب و اصاب بھا حداً ثم ھرب فخرج الینا فانہ لا یقام علیہ الحد (۸۲)

''جس کسی نے دارالحرب میں زنا یا چوری کی جس سے حد کا مستحق ہو گیا، پھر بھاگ کر اسلامی ریاست میں آ گیا تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔''

حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر اسلامی ریاست میں حدود کے نفاذ سے منع فرمایا:

نیز حدود کے نفاذ کا تعلق اختیار و اقتدار سے ہے۔ اسلامی ریاست کے حکمرانوں کو غیر اسلامی ریاستوں پر اختیار اور اقتدار حاصل نہیں ہوتا اس لیے وہاں حدود کے نفاذ کو واجب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

فقہاء کی تصریح کے مطابق اگر فوجی اپنی چھاؤنیوں میں سرحدوں پر جرائم کا ارتکاب کریں تو ان پر حدود نافذ کی جائیں گی۔ البتہ اگر کوئی فوجی دشمن کے علاقے میں کسی جرم کا ارتکاب کرے اور واپس اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست کی حدود میں آ جائے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔

شافعیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی فتنہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو غیر اسلامی ریاست میں بھی حدود نافذ کی جا سکتی ہیں۔ حنابلہ کے نزدیک اگر کوئی شخص دشمن کے علاقے میں جرم کرتا ہے تو جب واپس اسلامی ریاست کی حدود میں آئے تو اس پر حد جاری کی جائے۔ (۸۳)

۴۔ زنا کا ارتکاب کرنے والا مسلمان ہو

مالکیہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ زنا کا ارتکاب کرنے والا مسلمان ہو تب حد جاری کی جائے گی اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت سے اس کی رضا مندی سے زنا کرتا ہے تو مسلمان عورت پر حد جاری کی جائے گی لیکن غیر مسلم کو اس کے اہل مذہب کے حوالے کیا جائے گا تا کہ وہ اسے سزا دیں اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت سے زنا بالجبر کرے تو کافر کو قتل کر دیا جائے۔

دوسرے فقہاء صرف اس غیر مسلم کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ جو کسی دوسرے ملک کا شہری ہو اور باقاعدہ اجازت لے کر اسلامی ریاست میں عارضی طور پر آیا ہو۔ اگر غیر مسلم اسلامی ریاست کا شہری ہے تو اس پر اسلامی ریاست کے قوانین جاری ہوں گے۔ (۸۴)

۵۔ فعل زنا کا ارتکاب کرنے والا گونگا نہ ہو

حنفیہ کے نزدیک حد زنا کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ زنا کا ارتکاب کرنے والا بول سکتا ہو۔ گونگے پر حد جاری نہیں ہوگی حتی کہ گونگا اگر لکھ کر یا اشارے سے چار مرتبہ زنا کے ارتکاب کا اقرار کرے یا چار شخص اس کے خلاف گواہی دیں تب بھی اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ کیوں کہ اس کے معاملے میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ دیگر فقہاء کے نزدیک اگر گونگا زنا کرے تو اس پر بھی حد جاری ہوگی۔ (۸۵)

۶۔ اگر دونوں شریک اپنے آپ کو میاں بیوی بتاتے ہیں

اگر ناجائز جماع کے دونوں شریک اپنے آپ کو میاں بیوی بتاتے ہیں تو حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک ان پر حد جاری نہیں ہوگی، کیوں کہ ممکن ہے نکاح کا دعویٰ سچ ہو، اس لیے جماع کے حرام ہونے میں شبہ پیدا ہوگیا۔ مالکیہ کے نزدیک اگر ان کے پاس نکاح کا ثبوت نہیں ہے تو ان پر حد جاری ہوگی۔ (۸۶)

۷۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک کہتا ہے کہ ہمارا نکاح ہے اور دوسرا انکار کرتا ہے

اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک کسی پر حد جاری نہیں ہوگی، کیوں کہ نکاح کا دعویٰ کرنے والے نے شبہ پیدا کر دیا اور جو شریک نکاح کا انکار اور زنا کا اقرار کرتا ہے اس کے بارے میں بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے، کیوں کہ زنا ایک ایسا عمل ہے جو دو شریکوں کے بغیر نہیں ہوسکتا رضامندی سے جماع کرنے والوں میں جب ایک شریک سے حد ساقط ہوگئی تو دوسرے سے بھی ساقط ہو جائے گی اگر دوسرے شریک کی رضامندی نہیں تھی تو یہ زنا بالجبر ہوگا اور اس کے احکام مختلف ہیں۔ (۸۷)

۸۔ اگر زنا کا الزام لگایا گیا لیکن عورت کنواری پائی گئی

اگر کسی جوڑے پر زنا کا الزام عائد کیا گیا اور گواہیاں ہوگئیں لیکن عورت کنواری پائی گئی تو کسی پر حد جاری نہیں ہوگی۔ کنوار پن کے ثبوت کے لیے حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک چار عورتیں/ دو مرد/ ایک مرد، دو عورتیں گواہ ہوں تو کنوار پن ثابت ہوگا۔ (۸۸)

۹۔ زنا کے بعد اسی عورت سے نکاح کرلیا

اگر زنا کے بعد ان دونوں شریکوں نے باہمی نکاح کر لیا تو امام ابو یوسف نے امام ابوحنیفہ سے ایک روایت کی ہے کہ ان پر حد جاری نہیں ہوگی۔ دوسری روایت کے تحت حد جاری ہوگی۔ (۸۹)

حاصل بحث

مذکورہ بالا تمام شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے وہ صورت جن میں تمام فقہاء کے نزدیک زنا موجب حد ہے حسب ذیل ہے:

۱۔ زنا میں مرد کے آلہ تناسل کا حشفہ زندہ عورت کی اگلی شرم گاہ میں داخل ہوا ہو، زنا کا ارتکاب کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے عاقل، بالغ اور مکلّف ہوں، زنا کی حرمت سے واقف ہوں، زنا میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو، شبہ نکاح، نہ شبہ فعل، نہ شبہ محل، نہ شبہ فاعل، نہ شبہ طریق اور جہت، زنا کا ارتکاب اپنے قصد اور آزادانہ اختیار اور رضامندی سے کیا ہو، زنا کا ارتکاب اسلامی ریاست کی حدود میں ہوا ہو، زنا کرنے والا مسلمان ہو، گونگا نہ ہو، ان میں سے کوئی فریق نکاح کا دعویٰ نہ کرے، عورت کنواری نہ پائی گئی ہو اور زنا کے بعد ان دونوں کا باہمی نکاح نہ ہوا ہو۔

جن شرائط کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے ان میں صرف شرائط کا اتنا حصہ لیا جائے جن پر تمام ائمہ متفق ہیں، کیوں کہ ائمہ کا اختلاف دلائل کے اختلاف کی بنا پر ہوتا ہے اور قطعی دلیل کے بغیر حد جاری کرنا درست نہیں۔ دلائل کے اختلاف کا مفہوم ہی یہ ہے کہ کوئی ایسی قطعی نص موجود نہیں ہے جو ائمہ کے اختلافات کو ختم کرنے کا موجب ہوتی، لہذا یہ شبہ باقی رہتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی رائے درست ہو سکتی ہے۔ بالفرض اگر وہ رائے درست ہو جس کی رو سے حد کا نفاذ درست نہیں تو ایک بے گناہ کو سزا دینے کا ارتکاب لازم آتا ہے اور اگر وہ رائے درست ہو جس کی رو سے حد کا نفاذ ہونا چاہیے تھا لیکن نفاذ نہیں کیا گیا تو اس صورت میں حدود اللہ کا تعطل لازم نہیں آئے گا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو گا کہ:

ادرء والحدود عن المسلمين ما استطعتم، فان كان له مخرج فخلوا سبيله فان الامام ان يخطئ في العفو خير من ان يخطئ في العقوبة (۹۰)

”جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں سے حدود کو دور ہٹاؤ اگر ان کے لیے کوئی راہ نکل سکتی ہو تو انہیں جانے دیا کرو کیوں کہ حاکم کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے“

مذکورہ بالا شرائط کو دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۵ کے اجزاء الف، ب اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اس لیے ان کو ازسرنو مدون کرنے کی ضرورت ہے۔

۷۔ حد زنا

دفعہ ۵ (۲) میں زنا مستوجب حد کی حد بیان کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ل) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن ہو تو اسے جائے عام پر سنگ سار کیا جائے گا ۔

ب) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن نہ ہو تو اسے جائے عام پر ایک سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی ۔

حد زنا کی سزا کا جائزہ

اس دفعہ کی رو سے زنا کے مجرموں کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے، محصن اور غیر محصن ۔ اگر زنا کے مجرم محصن ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ انھیں بر سر عام سنگسار کیا جائے اور اگر غیر محصن ہوں تو انھیں بر سر عام سو کوڑوں کی سزا دی جائے ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سزا کے حوالے سے محصن اور غیر محصن کی تقسیم درست ہے؟ اگر نہیں تو سنگساری کس نوعیت کے مجرموں کی سزا ہے؟

قرآن کی رو سے محصن اور محصنہ کون ہیں؟

اس پر دفعہ ۲ (د) کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ قرآن نے محصنات کا لفظ تین معانی میں استعمال کیا ہے اسے صرف شادی شدہ کے معنی میں لینا قرآن کے خلاف ہے ۔

قرآن حکیم میں زنا کی سزا

قرآن حکیم میں زنا کی سزا دو جگہ مذکور ہے:

۱۔ سورۃ النساء میں جو غزوہ احد کے فوراً بعد نازل ہوئی اور اس وقت پیش آنے والے مسائل میں رہنمائی مہیا کرتی ہے ۔ غزوہ احد (۳ ہجری) میں تقریباً ۷۰ مسلمان شہید ہو گئے تھے جس کے نتیجے میں یتامیٰ کی کفالت کے اور بیوہ عورتوں کے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہوئے ۔ اس موقع پر اخلاقی بے راہ روی کے راستے بند کرنے کے لیے قرآن حکیم نے یہ ہدایت دی:

﴿ والتی یاتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان شهدوا فامسكو هن في البيوت حتى يتوفا هن الموت او يجعل الله لهن سبيلاً واللذان يأتيا نها منكم فاذو هما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنها ان الله كان توابا رحيماً﴾(۹۱)

''تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کا ارتکاب کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو اگر وہ گواہی دے دیں تو عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو یہاں تک کہ ان کو موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ نکالے۔ اور تم میں سے جو دو فرد بدکاری کریں تو ان دونوں کو اذیت دو، اگر وہ باز آ جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے صرف نظر کو لو، تحقیق اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کی رو سے بدکار عورتوں کو تا حیات گھروں میں نظر بند کرنے کا حکم دیا گیا تھا البتہ اس میں یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ نکال دیتا ہے تو وہ اس عمر قید کی سزا سے چھوٹ جائیں گی۔

۲۔ اس کے بعد ۵ ہجری میں سورۃ النور نازل ہوئی جس میں زانی مرد اور عورت کی سزا ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

﴿الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة ولا تأخذكم بهما رافة في دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الآخر وليشهدعذابهما طائفة من المومنين﴾(۹۲)

''جو عورت اور جو مرد زنا کا ارتکاب کریں ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کا قانون نافذ کرنے میں تمہیں ان دونوں پر ذرا بھی ترس نہ آئے، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور مومنین کا ایک گروہ بھی ان کی سزا کے وقت موجود رہے۔''

جہاں تک سنگسار کرنے کا تعلق ہے تو قرآن حکیم نے رجم (سنگ سار) کرنے کو زنا کی سزا نہیں بتایا لیکن اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے کئی زانیوں کو رجم کروایا۔ فقہاء نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعات کا مطالعہ کر کے جن میں رجم کیا گیا بالعموم یہ تقسیم کی ہے اگر زانی مرد یا عورت شادی شدہ ہو تو اسے سنگ سار کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

- چوں کہ حدود میں انسانی جانوں کا سوال ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''قاضی کا غلطی سے کسی کو معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔'' (۹۳)

اس لیے یہ احتیاط ضروری ہے کہ کہیں کسی کو غلطی سے رجم نہ کر دیا جائے۔ زنا کی سزا کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات پر غور کرنا ضروری ہے:

۱۔ قرآن اور سنت کی رو سے سو کوڑوں کی سزا صرف غیر شادی شدہ بدکار مرد عورت کے لیے ہے؟

۲۔ کیا رجم قرآنی سزا ہے؟

۳۔ کیا رجم شادی شدہ زانیوں کے ساتھ مختص ہے

۴۔ کیا کبھی کسی شادی شدہ زانی کو کوڑوں کی سزا بھی دی گئی ہے

۵۔ کیا زانیوں کے علاوہ بھی کسی کو رجم کیا گیا؟

اب ہم ترتیب وار ان سوالات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ کیا سو کوڑوں کی سزا غیر شادی شدہ افراد کے لیے مختص ہے؟

قرآن حکیم کی جس آیت میں سو کوڑوں کی سزا کا ذکر ہے، اس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے اس میں الفاظ ہیں: الزانیة والزانی : زنا کار عورت اور زنا کار مرد۔ ان الفاظ میں کوئی تخصیص، تقیید یا استثناء نہیں ہے۔ اصول فقہ کی اصطلاح میں یہ الفاظ عام ہیں اور ان کی تخصیص، تقیید یا استثناء کے لیے ضروری ہے کہ اسی طرح کی قرآنی نص موجود ہو جو یہ بتائے کہ یہ حکم صرف غیر شادی شدہ زنا کاروں کے لیے ہے جب کہ قرآن حکیم میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اس حکم میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں قسم کے افراد شامل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

قرآن کی مذکورہ بالا آیت، سورۃ النساء کی آیت ۱۵ میں کیے گئے وعدے کے ایفاء کے طور پر نازل ہوئی جس میں یہ کہا گیا تھا:

﴿ والتی یاتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفاهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا ﴾ (۹۴)

''تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں پابند کرو تا آنکہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ نکالے۔''

اس آیت میں نساء کا لفظ استعمال ہوا، جو بیویوں یا شوہر دیدہ عورتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کنوارے مردوں اور عورتوں کے لئے قرآن نے الایامیٰ (۳۲:۲۴) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نیز جس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اس وقت بہت سی عورتوں کے بیک وقت بیوہ ہو جانے کے باعث احتیاطی ہدایات کی ضرورت محسوس کی گئی، انہی عورتوں کے بارے میں اس آیت میں کہا گیا کہ انہیں گھروں میں نظر بند رکھو تا آنکہ انہیں موت آ جائے یا ان کے لئے اللہ کوئی اور راہ نکال دے۔

تمام مفسرین اور محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں جس راہ نکالنے کا وعدہ ہے وہ سورۃ النور کی آیت الزانیۃ والزانی .... سے پورا کیا گیا ہے پس زنا کے احکام کا تسلسل یہ بتاتا ہے کہ سورۃ النور کی آیت دونوں قسم یعنی شادی شدہ اور غیر شادی شدہ بدکاروں کی سزا بتاتی ہے۔

۲۔ سورۃ النور میں ان کے لیے جو سزا مقرر کی گئی ہے اس کے لیے الفاظ ہیں'' عذابهما ''(ان کی سزا Their Punishment) اسی سورت میں دو آیات کے بعد زنا کی ایک خاص صورت زیر بحث لائی گئی جو یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿والذین یرمون ازواجھم و لم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھدات باللہ انہ لمن الصدقین ○ والخامسۃ ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکذبین ○ ویدرأ عنھا العذاب ان تشھد اربع شھدات باللہ انہ لمن الکذبین ○ والخامسۃ ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصدقین﴾ (۹۵)

''جو شوہر اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں، اور ان کے پاس اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی گواہی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شوہر چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا اپنے الزام میں وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ اپنے الزام میں جھوٹا ہو اور عورت سے مذکورہ سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص اپنے الزام میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ اپنے الزم میں سچا ہو۔''

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پانچ بار قسم کھا لینے سے عورت پر سے جو ''العذاب'' (The Punishment) ٹل جائے گا وہ کیا ہے؟

عربی گرائمر کے اعتبار سے العذاب سے وہی سزا مراد لی جا سکتی ہے جس کا ذکر اوپر آیت نمبر 2 میں عذابھما کے الفاظ سے آیا ہے اور وہ سزا سو کوڑے ہیں۔

چوں کہ یہ عورت شادی شدہ ہے اس لیے جن علماء کے نزدیک ہر شادی شدہ زانی مرد اور عورت کو رجم کرنا ضروری ہے ان کے لیے اس آیت کی تاویل کرنا خاصا مشکل ہو گیا، لیکن کچھ علماء نے اس سے رجم مراد لیا، جب کہ یہ درست نہیں اس لیے کہ اوپر رجم کی سزا کا کہیں ذکر نہیں اور العذاب کا الف لام یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس سے مراد وہی سزا ہو جو پہلے مذکور ہے۔ کچھ دوسرے علماء نے اس سے سزائے قید مراد لی ہے، جس کا ذکر سورۃ النساء کی آیت ۱۵ میں آیا ہے لیکن اس آیت کے الفاظ اسلوب اور سیاق و سباق اس کی تائید نہیں کرتے کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک ایسی سزا مراد لی جائے جس کا یہاں سرے سے تذکرہ ہی نہیں۔ علماء کی ایک قابل لحاظ جماعت نے جن میں مکحول، شعبی، مالک، شافعی، ابوعبید، ابوثور، ابواسحاق جوزجانی اور ابن المنذر شامل ہیں فرماتے ہیں کہ اگر شوہر کے لعان کے بعد عورت لعان سے گریز کرتی ہے تو اس پر حد نافذ ہوگی اور یدرؤا عنها العذاب سے وہی سزا مراد ہے جس کا ذکر اوپر آیت نمبر 2 میں آیا ہے یعنی سو کوڑے۔ (۹۶)

۳۔ قرآن حکیم نے سورۃ النساء کی آیت ۲۵ میں شادی شدہ باندیوں کی بدکاری کی سزا بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنت من العذاب﴾ (۹۷)

''جب انہیں نکاح کا تحفظ حاصل ہو جائے تو اس کے بعد اگر بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا اس سزا سے آدھی ہوگی جو محصنہ عورتوں کو دی جاتی ہے۔''

اس آیت کی رو سے تمام امت کا اجماع ہے کہ اگر شادی شدہ باندی زنا کا ارتکاب کرے تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں۔

قرآن کی رو سے یہ محصنہ عورت کی سزا کا نصف ہے۔ گویا محصنہ عورت کی سزا قرآن کی رو سے ایک سو کوڑے ہیں نہ کہ رجم، اس لیے کہ رجم کی نصف سزا کا کوئی تصور نہیں ہے۔

جن فقہاء نے رجم کو شادی شدہ عورتوں کی بدکاری کی سزا قرار دیا ہے وہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یہاں محصنہ، باندی کے مقابلے میں ہے اس لیے اس سے مراد آزاد عورت ہوگی نہ کہ شادی شدہ اور آزاد کنواری عورت کی بدکاری کی سزا سو کوڑے ہے لیکن یہ تفسیر اس وجہ سے درست نہیں کہ یہاں محصنہ کا لفظ کنواری باندی کے مقابلے میں نہیں بلکہ شادی شدہ باندی کے مقابلے میں ہے اس لیے محصنہ سے شادی شدہ آزاد عورت مراد ہوگی، ورنہ یہ تقابل درست نہیں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث

قرآن حکیم کی آیات کی رو سے اس امر میں کوئی ابہام نہیں کہ سو کوڑے ہر طرح کے زانی مرد اور عورت کی سزا ہے اور اس میں شادی شدہ اور کنوارے کا کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے دفعہ ۵ (۲) میں زنا کے مجرموں کو جن دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے وہ قرآن حکیم کی رو سے درست نہیں۔ زانی مرد اور عورت خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کی ایک سزا ہے اور وہ ہے سو کوڑے، لہذا یہ دفعہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ اسے تبدیل کر دیا جائے۔

۸۔ سزائے رجم

اب ہم دوسرے سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا رجم قرآنی سزا ہے؟ اگر رجم قرآنی سزا ہے تو کس قسم کے مجرموں کے ساتھ مختص ہے؟

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ترین دور سے انسانی معاشروں میں سزائے رجم رائج تھی۔ کئی ایک انبیاء کو ان کی دعوت توحید کے جواب میں ان کی قوم اور معاشرے نے سنگسار کرنے کی دھمکی دی مثلاً:

قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کو دعوت توحید کے جواب میں کہا:

لئن لم تنته یا نوح لتکونن من المرجومین (۹۸)

''نوح، اگر تم باز نہ آئے تو تم ان لوگوں سے جا ملو گے جنہیں سنگسار کیا گیا ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے والد نے ان الفاظ سے دھمکایا:

لئن لم تنته لا رجمنک (۹۹)

''اگر تم باز نہ آئے تو میں پتھر مار مار کر تمہیں قتل کر دوں گا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم شعیب نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا:

ولولا رھطک لرجمناک (۱۰۰)

''اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے قوم کے عزائم سے پناہ مانگتے ہوئے دعا کی:

وانی عذت بربی وربکم ان ترجمون (۱۰۱)

''میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر دو۔''

اصحاب کہف کو یہی اندیشہ تھا کہ اگر ان کے گمراہ افراد ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے تو انہیں سنگسار کر دیں گے:

انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم (۱۰۲)

''اگر وہ تم پر غالب آ گئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔''

سورۃ یسٓین میں تین افراد کا ذکر ہے جو دعوت دین کے لیے کسی قصبے میں گئے، وہاں کے لوگوں نے انہیں جواب دیا:

لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم (۱۰۳)

''اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور تمہیں دردناک سزا دیں گے۔''

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ سنگسار کرنے کی سزا دورِ قدیم سے انسانی معاشروں میں رائج تھی۔

۲۔ یہ سزائے موت کی عبرت ناک شکل تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ایسے امور پر سنگسار کرنے کی دھمکی دی گئی تھی جو معاشرے کے خلاف جرائم سمجھے جاتے تھے، اس لیے ایسی سزا تجویز کی جاتی تھی جس کو نافذ کرنے میں معاشرے کے زیادہ سے زیادہ افراد شریک ہوسکیں۔ چنانچہ انبیاء کرام کی دعوت توحید کو مشرکانہ معاشرے اپنے معاشرے کے خلاف جرم اور فساد سمجھتے تھے اور انبیاء کو کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ معاشرے کا مجرم سمجھ کر ان کے لیے سزائے رجم تجویز کرتے تھے۔

قطع نظر اس کے کہ انبیاء کرام کی شان میں ایسے الفاظ کہنے سے مشرکین عذاب خداوندی کو دعوت دے رہے تھے تمام ان لوگوں کے حق میں جو مشرکانہ معاشرے کو ایک مشرکانہ طرز زندگی سے ہٹا کر موحدانہ طرز زندگی پر لانے کے لیے کوشاں تھے سزائے رجم تجویز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام معاشروں میں ''معاشرتی جرائم'' کی آخری سزا رجم سمجھی جاتی تھی۔

سزائے رجم اور اسلام

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں زنا کے مرتکب بعض افراد کو سنگسار کیا گیا۔ اس مسئلہ پر دور حاضر میں بہت تفصیل سے بحث و گفتگو ہوئی، وفاقی شرعی عدالت نے دو مختلف فیصلے دیئے اور ہر فیصلے کی تائید میں اہل علم نے مستقل کتابیں لکھیں اور دو طرفہ دلائل دیئے گئے۔

جو اہل علم رجم کو تعزیری سزا قرار دیتے ہیں، ان کی سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم نے سورۂ النور کی آیت میں ہر قسم کے زانیوں کی سزا بتائی ہے اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ احادیث کی بنا پر جس طرح جلا وطنی کو محض تعزیری سزا قرار دیا گیا ہے اسی طرح رجم کو بھی تعزیری سزا قرار دیا جائے گا۔ پھر اس نقطۂ نظر کے ثبوت میں متعدد اقوال و آراء پیش کی گئیں اور اس کے مخالف احادیث کی توجیہ کی گئی۔

جو اہل علم رجم کو محصن/محصنہ بدکار کے لیے حد قرار دیتے ہیں وہ سنت نبوی سے استشہاد کرتے ہیں اور اس سوال کے جوابات دیتے ہیں کہ کیا سنت قرآن کے عام حکم کو منسوخ کرسکتی ہے یا نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ساری بحث کو دہرانا ایک طویل عمل ہے، البتہ اس سلسلے میں جس اہم نکتے پر مناسب توجہ نہیں دی گئی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم خطبہ ہے، جسے صحیح بخاری سمیت حدیث کی اہم کتب نے روایت کیا ہے۔ اس طویل خطبے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان اللہ بعث محمداً ﷺ بالحق وانزل اللہ اٰیۃ الرجم فقرانا ھاوعقلنا ھاووعینا ھا، رجم رسول اللہ ﷺ ورجمنا بعدہ، فأخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل: واللہ ما نجد ایۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ والرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینۃ او کان الحبل او الاعتراف (۱۰۴)

''اللہ نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا، اللہ نے رجم کی آیت نازل کی، جسے ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، مجھے یہ ڈر ہے کہ بہت زمانہ گزرنے کے بعد کوئی یہ نہ کہنے لگ جائے کہ ہمیں تو کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں ملی، نتیجتاً اللہ کے نازل کیے ہوئے ایک فرض کو چھوڑ کر لوگ گمراہ ہو جائیں، رجم اللہ کی کتاب میں موجود ہے، جو مرد یا عورت محصن ہونے کے بعد زنا کرے اسے رجم کرنا حق ہے بشرطیکہ ثبوت موجود ہو یا حمل ہو یا اقرار۔''

اس خطبے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ قرآن حکیم میں کوئی ایسی آیت موجود ہے جس میں رجم کا حکم ہے۔

۲۔ اس حکم کے بموجب رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے رجم کیا۔

۳۔ وہ آیت اس طرح کی ہے کہ اس امر کا اندیشہ ہے کہ امتداد زمانہ سے لوگ اس آیت سے رجم کا مفہوم لینا چھوڑ دیں یعنی آیت میں صراحتاً رجم کا حکم نہیں ہے۔

۴۔ یہ آیت اب بھی کتاب اللہ میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ میں چوں کہ آیت کا ذکر ہے اور قرآن حکیم میں صراحتاً کوئی آیت نہ ملنے کے بعد کچھ لوگوں نے ایک آیت تراشنے کی کوشش کی، جس کے الفاظ اور مفہوم پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ آیت نہیں ہو سکتی پھر یہ رائے اختیار کی گئی کہ اس آیت کا حکم موجود ہے لیکن الفاظ منسوخ ہو گئے ہیں، یہ ایک ایسی رائے تھی کہ جسے علم و دانش کے کسی معیار پر بھی درست قرار دینا ناممکن ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی جس آیت سے رجم پر استشہاد کیا جاتا ہے اس کا تعلق زنا کی ایک قسم ہے، اس آیت کے الفاظ اس نوعیت کے ہیں کہ ان کے باعث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اندیشہ درست ثابت ہوا کہ لوگ کہنے لگے کہ قرآن میں رجم کا حکم موجود نہیں ہے۔ اس آیت کی نشان دہی سے پہلے اس آیت کے نزول کا پس منظر جاننا مفید ہوگا۔

مدینہ منورہ میں منافقین اور غنڈہ عناصر کے گروہ پر یہ بات بہت شاق گزرتی تھی کہ مسلمانوں کو وہاں کے دوسرے تمام گروہوں کے مقابلے میں غیر معمولی اخلاقی برتری حاصل ہے۔ اس محاذ پر مسلمانوں کو اذیت پہنچانے کے لیے ایک طرف پاکباز اور عفت مآب خواتین پر تہمتیں لگاتے، حتیٰ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ بھی ان کی دریدہ دہنی سے محفوظ نہ رہ سکیں اور دوسری طرف جب ان خواتین کو اپنی ضرورتوں کے لیے باہر جانا ہوتا تو ان پر آوازے کستے اور ان کے قریب جا کر ان کی بے حرمتی کی کوشش کرتے، جب ان پر گرفت ہوتی تو یہ بہانہ کرتے کہ ہم تو سمجھے تھے کہ ہماری اپنی فلاں خاتون ہے یا فلاں باندی ہے۔

قرآن حکیم نے اس کے سدباب کے لیے دو طرح کا انتظام کیا۔

۱۔ مسلمان خواتین پر یہ پابندی عائد کی کہ وہ جب باہر نکلیں تو بڑی چادر اوڑھ کر نکلیں تاکہ یہ ان کے باعزت، پاک دامن اور مسلمان خاتون ہونے کی علامت ہو۔

۲۔ اس کے باوجود اگر کوئی بیمار ذہنیت کا فرد ان کی بے حرمتی کرے تو اسے عبرت ناک طریقے سے سزائے موت دی جائے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں سورۂ احزاب کی آیات ۵۹۔۶۲ میں ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ایها النبی قل لا زواجک و بناتک و نساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین و کا ن الله غفوراً رحیما ○ لئن لم ینته المنافقون والذین فی قلوبهم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینک بهم ثم لا یجاورونک فیها الا قلیلا ملعونین ، اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ○ سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلاً ○ (۱۰۵)

''اے نبی ، اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگھٹ لٹکا لیا کریں ، یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان کا امتیاز ہو جائے ، پس ان کو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ غفور و رحیم ہے ۔ یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور جو مدینہ میں سنسنی پھیلانے والے ہیں ، اگر باز نہ رہے تو ہم تم کو ان پر اکسا دیں گے ، پھر انہیں تمہارے ساتھ رہنے کا بہت ہی کم موقع ملے گا ، ان پر پھٹکار ہو گی ، جہاں ملیں گے ، پکڑے جائیں گے اور بے دریغ عبرت ناک طریقے سے قتل کیے جائیں گے ۔ یہی پہلے بھی اللہ کا طریقہ رہا ہے اور تم ہرگز اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے ۔''

اس آیت کی تفسیر میں ابن جوزی لکھتے ہیں :

یہ ان زنا کاروں کے سلسلے میں اتری ہے جو مدینہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے اور جب رات میں عورتیں قضائے حاجت کے لیے نکلتیں تو وہ ان کے پیچھے لگ جاتے ، کسی عورت کو دیکھ لیتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سے چھیڑ خانی کرتے ۔ (۱۰٦)

زمخشری نے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت :

''ان زنا کاروں کے سلسلے میں اتری ہے جو عورتوں کی گھات میں رہتے تھے ، ان کا پیچھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے، باوجودیکہ وہ اس سے متنفر ہوتی تھی‘‘۔ (۱۰۷)

رجم دراصل سزائے قتل ہے لیکن عبرت ناک طریقے سے قتل کرنا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کے الفاظ **قتلوا تقتیلاً** کا مفہوم یہی ہے کہ عبرتناک طریقے سے قتل کر دیے جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت ہے، عرب معاشرے میں اس کے نفاذ کا طریقہ رجم تھا۔ چنانچہ سورۃ النور میں زنا کار مرد اور عورتوں کے لیے سو سو کوڑوں کی سزا متعین ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے بعض افراد کو رجم کی سزا دی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیات کی رو سے وہ سزائے رجم کے مستحق تھے۔ (۱۰۸) اور سورۃ الاحزاب، سورۃ النور سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ (۱۰۹)

ذیل میں ہم اس حوالے سے ان واقعات کا جائزہ لیتے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے رجم کی سزا دی۔

ا۔ عہد نبوی میں رجم کا سب سے مشہور واقعہ ماعز اسلمی کو رجم کرنے کا ہے۔ اس شخص کے کردار کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت کے تحت رجم کیا گیا۔

ماعز کے کردار کے بارے میں مسلم کی روایت ہے:

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا، پستہ قد، سر کے بال پراگندہ، تمام اعضاء گٹھے ہوئے، جسم پر بس ایک تہہ بند، اس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اسے دوبار واپس کر دیا، پھر اس کے بارے میں حکم فرمایا اور اسے رجم کر دیا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب ہم اللہ کی راہ میں جنگ کے لیے نکلتے ہیں، تو تم میں ایک شخص یہیں پیچھے رہ جاتا ہے۔ وہ جوش شہوت سے اس طرح بغبغاتا پھرتا ہے جیسے کوئی بکرا ہو، وہ کسی عورت کو کچھ تھوڑا سا دودھ میٹھا دے کر پرچا لیتا ہے، اللہ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی میرے ہتھے چڑھا دیا تو میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا‘‘۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ سعید بن جبیر سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا، آپ نے اسے چار بار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹایا تھا۔ (۱۱۰)

مسلم کی دوسری روایت جو ابوسعید خدری سے ہے، اس میں ماعز کو رجم کرنے کا واقعہ تفصیل سے بیان کرنے کے بعد راوی کہتے ہیں: ماعز کے رجم کے بعد اسی شام رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

''کیا ایسا نہیں جب ہم اللہ کی راہ میں جنگ کے لیے نکلتے ہیں، تو تم میں ایک شخص یہیں پیچھے رہ جاتا ہے۔ ہمارے بال بچوں کو تنگ کرنے کے لئے، وہ جوش شہوت سے اس طرح بغبغاتا پھرتا ہے جیسے کوئی بکرا ہو، میں نے طے کرلیا ہے کہ اس طرح کا کوئی شخص بھی میرے پاس لایا گیا تو میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا''

اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ماعز کی قوم سے ان کے بارے میں تحقیق کی تو لوگوں نے کہا:

''اس کے دماغ میں تو کوئی خلل نظر نہیں آتا، البتہ اسے ایک ایسی شے کی لت پڑ گئی ہے کہ اسے چھوڑ نہیں سکتا، اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس پر حد جاری کر دی جائے۔''

مسند احمد کی روایت سے جو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے بیان کی معلوم ہوتا ہے کہ ماعز اس جرم میں بار بار پکڑے گئے اور ہر بار اعتراف کیا۔ (۱۱۱)

ماعز کے واقعہ میں جن خواتین کا ذکر آتا ہے وہ تعداد میں کئی ہیں۔

- مصنف عبدالرزاق کے مطابق ماعز نے ایک آزاد خاتون سے بدکاری کا اعتراف کیا۔ (۱۱۲)
- مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق ماعز نے ھزال کی باندی فاطمہ سے بدکاری کی۔ (۱۱۳)
- طبقات ابن سعد کے مطابق ماعز نے مہیرہ نامی عورت سے زنا کا اعتراف کیا۔ (۱۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ مسلم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ کسی اور عورت کے ساتھ بھی پیش آیا جس کی شہرت رسول اللہ ﷺ تک پہنچی اور آپ نے ماعز کو بلا کر اس کی تحقیق کی۔

ان تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ماعز کا کردار یہ سامنے آتا ہے کہ:

۱۔ ان کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔

۲۔ ان کو بدکاری کی لت پڑ چکی تھی اور ان کی قوم کے خیال میں ناقابل اصلاح تھے۔

۳۔ وہ ان مواقع کی تاڑ میں رہتے جب مدینہ مردوں سے خالی ہو جائے اور لوگ جہاد کے لیے چلے جائیں اور شہر میں صرف عورتیں، بچے اور بوڑھے رہ جائیں۔

۴۔ وہ شریف اور پاک دامن عورتوں کا پیچھا کرتے جیسے کہ بکرا بکریوں کے گلے میں شہوت سے مغلوب ہو کر بکریوں کا پیچھا کرتا ہے۔

۵۔ انہوں نے خود کئی عورتوں سے بدکاری کے ارتکاب کا اعتراف کیا۔

ان تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ماعز کا کردار وہی سامنے آتا ہے جس کا ذکر سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹۔۶۲ میں کیا گیا ہے اور اس کی سزا وہی دی گئی جو ان آیات میں مذکور ہے یعنی عبرت ناک طریقے سے قتل۔

۲۔ دوسرا واقعہ جو قریب قریب تمام کتب حدیث میں موجود ہے کہ ایک لڑکا ایک شخص کے ہاں اجرت پر کام کرتا تھا، وہ اس کی بیوی سے زنا کا مرتکب ہوا، لڑکے کے باپ نے سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر اس شخص کو راضی کر لیا، بعد میں لڑکے کا باپ وہ مقدمہ لے کر، اس عورت کے شوہر کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، سارا واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس مل جائیں گی، لڑکے کو سو کوڑوں کی سزا ملے گی، پھر آپ نے ایک صحابی انیس سے کہا کہ اس عورت کے پاس جاؤ، اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دو۔ (۱۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ رجم کا تیسرا واقعہ غامدیہ کا ہے، جس میں ایک عورت حمل ظاہر ہونے پر آ کر دربارِ رسالت میں اعتراف گناہ کرتی ہے، اسے بار بار واپس بھیجا جاتا ہے، آخر وضع حمل اور مدت رضاعت کے خاتمے پر اس کے اصرار پر اسے رجم کر دیا جاتا ہے۔ (۱۱۷)

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں زنا کے جرم میں جن افراد کو رجم کیا گیا ان کی کل تعداد پانچ تھی۔ ایک یہودی اور یہودیہ کو ان کے اپنے مذہبی قانون کے مطابق رجم کیا گیا۔

ماعز اسلمی کو رجم کیا گیا۔

غامدیہ کو رجم کیا گیا۔

جس عورت نے اپنے ملازم سے زنا کیا تھا، اسے رجم کیا گیا۔

گویا ان میں سے تین واقعات کا تعلق اسلامی قانون سے ہے اور ایک کا یہودی قانون سے۔ یہ امر معلوم ہے کہ یہودی شریعت میں زنا کی سزا رجم تھی اور جب تک کسی مسئلہ میں کوئی واضح قرآنی حکم نازل نہ ہوتا رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کی شریعت پر عمل کرتے تھے، احادیث اور سیرت طیبہ میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ نے سورۃ النور (جس میں سو کوڑے لگانے کا حکم ہے) کے نزول سے پہلے زنا کے مرتکبین کو رجم کیا یا بعد میں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:

> ''ابو اسحاق شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم فرمایا ہے، انھوں نے کہا، ہاں، میں نے مزید پوچھا، سورۃ النور کے نزول سے پہلے یا بعد، انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں''۔ (۱۱۸)

درحقیقت ابو اسحاق شیبانی یہ جاننا چاہتے تھے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النور کے نزول کے بعد بھی رجم کیا تو زانیوں کو رجم کرنا آپ کی سنت ثابتہ ہے اور اگر اس کے بعد نہیں کیا تو یہ امر سورۃ النور کے نزول سے منسوخ ہو گیا لیکن شیبانی کو اس سوال کا جواب کہیں سے نہیں ملا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کن لوگوں کو کن کن جرائم پر رجم کیا گیا؟

احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں معاشرے کے خلاف سنگین جرائم پر عبرت ناک طریقے سے سزائے موت دینے کے لئے رجم کا طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ یہ صرف شادی شدہ زانیوں کے ساتھ مختص نہیں تھا بلکہ جن لوگوں کو سزائے رجم دی گئی ان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے:

۱۔ زنا کے عادی مجرموں کو رجم کیا گیا۔

۲۔ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کا ارتکاب کرنے والی خاتون کو رجم کیا گیا۔

۳۔ بے شوہر خاتون کے اعتراف زنا پر اسے رجم کیا گیا۔

۴۔ ایک یہودی نے انصاری کی ایک باندی کو قتل کر کے اس کے زیورات اتار لیے اور اسے ایک گڑھے میں پھینک دیا، اس کا سر پتھر سے کچل ڈالا، بالآخر یہودی پکڑا گیا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا، آپ نے حکم دیا کہ اسے رجم کیا جائے یہاں تک کہ مر جائے، چنانچہ اسے رجم کیا گیا، جس سے وہ مر گیا۔ (۱۱۹)

۵۔ ایک شخص چار بار چوری کے جرم میں سزایاب ہونے کے بعد پانچویں بار اسی جرم میں پکڑا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو'' حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔ (۱۲۰)

۶۔ کئی ایک واقعات میں شادی شدہ زانی کو سزا نہیں دی گئی، جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث

رجم قرآنی سزا نہیں ہے، قرآن حکیم کی رو سے فساد فی الارض اور حرابہ کی سزاؤں میں عبرت ناک طریقے سے قتل کرنا بھی شامل ہے۔ عرب معاشرے میں اس کے نفاذ کا ایک طریقہ سنگ سار کرنا بھی تھا، یہی وجہ ہے کہ رجم کی سزا عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں رائج تھی اور یہ ان لوگوں کو دی جاتی تھی جو حرابہ کا ارتکاب کرتے تھے، خواہ وہ زنا کی شکل میں ہو یا کسی کی جان اور مال کے خلاف بھیانک جرم کا ارتکاب کی صورت میں، جس کا مطلب یہ ہے کہ عبرت ناک طریقہ سے سزائے موت زنا بالجبر کی تعزیری سزا ہے، جس کی شکل تمدن کے اختلاف سے بدلتی رہی ہے، تاہم اسے زنا بالجبر کی سزا کے طور پر باقی رکھا جا سکتا ہے تا کہ خواتین کی عزت کو مکمل تحفظ حاصل ہو۔

۹۔ سزائے قید

دفعہ ۵ (۳) کے مطابق ذیلی دفعہ ۲ کے تحت اور دفعہ ۶ (۴) کے مطابق ذیلی دفعہ ۳ کے تحت کسی سزا کی تعمیل نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ وہ عدالت اس کی توثیق نہ کر دے جس کے سامنے حکم سزایابی کے خلاف اپیل کی جا سکتی ہو اور اگر سزا کوڑوں کی دی گئی ہو تو تاوقتیکہ سزا کی توثیق اور تعمیل نہ ہو جائے۔ سزایاب مجرم سے اس طرح سلوک کیا جائے گا گویا کہ اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

سزائے قید کا جواز

جہاں تک سزائے قید کے جواز کا تعلق ہے قرآن حکیم کی دو آیات سے اس پر استدلال کیا گیا ہے، پہلی آیت سورۂ النساء کی آیت نمبر 15 میں ہے:

والتی یأتین الفاحشۃ من نساء کم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفاھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلاً (۱۲۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس پر چار گواہ لاؤ، اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائیں یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ نکالے۔''

کیا خواتین کو جیل میں رکھنا جائز ہے؟

قرآن حکیم کے مذکورہ بالا حکم کے صریح الفاظ ہیں '' فامسکوھن فی البیوت '' (انہیں گھروں میں بند کر دو) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو جیل خانوں میں بھیجنا قرآن حکیم کی منشا کے مطابق نہیں ہے۔ قرآن کی رو سے اگر انہیں قید کرنا پڑے تو انہیں گھروں میں جہاں ان کے محرم رشتہ داروں کی آزادانہ آمد و رفت ہو اور ان کی عزت و عصمت کے تحفظ کے مسائل نہ پیدا ہوں، وہاں پر قید کیا جائے

دوسری آیت جس سے سزائے قید کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ وہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 33 ہے:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ﴾ (۱۲۲)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فتنہ و فساد پیدا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں عبرت ناک طریقے سے قتل کیا جائے یا انہیں سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں بے ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں ملک سے جلا وطن کر دیا جائے۔''

ملک سے جلا وطن کرنے کی تفسیر میں فقہاء نے اپنے اپنے اجتہاد کی رو سے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، جس میں موجودہ دور کے اعتبار سے کسی کی شہریت ختم کرنا، اس پر اس شہر میں داخلے پر پابندی عائد کر دینا جس میں اس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اسے زمین کی وسعتوں سے نکال کر قید خانے میں ڈال دینا شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص پر کوئی الزام تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ وقت غالباً چوبیس گھنٹے کے لیے نظر بند رکھا، لیکن اس پر الزام ثابت نہیں ہوا تو اسے چھوڑ دیا گیا (۱۲۳) ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایسے معاملے میں کہ ایک شخص کسی کو پکڑ رکھے تو دوسرا اسے قتل کر دے، یہ فیصلہ فرمایا کہ قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے اور پکڑنے والے کو عمر قید کی سزا دی جائے۔ (۱۲۴)

عہدِ نبوی میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں باقاعدہ کوئی قید خانہ نہیں بنایا گیا اس لیے بعض حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ سزائے قید دینا سرے سے جائز ہی نہیں ہے البتہ کسی شخص کو نظر بند کیا جا سکتا ہے اس پر کوئی نگران کھڑا کیا جا سکتا ہے یا اگر کوئی شخص قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ لیت ولعل سے کام لے رہا ہو تو قرض خواہ سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ قرض دار کا پیچھا نہ چھوڑے۔ (۱۲۵)

لیکن عہد نبوی ﷺ یا عہد صدیقی میں مستقل قید خانہ نہ بنانے سے سزائے قید کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس وقت ضرورت نہیں سمجھی گئی ہوگی جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مکہ میں صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خریدا اور اس میں الحطیہ ہجو گو شاعر کو قید کیا اور التمیمی جو قرآن حکیم کی بعض آیات کے بارے میں اوٹ پٹانگ باتیں کرتا تھا قید رکھا اور محجن الثقفی کو بار بار شراب نوشی کی وجہ سے قید کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پیشہ ور چور اور ٹھگ ضابی بن الحارث کو عمر قید کی سزا دی اس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ لوگوں کو قید کیا۔ (۱۲۶)

فقہاءِ اسلام نے قرآن وحدیث میں سزائے قید کے جواز کے تمام دلائل کی روشنی میں یہ بتایا ہے کہ قید کی صرف درج ذیل تین صورتیں جائز ہیں:

۱۔ کوئی شخص پیشہ ور مجرم ہے اور لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کا بجز اس کے کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسے قید کر دیا جائے تو اسے تاحیات یا توبہ کر کے اپنی اصلاح کرنے تک سزائے قید دی جائے۔

۲۔ جس کے ذمے اللہ یا بندے کا کوئی حق ہے اور وہ شرعی جواز کے بغیر اس حق کی ادائیگی میں کوتاہی کر رہا ہے تو اسے اس وقت تک قید رکھا جا سکتا ہے جب تک وہ حق ادا نہ کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ جس شخص پر کوئی الزام ہے اسے قید کیا جا سکتا ہے تا آنکہ اس کی ضمانت نہ ہو جائے یا اس کے بارے میں تحقیق مکمل نہ ہو جائے۔

ان تینوں صورتوں کے پیش نظر یہ کہنا درست ہے کہ سزائے قید کی مدت مقرر کرنا یا اسے عمومی سزا کے طور پر رواج دینا اسلامی قانون تعزیرات سے مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ اوّل الذکر مجرموں کو ساری عمر معاشرے سے الگ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے انہیں تاحیات سزائے قید دی جاتی ہے، البتہ اس کے لیے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے اور توبہ سے مراد زبانی کلامی توبہ نہیں بلکہ اصلاح احوال ہے یعنی وہ کسی بھی وقت اپنی زندگی کا نہج بدل کر معاشرے میں واپس آ سکتے ہیں، دوسری صورت میں قید کا مقصد سزا دینا نہیں ہے بلکہ حقوق کی ادائیگی ہے اور جونہی وہ شخص حق ادا کرے اسے فوری طور پر رہائی مل جاتی ہے جب کہ تیسری صورت میں اسلامی قانون عدل کا تقاضا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو تحقیق کر کے اگر جرم ثابت ہو جائے تو سزا دی جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صرف چوبیس گھنٹے بعد اور ایک دوسرے واقعہ میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ایسے ملزم کو رہا کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (۱۲۷)

نیز قرآن حکیم کی آیت (البقرہ ۲۲۶) کی روشنی میں کسی بھی شادی شدہ جوڑے کو چار ماہ یا اس سے زائد ایک دوسرے سے الگ رکھنا جائز نہیں (۱۲۸)، اسی اصول کی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام شادی شدہ فوجیوں کو چار ماہ کے بعد لازمی چھٹی پر گھر بھیجنے کے احکامات جاری کیے تھے۔ (۱۲۹)

چنانچہ کسی بھی شادی شدہ مرد یا خاتون کو سزائے قید دیتے ہوئے قرآن حکیم کے اس حکم کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے:

اگر سزائے قید کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ تعزیراتی سزا میں جو حکمت و مصلحت کارفرما ہوتی ہے کیا سزائے قید سے وہ مقصد حاصل ہوتے ہیں تو درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ قید کی سزا بجائے خود ملکی ترقی کے لیے سدراہ ہے اگر اس بات کا حساب کیا جائے کہ ملک بھر میں قیدیوں کی کل تعداد کتنی ہے اور اس میں کتنے ایسے ہیں جو اپنی صلاحیتیں پیدا آوری کاموں میں صرف کر کے ملک کی تعمیر و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقی میں حصہ لے سکتے ہیں لیکن باوجود کوشش کے ان کے لیے جیل خانوں میں مناسب کام مہیا نہیں کیے جا سکے۔ ان کی صلاحیتیں اور قوت کار نہ صرف یہ کہ ضائع ہوتی ہیں بلکہ اس سے ایک طرف قومی آمدنی میں کمی واقع ہوتی ہے اور دوسری طرف ان کے اخراجات اور ان کی وجہ سے جیل خانوں پر اٹھنے والے بھاری اخراجات قومی خزانے پر بوجھ ہیں جب کہ سزائے قید کے علاوہ بھی تعزیرات کے ایسے طریقے ہیں، جن کو بروئے کار لا کر لوگوں کو جرائم سے باز اور محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو کام سے معطل کر کے ان کے اخراجات قومی خزانے پر ڈالنے کے عمل کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اگر سزائے قید سے کوئی اصلاح کی صورت پیدا ہوتی تو اتنے بھاری اخراجات برداشت کرنے کا جواز بھی تھا لیکن مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ قید خانے اصلاحی مراکز بننے کے بجائے جرائم کی تربیت کے مراکز ہیں۔ جیلوں میں بسا اوقات ایسے لوگ بھی چلے جاتے ہیں جو طبعاً اور حقیقتاً جرائم پیشہ نہیں ہوتے بلکہ کسی اتفاقی حادثے میں ان سے کوئی جرم سرزد ہو جاتا ہے اور وہ جرائم سے نفرت کرتے ہیں، لیکن جب ایک بار جیل یاترا کر آتے ہیں تو وہاں انہیں ایسے ایسے ماہرین فن کی صحبت میسر آتی ہے کہ ان پر ایک نئی دنیا کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جب عیب اور بدنامی کا داغ، دامن پر ایک بار اتفاقاً لگ چکا ہوتا ہے تو اسے فن کی بلندیوں تک پہنچانے کا عزم لے کر جیل سے باہر آتے ہیں۔

۳۔ سزائے قید میں غالباً سرے سے یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ جرائم سے باز رکھنے میں ایک مؤثر عامل ثابت ہو کیوں کہ اعداد و شمار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ جتنی سخت سزائے قید بھگت کر آتے ہیں، باہر آ کر اسی قدر بڑا جرم کر کے واپس قید خانے پہنچ جاتے ہیں۔ اگر سزائے قید جرائم سے باز رکھنے میں مؤثر ہوتی تو سزا بھگت کر آنے والے افراد دوبارہ ان جرائم کا ارتکاب نہ کرتے۔

۴۔ سزائے قید کا ایک اور اثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کی وجہ سے احساس ذمہ داری ختم ہو جاتا ہے۔ جو شخص ایک طویل مدت تک اپنے افراد خانہ کی ضروریات کی کفالت کی ذمہ داریوں سے دور، سرکاری نان نفقے پر پرورش پاتا ہے اس کے دل سے رفتہ رفتہ احساس ہی جاتا رہتا ہے کہ آدمی کو اپنی اور اپنے کنبے کی ضروریات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کفالت کے لیے خود جد وجہد کرنی چاہیے۔ مزید برآں معاشرے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جاتا ہے جو اپنی سزائے قید کو باعثِ فخر سمجھتا ہے اور اسے پر امن شہریوں سے کیش کرواتا ہے چنانچہ تمام شہروں میں نام نہاد پہلوانوں کے گروہ جو شہریوں سے ٹیکس وصول کرتے ہیں اور ان پر اپنا رعب و دبدبہ رکھتے ہیں، ہمارے جیل خانوں کی پیداوار ہیں اور جب انہی پہلوان نما افراد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو پورے معاشرے کی زمام کار جرائم پیشہ طبقے کے ہاتھ میں آ جاتی ہے جو کسی بھی ملک، قوم اور معاشرے کے لیے تباہی کا آخری درجہ ہے۔

۵۔ جیل خانوں میں غیر صحت مند ماحول، طبی سہولتوں کی کمی، جگہ کی قلت اور افراد کی کثرت کے باعث گوناگوں طبی اور اخلاقی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ قیدی بے شمار جلدی، صدری اور جنسی امراض لے کر معاشرے میں پھیل جاتے ہیں۔

انہی اسباب کی بنا پر اسلامی نظام تعزیرات میں سزائے قید کو کبھی عمومی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ سزائے قید کی حیثیت روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی برائیوں کے سدباب کے لیے معمولی سزا کی تھی کہ چند روز کسی شخص کو قید میں رکھ کر تنبیہ کر دی جائے اور ایسے لوگ چونکہ دوبارہ جیلوں میں نہیں آتے اور ان کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہوتی اور جیلوں میں ان کا قیام بہت مختصر ہوتا تھا اس لیے اس سے وہ خرابیاں پیدا نہیں ہوتیں جو طویل سزائے قید کا ورثہ ہیں۔ اس طریق کار کی وضاحت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے ہارون الرشید کی درخواست پر اس کی حکومت کے لیے نظام کار کے طور پر تیار کی تھی وہ لکھتے ہیں:

> ''اگر آپ حدود کے نفاذ کے احکام جاری کر دیں تو قیدیوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور جرائم پیشہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز آ جائیں گے۔ قیدیوں کے معاملات پر توجہ دینا بہت ضروری ہے اس لیے آپ اپنے حکام کو ہدایت کریں کہ ہر چند روز کے بعد قیدیوں کے معاملات کا جائزہ لیں جسے سزا دینی ہو سزا دے کر آزاد کر دیں اور جس پر جرم ثابت نہیں ہوا اسے فوراً چھوڑ دیں اور کسی کو بھی سزا دینے میں حد سے تجاوز نہ کریں۔'' (۱۳۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام امور کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قیدیوں کی دیکھ بھال اور ان پر اٹھنے والے اخراجات جو ہر سال کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں سرکاری خزانے سے پورے کیے جاتے ہیں۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ملک کے شہری ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ گویا قیدیوں کے اخراجات کی ذمہ داری اس معاشرے پر ڈال دی گئی ہے جس کے خلاف جرم کر کے وہ سزائے قید بھگت رہے ہیں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ایک طرف معاشرہ جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں زخم خوردہ ہے اور دوسری طرف اپنے خلاف جرم کرنے والوں کی کفالت کی ذمہ داری کے زیر بار۔ اس صورت حال میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سزائے قید کی صورت میں اصل سزا معاشرے کے بے گناہ افراد کو دی جاتی ہے جو دوگنا ہے، زیادتی کا شکار بننے کی اور ٹیکس دے کر مجرموں کو پالنے کی بھی، کیا قانون ساز اداروں کا فرض نہیں ہے کہ وہ ان حقائق پر غور کریں؟

حاصل بحث

مذکورہ بالا دفعہ میں خواتین کو جیل خانوں میں رکھنا قرآن کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ نیز میاں بیوی کو چار ماہ سے زائد ایک دوسرے سے الگ رکھنا قرآن حکیم کے ایک دوسرے حکم کی مخالفت ہے۔ تحقیقات کے دوران طویل عرصے تک قید رکھنے میں گوناگوں قباحتیں ہیں اور اگر تحقیقات کے بعد ملزم بے گناہ ثابت ہو جائیں تو اتنی طویل سزا کا اسلامی نظام عدل کے حوالے سے کیا جواز ہے؟ اس لیے اس دفعہ کو ختم کر کے اس کو تعزیرات پاکستان کے دیگر قوانین کے ہمراہ ازسرنو زیر غور لایا جائے کہ تعزیری نظام کے لیے کن کن اصلاحات کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ زنا بالجبر

دفعہ: ۶

حدود آرڈیننس، حد زنا کی دفعہ ۶ زنا بالجبر سے متعلق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا بالجبر کی تعریف:

۱۔ کسی شخص کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا اگر وہ مرد یا عورت کسی ایسی عورت یا مرد کے ساتھ، جیسی بھی صورت ہو، جس کے ساتھ وہ مرد یا وہ عورت نکاح صحیح میں نہ ہو، مندرجہ ذیل حالات میں سے کسی میں جماع کرے، یعنی:

ا) مظلوم کی مرضی کے خلاف۔

ب) مظلوم کی رضامندی کے بغیر۔

ج) مظلوم کی رضامندی سے، جب کہ رضامندی مظلوم کو ہلاکت یا ضرر کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو، یا

د) مظلوم کی رضامندی سے، جب کہ مجرم جانتا ہو کہ وہ مظلوم کے ساتھ نکاح صحیح میں نہیں ہے اور یہ کہ رضامندی کا اظہار اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ مظلوم باور کرتا ہے یا کرتی ہے کہ مجرم وہ دوسرا شخص ہے جس کے ساتھ مظلوم کا نکاح صحیح ہو چکا ہے یا جس سے نکاح صحیح ہونا وہ باور کرتا ہے یا کرتی ہے۔

تشریح: زنا بالجبر کے جرم کے لیے مطلوبہ جماع کے تعین کے لیے دخول کافی ہے۔

مندرجہ بالا تعریفات میں کئی ایک امور اسلامی قوانین سے متصادم ہیں۔ زنا کی طرح زنا بالجبر کی تعریف میں بھی ''نکاح صحیح'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اگرچہ نکاح فاسد یا نکاح باطل کے بعد، منکوحہ کی رضامندی سے یا اس کی رضامندی کے خلاف، کسی بھی صورت میں جماع کرنا درست نہیں، لیکن جب مرد اور عورت میں کسی قسم کا معاہدہ نکاح ہو گیا تو دفعہ ۴ اور ۵ پر بحث کے دوران اس پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے کہ نکاح کا وجود شبہ پیدا کرنے کا موجب ہے، جس کی بنا پر بعض صورتوں میں تعزیری سزا بلکہ بعض حالات میں سنگین اور شدید ترین تعزیری سزا دی جانی چاہیے لیکن کسی بھی قسم کے نکاح کا وجود صورت واقعہ کو حدود کے دائرے سے خارج کر دیتا ہے۔ اس لیے دفعہ ۶، ۱ میں نکاح صحیح کے بجائے صرف نکاح کے الفاظ ہونے چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابالغ یا فاترالعقل کے ساتھ اس کی رضامندی سے زنا، زنا بالجبر ہے۔

اس تعریف میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں کہ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی سے یا فاترالعقل (نیم پاگل) سے کسی نے اس کی رضامندی سے زنا کیا تو کیا وہ عام زنا ہوگا یا زنا بالجبر۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی قوانین کی رو سے اہلیت کے لیے عقل اور بلوغ دو بنیادی شرائط ہیں، جن کے بغیر مسئولیت کا بار نہیں ڈالا گیا۔ عاقل و بالغ ہونے کے بعد ہی ایک فرد شرعی اوامر ونواہی کا مکلّف ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جن تین افراد کو مکلّف ہونے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ان میں ایک نابالغ ہے اور دوسرا فاترالعقل۔ (۱۳۱)

تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی پر نکاح کے سلسلے میں ان کے اولیاء کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی جن فقہاء کے نزدیک لڑکیوں کو بالغ ہونے کے بعد یہ اختیار ہے کہ وہ اپنا معاہدہ نکاح خود کرسکتی ہیں، ان کے نزدیک بھی نابالغ لڑکی اپنا نکاح خود کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ (۱۳۲)

جب ایک نابالغ لڑکی اپنا نکاح خود کرنے کی مجاز نہیں تو زنا کے لیے اس کی رضامندی کو کیسے صحیح قرار دیا جاسکتا ہے، اس لیے اگر کسی نابالغ کی رضامندی سے اس سے حرام جماع کا ارتکاب کیا جائے تب بھی وہ زنا بالجبر ہوگا، عام زنا نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا دفعہ میں، یہ صورت قانون سازوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی، ورنہ ہمارے معاشرے میں گاہے گاہے اس قدر اندوہناک واقعات پیش آتے ہیں کہ جرائم پیشہ افراد چھوٹی لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر انہیں اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں اور یہ جرائم بسا اوقات اس قدر بھیانک شکل اختیار کرتے ہیں کہ انسانی ضمیر اور مہذب سماج کے لیے اس کا تصور بھی ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ ایسی صورتوں کو قانونی دفعات میں نظرانداز کردینا یا نادانستہ ان سے صرف نظر ہوجانا قانون میں اتنا بڑا سقم پیدا کرتا ہے کہ جونہی اس کی طرف توجہ دلائی جائے اس کا بلاتاخیر مداوا کرنا ہر ایسے ادارے کا فرض ہے جس کا قانون سازی میں کسی طرح کا بھی عمل دخل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا زنا بالجبر، زنا کی ایک قسم ہے

حدود آرڈیننس میں زنا بالجبر کو زنا کی ایک قسم کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے سزا اور مطلوبہ معیار ثبوت وہی رکھا گیا ہے جو عام زنا کے لیے ہے اگر زنا بالرضا اور زنا بالجبر کے جرائم پر غور کیا جائے تو ان دونوں جرائم میں کئی ایک بنیادی فرق ہیں:

۱۔ زنا بالرضا کو قرآن حکیم نے زنا اور فاحشہ کے عنوان سے جا بجا بیان کیا اور سورۃ النور کی آیت نمبر ۲ میں اس کی سزا متعین کی لیکن زنا بالجبر کا قرآن حکیم میں صراحت سے کہیں ذکر نہیں ہے۔

۲۔ زنا بالرضا میں خالصتاً اللہ کا حق پامال ہوتا ہے، جب کہ زنا بالجبر میں اللہ کے حق کے ساتھ بندوں کا حق بھی پامال ہوتا ہے۔

۳۔ زنا بالرضا باہمی رضا مندی کا فعل ہے جب کہ زنا بالجبر میں مجرم شخص عورت کی ذات، عزت اور شرف کو زبردستی ملیامیٹ کر دیتا ہے۔

۴۔ زنا بالرضا میں دو طرفہ آزادانہ رضا مندی کا عنصر ہوتا ہے جب کہ زنا بالجبر کے ارتکاب میں زبردستی، جبر اور تشدد کا عنصر شامل ہو جاتا ہے، جس سے جرم کی نوعیت کلیۃً تبدیل ہو جاتی ہے۔ زنا بالجبر دراصل دو جرائم کا مجموعہ ہے۔

۱۔ اللہ کے قانون کے خلاف کھلم کھلا بغاوت۔

۲۔ فرد کی آزادی، خود مختاری، ذات، عزت اور شرف کو نقصان پہنچاتے ہوئے فساد فی الارض کا ارتکاب۔

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جرائم حدود میں جہاں بھی جبر، قوت اور طاقت یا تشدد کا استعمال کیا گیا وہاں جرم کی نوعیت، اس کا نام، اس کا معیار ثبوت اور اس کی سزا سب چیزیں تبدیل ہوگئی ہیں۔

اگر کوئی شخص عام حالات میں کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ قتل محض ہے اور اس کی سزا قصاص ہے، لیکن اگر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص جبر، قوت و طاقت اور تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوف وہراس پھیلا کر قتل کرتا ہے تو اس کا جرم محض قتل نہیں بلکہ حرابہ ہے۔(۱۳۳)

اگر کوئی شخص چھپ کر کسی دوسرے کا مال اڑا لیتا ہے تو یہ محض چوری ہے اس کی سزا قطع ید (ہاتھ کاٹنا) ہے لیکن اگر کوئی شخص قوت کا استعمال کر کے کسی کا مال چھین لیتا ہے تو یہ محض چوری نہیں بلکہ حرابہ ہے۔(۱۳۴)

اسی طرح اگر دو شریک باہمی رضا مندی سے بدکاری کرتے ہیں وہ محض زنا ہے۔اگر کوئی شخص زبردستی کسی عورت سے بدکاری کرتا ہے تو یہ محض زنا نہیں ہے بلکہ حرابہ ہے۔(۱۳۵)

قرآن حکیم نے نسل کے خلاف جرائم کو فساد فی الارض قرار دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ واذا تولیٰ سعی فی الارض لیفسد فیھا و یھلک الحرث والنسل ، واللہ لا یحب الفساد﴾ (۱۳۶)

''جب وہ تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں فساد برپا کرنے ، کھیتوں اور نسل کو تباہ کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے اور اللہ تعالی فساد کو پسند نہیں کرتا'' (البقرہ:۲:۱۲۵)

زنا بالجبر نسل کو ہلاک کرنے کی بدترین صورت ہے کیوں کہ افزائش نسل کے لیے اللہ نے جو قوانین مقرر کیے ہیں کہ یہ ان کے خلاف باغیانہ اقدام ہے۔فساد فی الارض کو قرآن حکیم نے دوسری جگہ ''حرابہ'' قرار دیا ہے۔

سورۃ المائدہ میں ہے:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ، ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الأخرۃ عذاب عظیم﴾ (۱۳۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ عبرت ناک طریقے سے قتل کیے جائیں یا سولی پر لٹکائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں۔ ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

اس آیت کی رو سے تمام فقہاء ڈاکے کو، جس میں زبردستی مال لوٹا گیا ہو حرابہ قرار دیتے ہوئے حالانکہ آیت میں مال لوٹنے کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ اس طرح زبردستی کسی کی عزت لوٹنا بھی حرابہ میں شمار ہوگا جیسا کہ قرطبی لکھتے ہیں:

''مجاہد نے کہا: اس آیت میں محاربہ سے مراد زنا اور چوری ہے۔'' لیکن یہ بات درست نہیں .... البتہ اگر ان کی مراد جبر و تشدد کے ذریعے عصمت دری کرنا ہو تو یہ حرابہ کی بدترین قسم ہے بلکہ زبردستی مال چھیننے سے بھی زیادہ بھیانک اور بدترین۔ ارشاد ربانی: ﴿ویسعون فی الارض فساداً﴾ ''زمین میں فساد پھیلانے میں سرگرم ہیں'' میں زنا بالجبر بھی داخل ہے۔ (۱۳۸)

مشہور مفسر قرطبی نے زنا بالجبر کو ڈاکہ سے بڑھ کر حرابہ کا جرم قرار دیا، نیز معروف مالکی فقیہ الدسوقی نے بھی زنا بالجبر کو حرابہ قرار دیا ہے۔ (۱۳۹)

شافعیہ اور مالکیہ میں سے کئی فقہاء زنا بالجبر کے ارتکاب کو ہی نہیں بلکہ زنا بالجبر کی کوشش کو بھی حرابہ قرار دیتے ہیں۔ (۱۴۰)

علامہ ابن حزم کے نزدیک:

''جو کوئی گزرنے والے سے بلا اشتعال لڑے، راستے میں قتل و غارت گری سے خوف و دہشت پھیلائے، مال چھینے یا زخم لگائے یا زنا کاری کے ذریعے سے خواتین کی عزت پامال کرے وہ محارب ہے۔ خواہ وہ ایک ہو یا زیادہ ہوں۔ سب پر محاربین سے متعلق آیت کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاگو ہوگا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حرابہ کو کسی ایک خاص جرم کی نوعیت کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ محاربین سے متعلق حکم الٰہی میں تمام اقسام کے جرائم شامل ہیں۔" (۱۴۱)

انہیں دلائل کی روشنی میں وفاقی شرعی عدالت نے ایک مشہور مقدمہ بیگم رشیدہ پٹیل بنام وفاق پاکستان کے فیصلہ میں تفصیلی بحث کے بعد یہ ہدایت دی کہ یکم فروری ۱۹۹۰ء سے قبل قانون میں ترامیم کی جائیں۔ فیصلہ کے پیراگراف ۴۳ میں کہا گیا ہے:

"نیز دفعہ ۱۰ میں زنا بالجبر کے ضمن میں دفعہ ۸ کا ذکر بھی ہے، اب جب کہ مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو چکا ہے کہ زنا بالجبر عام زنا سے بالکل ایک مختلف جرم ہے اور فساد فی الارض اور حرابہ کی تعریف میں آتا ہے، اس لیے دفعہ ۸ میں زنا بالجبر کے لیے مطلوبہ چار مسلمان مردوں کا نصاب شہادت، قرآن وسنت کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترمیم طلب ہے۔"

زنا پر مجبور کرنے کے بارے میں بطور خاص قرآن حکیم میں ہے:

ولا تكرهوا فتياتكم على البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحيوة الدنيا ومن يكرههن فان الله من بعد اكراههن غفور رحيم (۱۴۲)

"اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو بالخصوص جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں، تا کہ ان کے ذریعے تم دنیوی زندگی کا ساز وسامان حاصل کرسکو، جو کوئی انہیں مجبور کرے گا، پس اللہ انہیں مجبور کرنے کے بعد بھی غفور ورحیم ہے۔"

اس امر پر فقہاء میں اتفاق ہے کہ جبر خواہ ہلاکت اور ضرر کا خوف دلا کر کیا گیا ہو یا محض کسی عورت کو دفاع سے اور اپنی عزت بچانے سے بے بس کر دیا گیا ہو، ایسا جبر ہے جس پر مجبور اور مظلوم فرد کو سزا نہیں مل سکتی۔ عہد نبوی میں راہ چلتے ہوئے ایک عورت کو پکڑ کر ایک شخص نے آبروریزی کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے عورت کو کوئی سزا نہیں دی۔ (۱۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں ایک مقدمے میں سرکاری غلام اور باندیاں پیش کیے گئے جس میں غلاموں نے باندیوں سے زبردستی زنا کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلاموں کو سزا دی اور باندیوں کو جانے دیا۔ (۱۴۴)

نیز ایک اور مقدمے میں ایک عورت نے چرواہے سے پانی مانگا، اس نے کہا اگر مجھے اپنے اوپر قابو دے دو تو پانی دوں گا، عورت نے اس کا مطالبہ مان لیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عورت مجبور تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کو کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔ (۱۴۵)

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ جس کسی پر زبردستی ہوئی ہو وہ ہمدردی اور دادرسی کا مستحق ہے نہ یہ اسے بھی سزا کے لیے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے۔

زنا بالجبر میں سزا کس کو ملے گی؟

حدود آرڈیننس میں زنا بالجبر کو زنا بالرضا کی ایک ذیلی قسم کے طور پر متعارف کرایا گیا، جس کی وجہ سے زنا بالجبر کے ثبوت کے لیے وہی معیار مقرر کیا گیا جو شریعت نے زنا بالرضا کے لیے مقرر کیا ہے، جب کہ یہ قرآن وسنت کے صراحتاً خلاف ہے۔ معیار ثبوت پر دفعہ ۸ کے تحت بحث کی جائے گی، البتہ ثبوت زنا کے بعد اسے زنا بالجبر ثابت کرنا مذکورہ بالا قوانین کی رو سے مظلوم کی ذمہ داری ٹھہرتا ہے جس کی وجہ سے مظلوم کی دادرسی کے بجائے الٹا اسی کو مجرم قرار دے کر سزا دلوانے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

زنا کے جرم میں جس فریق پر جبر کیا گیا ہو اسے کوئی سزا دینا یا اسے مجرموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنا اسلامی نظام عدل کے ساتھ سنگین مذاق ہے، جس عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو گی، اس پر تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وقد فصل لكم ما حرم عليكم الا ما اضطرر تم اليه ﴾ (۱۴۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو چیزیں تم پر حرام ہیں وہ تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں ہاں اگر تم مجبوری کی حالت میں کسی حرام کا ارتکاب کرو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه﴾ (۱۴۷)

''جو کوئی مجبور ہو، نہ تو بغاوت پر آمادہ ہو اور بار بار پھر ارتکاب کرتا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ان الله تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھو علیه﴾ (۱۴۸)

''میری امت کو خطا، بھول چوک اور جن باتوں پر انہیں مجبور کیا گیا ہو، وہ سب معاف کر دی گئی ہیں''۔

زنا بالجبر میں سزا:

آرڈیننس کی دفعہ ٦ کے تحت زنا بالجبر کی سزائیں متعین کی گئی ہے:

۱۔ زنا بالجبر مستوجب حد ہے اگر اس کا ارتکاب دفعہ ۵ کی ذیلی دفعہ 1 میں مصرحہ حالات میں کیا جائے۔

۲۔ جو کوئی زنا بالجبر مستوجب حد کا مجرم ہو تو، اس آرڈیننس کے احکام کے تحت:

ا) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن ہو تو اسے جائے عام پر سنگسار کیا جائے گا۔

ب) اگر وہ مرد یا وہ عورت محصن نہ ہو تو اسے جائے عام پر ایک سو کوڑوں کی سزا اور ایسی دیگر سزا دی جائے گی جس میں موت کی سزا شامل ہے، جیسے عدالت حالات مقدمہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب تصور کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا بالجبر مستوجب حد کو دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ 1 کے ساتھ وابستہ کرنا اصولی طور پر اس لیے غلط ہے کہ زنا بالجبر اصل میں زنا کی قسم نہیں ہے بلکہ یہ حرابہ کی قسم ہے، اس لیے اس پر تمام احکام حرابہ کے جاری ہوں گے۔

حرابہ میں محصن اور غیر محصن کا فرق نہیں ہوتا:

حرابہ کی سزائیں بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم نے کہا ہے:

﴿ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ، ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم ﴾ (۱۴۹)

''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے میں سرگرم ہیں، بس یہ ہے کہ عبرت ناک طور پر قتل کیے جائیں یا سولی پر لٹکائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں بے ترتیب کاٹ ڈالے جائیں یا ملک سے باہر نکال دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے اس دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے ایک عذاب عظیم ہے۔'' (المائدہ ۵:۳۳)

اس آیت میں حرابہ کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے چار مختلف سزائیں بتائی گئی ہیں:

ا۔ تقتیل: قرآن حکیم نے قتل کے بجائے تقتیل کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں شدت اور کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرابہ کا ارتکاب کرنے والوں کو عبرت ناک اور سبق آموز طریقے سے قتل کیا جائے۔ صرف وہ طریقہ اس سے مستثنیٰ ہوگا جس سے شریعت نے منع کیا ہے، مثلاً آگ میں جلانا، اس کے علاوہ دوسرے طریقے جو غنڈوں، بدمعاشوں، معاشرے کا امن وامان تباہ کرنے والوں، قتل، ڈکیتی، رہزنی، آتش زنی، اغوا، زنا وغیرہ سنگین جرائم کے ذریعے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنے والوں کو سزا دینے، عبرت دلانے اور ان کو دہشت زدہ کرنے کے لیے اور لوگوں کے اندر قانون کا احترام پیدا کرنے کے لیے ضروری سمجھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں، حکومت ان سب کو اختیار کر سکتی ہے۔

رجم یعنی سنگسار کرنا بھی تقتیل کی ایک صورت تھی جو عرب معاشرے میں رائج تھی۔ جو لوگ خواتین کو زبردستی بے آبرو کرنے، ان کی عزت و عصمت پر ڈاکے ڈالنے اور کھلم کھلا زنا بالجبر اور اغوا ایسے جرائم کے مرتکب ہوں ان کو عبرت ناک طریقے سے سزائے موت دی جا سکتی ہے۔

۲۔ سولی پر لٹکانا۔

۳۔ ہاتھ اور پاؤں بے ترتیب کاٹ دینا۔

۴۔ جلاوطن کر دینا (یا قید کر دینا)۔

جس طرح حرابہ کے دوران اگر مجرم قتل کرتا ہے یا مال چھینتا ہے تو اس پر حد جاری کرنے کے لیے وہ شرائط نہیں ہیں جو عام قتل اور چوری میں ہیں، عام قتل میں عمد، شبہ عمد اور خطا کے فرق سے اس کی سزا میں فرق پیدا ہو جاتا ہے جب کہ حرابہ میں قتل خواہ عمداً ہو، خواہ شبہ عمد ہو، خواہ خطاءً ہو بہر صورت قتل ہے، اس کی وجہ سے سزا میں تخفیف نہیں ہوگی۔ اسی طرح چوری میں اگر مال حد نصاب کو نہ پہنچے تو حد جاری نہیں ہوتی جب کہ حرابہ میں امام مالک کے نزدیک حرابہ کی سزا کے لیے یہ شرط نہیں کہ مال حد نصاب کو پہنچے بلکہ حد حرابہ کے وجوب کے لیے یہی کافی ہے کہ زبردستی کسی کا مال چھینا گیا ہو، خواہ وہ نصاب سے کم ہو یا زیادہ اور لوٹنے والا ایک ہو یا کئی۔ (۱۵۰)

اسی طرح زنا کی سزا کے لیے مجرم کے بارے میں جن امور کی تحقیق کی جاتی ہے کہ وہ محصن ہے یا غیر محصن، چار گواہ موجود ہیں یا نہیں، زنا بالجبر کے بارے میں یہ تحقیق نہیں کی گئی کہ مجرم محصن ہے یا غیر محصن۔ اس سلسلے میں ایک مشہور روایت ہے جسے حدیث کی متعدد کتب نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت درج ذیل ہے:

عن علقمة بن وائل عن ابيه ان امرأة خرجت علىٰ عهد رسول الله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ تريد الصلاة فتلقا هارجل ، فتجللها ، فقضى حاجته منها ، فصاحت ، وانطلق ، فمر عليها رجل ، فقالت ، ان ذاك فعل بى كذا وكذا ومرت عصابة من المهاجرين ، فقالت ان ذلك الرجل فعل بى كذا وكذا ، فانطلقو ، فاخذوا الرجل الذى ظنت انه وقع عليها فاتوها به ، فقالت ، نعم ، هو هذا ، فلما امر به قام صاحبها الذى وقع عليها فقال ، يا رسول الله ، انا صاحبها ، فقال لها اذهبى ، فقد غفر الله لك وقال للرجل قولاً حسناً (قال ابو دائود : الرجل المأ خود) وقال للرجل الذى وقع عليها ، ارجموه .(۱۵۱)

''علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے گھر سے نکلی تو راستے میں ایک شخص نے اسے دیکھا، پس اس نے اس پر غلبہ پا لیا اور اپنے نفس کی پیاس بجھائی، اس پر وہ چیخی چلائی، تو وہ بھاگ کھڑا ہو، اسی اثنا میں ایک آدمی کا گزر اس طرف سے ہوا تو اس عورت نے اسے بتایا کہ ایک شخص نے اس طرح اسے رسوا کیا ہے، پھر مہاجرین میں سے ایک گروہ بھی اس طرف آ نکلا اس نے انھیں بھی اپنی روداد سنائی تو وہ بھاگے اور اس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں اس عورت کا خیال تھا کہ اس نے اس سے زیادتی کی، پس وہ اسے اس کے پاس لائے تو اس نے کہا، ہاں، یہ وہی ہے، چنانچہ وہ اسے نبی ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ نے اسے سزا دینے کا حکم دے دیا۔ یہ دیکھ کر اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول، یہ میں تھا، جس نے اس عورت سے زیادتی کی، اس پر آپ نے اس عورت سے کہا، جا، اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور جو شخص شبہ میں پکڑا گیا تھا اس سے کلمات خیر فرمائے، پھر اس شخص کے بارے میں جس نے اس عورت سے زنا بالجبر کیا تھا، فرمایا، اسے رجم کر دو۔''

ترمذی نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان امرأة خرجت علیٰ عهد النبی ﷺ ترید الصلوٰة فتلقا ها رجل فتجللها فقضی حاجته منها فصاحت فانطلق ومربها رجل، فقالت ان ذلک الرجل فعل بی کذا وکذا و مرت بعصابة من المهاجرین فقالت ان ذاک الرجل فعل بی کذا وکذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذی ظنت انه وقع علیها، فاتوها، فقالت نعم، هو هذا، فاتوا به رسول الله ﷺ، فلما امر به لیرجم، قام صاحبها الذی وقع علیها فقال یارسول الله انا صاحبها، فقال لها اذهبی، فقد غفر الله لک وقال للرجل قولا حسناً وقال للرجل الذی وقع علیها ارجموه وقال لقدتاب توبة لوتا بها اهل المدینة لقبل منهم (۱۵۲)

''رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک عورت نماز کے ارادے سے گھر سے نکلی، راستے میں ایک آدمی اسے ملا جس نے اسے ڈھانپ لیا اور اس سے اپنی خواہش پوری کی، وہ عورت چیخی چلائی، اتنے میں ایک شخص وہاں سے گزرا تو اس نے بتایا کہ اس شخص نے میرے ساتھ زیادتی کی، پھر مہاجرین کی ایک جماعت گزری تو انہیں بتایا کہ اس شخص نے مجھ سے زیادتی کی، وہ بھاگے اور انہوں نے اس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں اس عورت کا خیال تھا کہ وہ مجرم ہے، اسے لے آئے تو تو عورت نے تصدیق کی کہ یہی شخص ہے، مہاجرین اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، جب آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو اصل آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ، یہ میں تھا، آپ نے عورت سے کہا کہ وہ چلی جائے اللہ نے اسے معاف کر دیا اور جو شخص پکڑا گیا تھا اس سے کلمہ خیر فرمایا اور جس نے زیادتی کی تھی اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے۔ نیز فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر تمام مدینہ والے ایسی توبہ کرتے تو ان سب کی توبہ قبول ہو جاتی۔''

یہی روایت امام احمد بن حنبل نے ایک اور انداز سے بیان کی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

............فقام صاحبها الذی وقع علیها ، فقال انا صاحبها ، فقال النبی ﷺ ، اذھبی فقد غفر اللہ لک ، وقال للرجل قولاً حسناً ، فقالوا : الا ترجم صاحبها ، فقال ، ولا ، لقد تاب توبۃ لوتابھا اھل المدینۃ لقبل منھم ، ذکرہ احمد واھل السنن. (۱۵۳)

''............جس آدمی نے عورت سے زیادتی کی تھی وہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ''وہ میں ہوں'' رسول اللہ ﷺ نے عورت سے فرمایا: تم جاؤ، اللہ نے تمہیں بخش دیا اور پہلے شخص سے کلمات خیر فرمائے، لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ، کیا آپ زیادتی کرنے والے کو رجم نہیں فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا، نہیں اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ تمام مدینہ والوں کو کافی ہوسکتی ہے۔''

اگرچہ روایات میں تعارض کے باعث یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصل مجرم کو رجم کیا یا نہیں البتہ ان تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں کہ:

۱۔ جس شخص کو مظلوم خاتون نے بطور مجرم شناخت کیا تھا، وہ اگرچہ بے گناہ تھا، لیکن واقعاتی شواہد کی بنا پر اسے سزائے رجم کا حکم سنایا گیا اور یہ تحقیق نہیں کی گئی کہ وہ محصن ہے یا غیر محصن۔

۲۔ جب اسی مجلس میں اصل مجرم نے اعتراف جرم کیا تو اس کے بارے میں بھی تحقیق نہیں کی گئی کہ وہ محصن ہے یا غیر محصن، بلکہ اگر یہ روایت درست ہے کہ اس کے بارے میں رجم کا فیصلہ کیا گیا تو اس کے محصن ہونے کی تحقیق کے بغیر ہی کر دیا گیا۔

۳۔ اگر مسند احمد کی روایت درست ہے جسے علامہ ابن القیم نے ترجیح دی ہے تو بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زنا بالجبر کو حرابہ قرار دیا اور جب ایک شخص نے خود اعتراف کر کے اپنے آپ کو عدالت میں پیش کر دیا تو آیت حرابہ کے حکم کے مطابق:

الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(المائدہ ۵:۳۴)

''البتہ اگر گرفتاری سے پہلے وہ توبہ کر لیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

اس کی توبہ قبول کر کے سزا معاف کر دی گئی''۔(۱۵۴)

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ زنا بالجبر حرابہ کی ایک قسم ہے اور حرابہ کی سزائیں قرآن میں مقرر کر دی ہیں اور ان میں کوڑوں کی سزا نہیں ہے۔

حاصل بحث

اوپر کی بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ زنا بالجبر زنا کی ذیلی قسم نہیں ہے بلکہ ایک الگ اور مستقل جرم ہے جیسے کہ سرقہ بالجبر چوری کی قسم نہیں بلکہ الگ جرم ہے اور اس کی الگ سزا ہے۔ قرآن حکیم نے حرابہ کی چار سزائیں بتائی ہیں، جن کے حدود یا تعزیرات ہونے کے بارے میں فقہاء کی دونوں طرح کی آراء ہیں اور فقہی اختلاف کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں تعزیرات قرار دیا جائے تاکہ مقننہ اور عدلیہ ارتکاب جرم کے عوامل، نوعیت اور حالات کے پیشِ نظر ان میں کمی بیشی کر سکیں۔ یہ چار سزائیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عبرت ناک طریقے سے قتل کرنا

۲۔ سولی پر لٹکانا

۳۔ مخالف سمتوں سے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا

۴۔ جلاوطنی (یا سزائے قید)

درحقیقت حرابہ کا جرم چوری یا رضامندی سے زنا یا قذف کی طرح ایسا جرم نہیں کہ اس کا دائرہ محدود اور متعین ہو بلکہ اس میں گوناگوں جرائم شامل ہیں جن میں سے بسا اوقات کسی ایک جرم کا ارتکاب ہوتا ہے اور کبھی متعدد جرائم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ صرف امن و امان میں خلل ڈالنے سے لے کر قتل و غارت گری، مسلح بغاوت، لوٹ مار، اغوا و زنا، آتش زنی وغیرہ تمام جرائم حرابہ میں شامل ہیں اور قرآن حکیم کا اصول ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وجزاء سيئة سيئة مثلها﴾ (۱۵۵) ''برائی کا بدلہ برائی کی مثل دیا جائے۔'' پس حرابہ میں جس نوعیت کا جرم ہوگا اسی نوعیت کی سزا ہوگی۔ چوں کہ زنا بالجبر اتنی سنگین نوعیت کا جرم ہے کہ اس کے عواقب ونتائج قتل، آتش زنی، لوٹ مار اور مسلح بغاوت سے بھی زیادہ سنگین ہوتے ہیں، اسی لیے اس کی سزا عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے دور میں رجم رہی ہے، خواہ مجرم محصن ہو یا غیر محصن اس کی تفصیل اوپر دفعہ 5 میں رجم کی بحث کے زیر عنوان گزر چکی ہے۔

اس لیے حدود آرڈیننس کی دفعہ 6 میں مذکورہ ذیل امور کتاب وسنت کے خلاف ہیں جنھیں تبدیل کر دیا جائے:

ا۔ اگر وہ مرد یا عورت محصن ہو تو اسے جائے عام پر سنگسار کیا جائے گا۔

جب کہ قرآن حکیم وسنت کی رو سے خواہ وہ محصن ہو یا نہ ہو اسے عبرت ناک طریقے سے سزائے موت دی جائے گی سنت نبوی میں اس کے لیے رجم کا طریقہ اختیار کیا گیا۔

۲۔ اگر وہ مرد یا عورت محصن نہ ہو تو اسے جائے عام پر ایک سو کوڑوں کی سزا

یہ سزا رضامندی سے زنا کے جرم کی حد ہے، حرابہ میں یہ سزا دینا جرم کی سنگینی کے مطابق سزا نہیں ہے بلکہ جرم سے بہت کم تر سزا ہے۔ دراصل کتاب وسنت نے حرابہ کے جرم میں کوڑوں کی سزا سرے سے مقرر ہی نہیں کی۔

چوں کہ حرابہ کی سزائیں قرآن نے مقرر کر دی ہیں اس لیے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے ان میں سے کوئی ایک سزا دینا تو درست ہے لیکن انہیں چھوڑ کر کوئی اور سزا مقرر کر دینا قرآن کے احکام کو منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔

قرآنی احکام کو تبدیل کرنے کا اختیار کسی کو نہیں ہے:

وقال الذين لا يرجون لقاء نا ائت بقران غير هذا اوبدله قل ما يكون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی ان ابدله من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم. (۱۵۶)

''جو لوگ ہماری ملاقات کا یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ یا اسے تبدیل کر دو، کہہ دیجئے، میرے اختیار میں نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے تبدیل کر دوں، میں تو محض اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔''

دفعہ نمبر 7۔ زنا یا زنا بالجبر کی سزا جب کہ سزا یاب مجرم بالغ نہ ہو

زنا یا زنا بالجبر کے کسی ایسے مجرم کو جو بالغ نہ ہو، پانچ سال تک کی مدت کے لیے کسی ایک قسم کی قید کی یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور اسے تیس کوڑوں تک کی سزا بھی دی جا سکے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں، اگر مجرم پندرہ سال سے کم عمر کا نہ ہو تو کوڑوں کی سزا کسی دیگر سزا کے ساتھ یا اس کے بغیر دی جائے گی۔

اگر چہ اس دفعہ کا تعلق حد کے بجائے تعزیری سزا سے ہے اور تعزیری سزاؤں کا تعین کتاب وسنت نے نہیں کیا، البتہ مذکورہ دفعہ میں بعض ایسی خامیاں ہیں جن کی طرف توجہ نہیں کی گئی:

۱۔ زنا دو افراد کا مشترکہ فعل ہوتا ہے، اگر وہ رضامندی سے ہو تو محض زنا ہے اور اگر ایک طرف سے زبردستی ہو تو زنا بالجبر ہے۔ دونوں مختلف نوعیت کے جرائم ہیں، اس دفعہ میں دونوں جرائم کو یکساں قرار دیا گیا۔

۲۔ زنا بالجبر میں جس فرد پر جبر ہوا ہو وہ مظلوم ہے، اس لیے دفعہ میں یہ وضاحت ضروری تھی کہ مذکورہ تعزیری سزا اس فرد کو ملے گی جس نے جبر کیا، نہ کہ ایسے فریق کو جس پر ظلم کیا گیا کیوں کہ اس دفعہ کو جب دفعہ ۸ سے ملا کر پڑھیں گے تو زنا بالجبر کے ثبوت کے لیے جو معیار رکھا گیا ہے، اس کی عدم موجودگی کے باعث مظلوم فریق بھی مجرم قرار پائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ زنا کے لیے دونوں فریقوں کی آزادانہ رضامندی ضروری ہے۔ اگر ایک فریق نابالغ ہے تو کیا اس کی رضامندی معتبر ہے اور اس کی رضا کو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ شریک جرم ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی نابالغ لڑکی کو بہلا پھسلا کر اس سے بدکاری کا ارتکاب کرتا ہے تو کیا لڑکی بھی مجرم متصور ہوگی یا ورغلانے والے شخص کو زنا بالجبر کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

۴۔ کیا ''بالغ نہ ہونے'' کے الفاظ میں کسی عمر یا بدنی حالت کا تعین ضروری ہے یا نہیں۔ ایک شخص ایک ایسی نابالغ لڑکی سے بدکاری کرتا ہے جو بلوغ کے قریب ہے اور بدنی طور پر جنسی عمل کے قابل ہے جب کہ دوسرا شخص کسی چھوٹی بچی سے بدکاری کرتا ہے جو بدنی طور پر جنسی عمل کے قابل نہیں ہے، کیا یہ دونوں افراد برابر ہیں۔ کیا چھوٹی بچی سے بدکاری حرابہ نہیں ہے؟

حاصل بحث

مذکورہ بالا بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حد زنا کی دفعہ ۵، ۶، اور ۷ کتاب وسنت سے ہم آہنگ نہیں ہیں انھیں حذف کر دیا جائے اور جرم زنا کو کتاب وسنت کے مطابق بنانے کی لئے محصن اور غیر محصن کے فرق کے بجائے زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی دو اقسام میں تقسیم کیا جائے، جس میں پہلی قسم کے جرم پر سو کوڑوں کی سزا ہے اور دوسری قسم کے جرم پر زبردستی آبروریزی کرنے والے کو سزائے موت دی جا سکتی ہے، جبکہ متاثرہ خاتون کو اس کی عزت کی پامالی پر معاوضہ دلایا جائے۔

دفعہ نمبر 8: زنا یا زنا بالجبر مستوجب حد کا ثبوت

زنا یا زنا بالجبر مستوجب حد کا ثبوت حسب ذیل میں سے کسی ایک شکل میں ہوگا، یعنی:

ا) ملزم کسی عدالت مجاز کے روبرو جرم کے ارتکاب کا اقبال کرے۔ یا

ب) کم سے کم چار بالغ مسلمان مرد گواہ جن کے بارے میں عدالت کو تزکیہ الشہود کے مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے اطمینان ہو کہ وہ عادل اشخاص ہیں اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ جرم کے لیے مطلوبہ دخول کے فعل کے چشم دید گواہوں کی حیثیت سے گواہی دیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو چشم دید گواہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

تشریح: اس دفعہ میں تزکیہ الشہود سے وہ طریق تحقیقات مراد ہے جو عدالت کسی گواہ کے قابل اعتبار ہونے کی بابت اپنا اطمینان کرنے کے لیے اختیار کرے۔

اس دفعہ میں جو اہم چیز کتاب وسنت کے صراحتاً خلاف ہے وہ یہ ہے کہ زنا اور زنا بالجبر کے ثبوت کا معیار یکساں رکھا گیا ہے، جب کہ اوپر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ زنا اور زنا بالجبر دو الگ الگ جرائم ہیں اور مؤخر الذکر حرابہ کی قسم ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی زنا بالجبر کو زنا کے بجائے حرابہ کی ذیلی قسم قرار دیتے ہوئے ایک مشہور مقدمہ: رشیدہ پٹیل بنام وفاق پاکستان میں کے فیصلہ کے پیراگراف 43 میں کہا کہ:

''نیز دفعہ 10 میں زنا بالجبر کے ضمن میں دفعہ 8 کا بھی ذکر ہے، اب جب کہ مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو چکا ہے کہ زنا بالجبر عام زنا سے بالکل ایک مختلف جرم ہے اور یہ فساد فی الارض اور حرابہ کی تعریف میں آتا ہے، اس لیے دفعہ 8 میں زنا بالجبر کے لیے مطلوبہ '' چار مسلمان مردوں کا نصاب شہادت قرآن وسنت کے مخالف ہونے کی وجہ سے ترمیم طلب ہے۔''

حرابہ کے لیے معیار ثبوت:

زنا بالجبر کو اسلامی شریعت نے حرابہ کی حیثیت دیتے ہوئے اس کے ثبوت کے لیے گواہوں کی شرط نہیں رکھی، بلکہ ہر طرح کے ذرائع تحقیق سے کام لینے کا طریقہ اختیار کیا۔ حدیث میں ہے کہ:

''ایک خاتون کی جو نماز فجر کے لیے مسجد جا رہی تھی، ملگجے اندھیرے میں زبردستی آبروریزی کی گئی، اس نے پاس سے گزرنے والے ایک نمازی کو مدد کے لیے پکارا، جس نے مجرم کا، جو بھاگ گیا، پیچھا کیا، اتنے میں کچھ اور نمازی آ گئے، انہیں معلوم ہوا تو وہ بھی مجرم کے پیچھے بھاگے اور آگے جا کر اس شخص کو پکڑ لیا جو اصل مجرم کے تعاقب میں بھاگ رہا تھا اور اسے عدالت نبوی میں پیش کر دیا گیا ہر چند وہ شخص ارتکاب جرم کا انکار کرتا رہا، لیکن واقعاتی شواہد اس کے خلاف تھے اور متاثرہ خاتون نے اسے مجرم کے طور پر شناخت کیا تو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنگ سار کرنے کا حکم ہو گیا اس دوران میں ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ''یہ بے گناہ ہے، اصل مجرم میں ہوں۔'' (۱۵۷)

اس کیس میں:

۱۔ جس خاتون سے زبردستی کی گئی تھی اسے کسی سزا کا مستحق قرار نہیں دیا گیا

۲۔ زنا بالجبر کا بارِ ثبوت خاتون پر نہیں ڈالا گیا

۳۔ جرم کے ثبوت کے لیے گواہوں کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی بلکہ واقعاتی شواہد پر فیصلہ کیا گیا۔

مذکورہ بالا دفعہ کی رو سے کوئی بھی خاتون جس سے زیادتی ہوئی ہو کسی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتی، کیوں کہ عام حالات میں زنا بالجبر کا ارتکاب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں عورت اکیلی ہو اور کسی کو اپنی مدد کے لیے نہ بلا سکے۔ اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہو جاتی ہے اور حدود آرڈیننس کی رو سے اس کے پاس زنا بالجبر کو ثابت کرنے کے لیے چار چشم دید گواہ نہیں، تو اس کا اظہارِ مظلومیت اقرارِ زنا میں تبدیل ہو کر اس کو نہ صرف حد زنا کا مستحق قرار دے دیتا ہے بلکہ بعض حالات میں وہ ایک ایسے شخص پر زنا کا الزام لگانے کی وجہ سے جس کے خلاف اس کے پاس چار بالغ مسلمان مرد گواہ نہیں ہیں حدِ قذف کی بھی مستحق ٹھہرے گی۔

اسلام اور اسلامی عدل تو بہت بلند و بالا چیزیں ہیں، اس قسم کے قوانین کا کسی انسانی معاشرے سے بھی کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ جنہیں اسلام کے نام پر نہ صرف نافذ کیا گیا بلکہ تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔

اس قانون پر یہ اعتراض بجا ہے کہ گھروں میں خواتین تنہا ہوں یا گرلز ہاسٹلز میں کوئی درندہ صفت شخص گھس کر خاتون کی آبروریزی کر دے تو اسے ثابت کرنے کے لیے چار بالغ مسلمان مرد چشم دید گواہ چاہیے جو تزکیۃ الشہود کے معیار پر پورے اتریں اور یہ ناممکن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کی گواہی

خواتین کی گواہی کے بارے میں ایک انتہائی غلط تصور قائم کیا گیا ہے، جس کی کتاب وسنت کی روشنی میں تصحیح ضروری ہے:

۱۔ کسی طے شدہ معاہدے پر باقاعدہ گواہ ہونے اور کسی اتفاقی حادثے کا اچانک گواہ ہو جانے میں فرق ہے۔ معاہدے کے لیے معاہدہ کار ہمیشہ اپنی پسند کے افراد کو گواہ بناتے ہیں جب کہ حادثاتی گواہوں کو منتخب کرنے میں کسی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

۲۔ قرآن حکیم کی جس آیت سے یہ استشہاد کیا جاتا ہے کہ صرف مالی معاملات میں عورتیں گواہ ہو سکتی ہیں اور وہ بھی ایک مرد کے ساتھ دو عورتیں۔ جس کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ عورت کی گواہی آدھی ہے وہ آیت یوں ہے:

﴿فاستشهدوا شهيدين من رجالكم ، فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذكر احداهما الآخرى﴾ (۱۵۸)

''جب قرض کے معاملات کرو تو............ اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو، جو گواہ تمہیں پسند ہوں، تاکہ اگر ایک عورت بھٹک جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے۔''

یہ آیت خود بتاتی ہے کہ:

ا) اس کا تعلق گواہ بنانے سے ہے، اتفاقاً گواہ بن جانے سے نہیں ہے۔

ب) جب دو عورتوں کو گواہ بنایا جائے تو وہ دونوں عورتیں گواہی دینے کے لیے اکٹھی عدالت میں جائیں گی لیکن گواہی صرف ایک دے گی، دوسری اس کی مدد کرے گی۔

قرآن صرف عدالتی ضابطوں پر مشتمل کوئی قانون کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب ہدایت ہے جو ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کے معاشرتی، اخلاقی اور سماجی رویوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے۔ اس لیے اس نے گواہی کے لیے عورتوں کو منتخب کرنے کی صورت میں دو عورتوں کو منتخب کرنے کا حکم دیا تا کہ اکیلی خاتون کے لیے بعد میں کوئی معاشرتی، خانگی یا سماجی الجھن پیدا نہ ہو۔

ج) قانون کا تعلق خواتین کے معاشرتی مقام اور احترام سے ہے نہ کہ خواتین پر بے اعتمادی سے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اتفاقی طور پر کسی خاتون کے گواہ ہونے کی صورت پیدا ہو وہاں اس بنا پر بھی خواتین کی گواہی رد نہیں کی گئی کہ اکیلی عورت کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ کے علاوہ مزید شواہد بھی کتب حدیث میں موجود ہیں مثلاً:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک باندی اس طرح زخمی حالت میں پڑی ہوئی پائی گئی کہ اس کا سر پتھروں سے کچلا ہوا تھا، اس سے پوچھا گیا، تمہارا یہ حشر کس نے کیا؟ کیا فلاں شخص نے، فلاں شخص نے! حتی کہ اس یہودی کا نام لیا گیا، جس نے اسے زخمی کیا تھا تو اس نے اشارے سے تصدیق کی، یہودی گرفتار کیا گیا تو اس نے اعتراف کرلیا، جس پر اس کا سر بھی پتھروں سے کچل دیا گیا۔ (۱۵۹)

حیرت کی بات ہے کہ حدود آرڈیننس میں ہی کسی کا مال لوٹ لینا حرابہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے ثبوت کا وہ معیار نہیں جو زنا بالجبر میں اسی آرڈیننس میں معیار ثبوت ہے جب کہ حرابہ کی سزائیں زنا کی سزاؤں کی بہ نسبت شدید تر ہیں۔ پھر کیا مال لوٹنا، کسی کی عزت لوٹنے سے بڑا جرم ہے؟ یہی وجہ ہے کہ کئی ایک مجتہدین اور قضاۃ نے زنا بالجبر کو حرابہ قرار دیا ہے۔ ابن العربی نے قاضی عیاض کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے ایام قضا میں ایک قافلے پر حملہ کر کے ڈاکوؤں نے ایک عورت کو اٹھا لیا، جب مجرم پکڑے گئے تو کچھ مفتیوں نے یہ رائے دی کہ اس واقعے میں مال نہیں لوٹا گیا، اس لیے یہ حرابہ نہیں لیکن قاضی صاحب کا جواب یہ تھا:

> ''افسوس تمہیں احساس نہیں کہ عزت لوٹنا مال لوٹنے سے بڑا جرم ہے، لوگ اپنے سامنے اپنے مال کی تباہی برداشت کر لیتے ہیں لیکن کوئی شخص اپنی بیوی یا بیٹی کی آبروریزی برداشت نہیں کرتا، اگر اللہ کی مقرر کردہ سزا سے زیادہ سزا دی جاسکتی تو عصمت دری کرنے والوں کو دی جاتی۔'' (۱۶۰)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا بالجبر کو حرابہ قرار دینے میں ایک اندیشہ:

زنا بالجبر کو حرابہ قرار دینے میں اس خدشے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس طرح کسی بھی بے گناہ شخص کو سزا دلانے کے لیے کوئی بھی عورت کسی بھی وقت الزام عائد کر کے کسی دوسری بات کا انتقام لے سکتی ہے یا دیہاتی معاشرے میں کسی مخالف کو سزا دلانے کے لیے عورتوں کو استعمال کرنے کا رجحان پروان چڑھ سکتا ہے۔

اگرچہ یہ اندیشہ بے بنیاد نہیں ہے کہ آج کے دور میں سیاسی اور دیگر نوعیت کے مخالفین کے خلاف بے بنیاد جنسی الزامات عائد کر کے ان کو سزائیں دلوانے یا ان کا مستقبل تاریک کرنے کے واقعات مقامی، ملکی اور بین الاقوامی ہر سطح پر موجود ہیں، لیکن اسلام نے اس کا علاج بھی ساتھ ساتھ دیا ہے اور وہ یہ کہ ایسی صورت میں ثبوت جرم کے لیے مروج اور قابل اعتماد شواہد اور ثبوت ہونا ضروری ہیں اور الزام غلط ثابت ہونے پر حد قذف کی سزا موجود ہے۔

اس کی ایک نظیر عہد فاروقی میں ملتی ہے کہ ایک خاتون نے ایک نوجوان کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش میں ناکام ہو کر اس پر زنا بالجبر کا الزام عائد کر دیا اور ثبوت کے طور پر اپنا آلودہ بدن اور کپڑے پیش کر دیے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوا، گرم پانی منگوا کر آلودہ کپڑے پر ڈالا تو سفید مواد جم گیا اسے ہاتھ میں لے کر سونگھا تو انڈے کی سفیدی تھی۔ (۱۶۱) گویا تجزیاتی تحقیق سے ارتکاب جرم ثابت نہیں ہوا، لیکن اس نوعیت کے واقعات میں کبھی کسی موقع پر عدالت کی طرف سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا کہ جو فرد زنا بالجبر کا الزام عائد کرتا ہے وہ چار گواہ پیش کرے ورنہ قذف کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جائے، جب کے حدود آرڈیننس کے تحت زنا بالجبر کے لیے بھی چار بالغ مسلمان چشم دید گواہ موجود ہونا ضروری ہیں یہ اسلامی قانون عدل نہیں بلکہ ظلم کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کے مترادف ہے۔

زنا کا ثبوت

رضامندی سے زنا کے ارتکاب کے ثبوت کے لیے قرآن حکیم نے چار مسلمان گواہوں کی شرط عائد کی ہے اور فقہاء نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے تزکیہ الشہود کی شرائط بیان کی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا کے ثبوت سے متعلق فقہاء کی آراء واقوال کا ملخص مندرجہ ذیل ہے:

''علماء کا اجماع ہے کہ زنا کا ثبوت صرف اقرار سے ہوتا ہے یا گواہی سے۔ حدود اللہ میں سے کوئی حد جج کے ذاتی علم کی بنا پر ثابت نہیں ہوتی، خواہ اسے دوران قضا اس کا علم ہوا ہو یا اس سے پہلے کیوں کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی مستحب ہے۔''

عدل خداوندی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں کسی بھی جگہ کسی شخص کو اس وقت تک سزا نہ دی جائے جب تک کہ اس کے جرم کا قطعی ثبوت نہ ہو جائے۔ جرم کے قطعی ثبوت کا سب سے اہم ذریعہ مجرم کا اقرار ہے۔ اقرار کے بعد دوسرا ذریعہ خارجی ذرائع سے قطعی ثبوت ہے۔ البتہ خارجی ذرائع اس حد تک قابل اعتماد ہونا ضروری ہیں کہ ان میں یہ احتمال باقی نہ رہے کہ شاید وہ غلطی یا غلط بیانی کر رہے ہوں۔ ایسے ذرائع کی دو شرطیں ہیں:

۱۔ ذرائع عادل ہوں ۲۔ ان پر کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو سکے۔

صحابہ کرام نے ایسی عورت کے حمل کو جس کا شوہر نہ ہو یا شوہر کہیں دور بھاگ گیا ہو اور وہ عورت زنا بالجبر یا شبہ کا دعویٰ بھی نہ کرے تو اسے زنا کی علامت قرار دیا ہے مالکیہ اور ابن القیم کی یہی رائے ہے لیکن حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک قرائن سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور اس نوع کا حمل زنا کا قرینہ ہے قطعی ثبوت نہیں ہے۔

گواہی سے زنا کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں

۱۔ چار مسلمان عاقل بالغ افراد ہوں: قرآن حکیم نے زنا کے ثبوت کے لیے گواہی کی شرائط میں یہ سب امور بیان کیے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿واللتی یأتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم﴾ (۱۶۳)

''تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کا ارتکاب کرے اس پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ۔''

نیز فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لو لا جاوا علیه باربعة شهداء﴾ (۱۶۴)

''چار گواہ کیوں نہیں لائے۔''

حد قذف کے بارے میں ہے

﴿والذین یرمون المحصنت ثم لم یأتوا باربعة شهداء﴾ (۱۶۵)

''جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں پیش کر سکتے۔''

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مسلمان گواہ ہونا ضروری ہیں، اور اگر تین افراد زنا کی گواہی دے دیں اور چوتھا یہ کہے کہ میں نے انہیں ایک لحاف میں دیکھا ہے تو حنفیہ کے نزدیک پہلے تینوں کو حد قذف لگا دی جائے گی۔ اگر قاضی کی عدالت میں چار سے کم گواہ زنا کی گواہی دیں تو جتنے افراد گواہی دیں گے ان سب پر حد قذف جاری ہوگی، کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ کے خلاف گواہی دینے والے تین افراد پر حد قذف جاری کر دی تھی۔

۲ گواہ عاقل بالغ ہوں، کیوں کہ بچوں اور دیوانوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی۔

۳ کیا گواہ مرد ہوں؟: درحقیقت رضامندی کے زنا کے معاملے میں بالعموم فقہاء نے عورتوں کو گواہی سے اس لیے مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ اسلام نے عورت کو بہت عزت و احترام کا مقام دیا ہے اور زنا کے ثبوت کے لیے جس نوعیت کے سوالات اور جرح ہوتی ہے ایسی گفتگو کسی عورت سے کرنا شائستگی اور احترام نسوانیت کے منافی ہے، کیوں کہ رضامندی سے کیے ہوئے زنا کے بارے میں اسلام کا رجحان یہ ہے کہ ان گندگیوں پر پردہ ڈالنا چاہیے تاکہ لوگ توبہ استغفار کر سکیں۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ خواتین گواہ نہیں ہو سکتیں یا ان کی گواہی ناقابلِ قبول ہے۔ البتہ زنا بالجبر ایک مختلف نوعیت کا جرم ہے جو محض ایک عورت کی گواہی سے بھی، جو خود متأثر ہو ثابت ہو جاتا ہے، جب کہ قرائن سے اس کے دعوے کی تائید ہوتی ہو۔

۴۔ گواہ عادل ہوں: حد زنا میں ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں ہوگی جو فاسق و فاجر ہو یا جس کے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں معلوم نہ ہو کہ وہ راست گو اور پرہیز گار ہے، کیوں کہ نا قابل اعتبار آدمی کی گواہی کے بارے میں قرآن میں ہے:

﴿یا ایھا الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم ندمین﴾ (۱۶۶)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، مبادا تم بے خبری میں کسی قوم پر ٹوٹ پڑو اور بعد میں اپنے کیے پر پچھتاؤ۔''

۵۔ اسلام: غیر مسلموں کی مسلمانوں کے خلاف گواہی قبول نہ کی جائے، کیوں کہ دین کے اختلاف کے باعث ایسی گواہی شبہ سے خالی نہیں ہوتی۔

۶۔ گواہ بذات خود گواہی دیں: کسی کی گواہی پر گواہی یا کسی جج کی تحقیق کی روشنی میں فیصلہ کرنا درست نہیں، کیوں کہ اس طرح شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۷۔ گواہی ایک ہی واقعہ سے متعلق ہو: گواہ ایک جوڑے کے بارے میں ایسی بدکاری کے ارتکاب کی گواہی دیں جس کا وقت اور جگہ ایک ہو۔

۸۔ تمام گواہ ایک مجلس میں گواہی دیں: اگر گواہ انفرادی طور پر آ کر گواہی دیں تو وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں تب بھی نا قابل اعتبار ہوں گے اور انہیں حد قذف کی سزا دی جائے گی کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے اگر ربیعہ اور مضر قبائل کے سب لوگ الگ الگ آ کر گواہی دیں تو میں سب کو حد قذف میں پٹوا دوں گا۔

۹۔ گواہی ایسے افراد کے بارے میں جو بدکاری کا ارتکاب کر سکتے ہوں۔ اگر جوڑے میں سے کوئی ایک بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کر سکتا تو گواہی نا قابل اعتبار اور قذف ہے۔

۱۰۔ گواہی ایسے فرد کے خلاف ہو جو اپنا دفاع کر سکتا ہو، اگر کسی گونگے کے خلاف گواہی دی گئی تو گواہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول نہیں ہوگی۔

۱۱۔ گواہی میں بلا عذر تاخیر نہ کی گئی ہو: جرم کے مشاہدے کے بعد گواہوں نے گواہی دینے میں غیر ضروری تاخیر نہ کی ہو۔ اگر گواہی میں غیر ضروری تاخیر کی گئی تو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ بعد میں کسی دشمنی کے باعث گواہی کا پروگرام بنایا گیا۔

۱۲۔ گواہ گواہی دینے سے لے کر حد جاری ہونے تک گواہی کے اہل رہے ہوں اور اپنی گواہی پر قائم ہوں اگر گواہی دینے کے بعد سزا سے پہلے ان میں سے کوئی مر گیا، گونگا یا بہرا ہو گیا یا مرتد ہو گیا یا اس پر حد قذف جاری ہوگئی یا کسی نے گواہی سے رجوع کر لیا تو باقی افراد پر حد قذف جاری ہو جائے گی۔ (۱۶۷)

اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام رضا مندی کے زنا میں اتنی کڑی شرائط عائد کرتا ہے کہ ان کو دیکھتے ہوئے شاید ہی کوئی یہ حوصلہ کرے کہ وہ زنا کی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جائے۔ بالخصوص جب کہ گواہی کے بارے میں مزید شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ بدکاری کرنے والوں کو اس حالت میں دیکھا ہو جیسے سلائی سرمہ دانی میں، جب کہ چار افراد کا اس طرح دیکھنا اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ کھلے عام بے حیائی کی جائے۔ محض شک وشبہ یا قرائن کی بنا پر کسی کو سزا دینا جائز نہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لو کنت راجما احدا بغیر بینة لرجمت فلانة ظهر فیها الریبة فی منطقها وهیئتها ومن یدخل علیها (۱۶۸)

''اگر میں قطعی ثبوت کے بغیر کسی کو رجم کرتا تو فلاں عورت کو رجم کروا دیتا، کیوں کہ اس کی بات چیت، چال ڈھال، اور جن لوگوں کی اس کے پاس آمد و رفت ہے، ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بدچلن ہے''۔

حاصل بحث

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ دفعہ نمبر ۸ کا تعلق صرف زنا بالرضا سے ہے، زنا بالجبر سے نہیں ہے اور زنا بالجبر کے ثبوت کے لیے وہ شرائط نہیں ہیں جو اس دفعہ میں مذکور ہیں، نیز رضامندی کے زنا کے ثبوت کے لیے بھی مزید شرائط ہیں جن کا اس دفعہ میں ذکر نہیں ہے، اس لیے یہ دفعہ کتاب وسنت اور فقہاء کی آراء سے ہم آہنگ نہیں ہے لہذا خلاف اسلام ہے۔

۲۔ زنا بالجبر کے ثبوت کے لئے وہ شرائط درست نہیں کن کا ذکر دفعہ ۸ میں ہے بلکہ زنا بالجبر قرائن اور واقعاتی شہادت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے لہذا دفعہ ۸ کتاب وسنت کے خلاف ہے اسے منسوخ کر دیا جائے۔

دفعہ نمبر 9: مقدمات جن میں حد نافذ نہیں کی جائے گی

۱۔ کسی ایسے مقدمے میں، جس میں زنا بالجبر کا جرم صرف سزایاب مجرم کے اقبال سے ثابت ہوا ہو، حد یا اس کا ایسا جزو جسے نافذ کرنا ابھی باقی ہو، نافذ نہیں کیا جائے گا، اگر سزایاب مجرم اس سے قبل کہ حد یا مذکورہ جزو نافذ ہو اپنے اقبال سے انحراف کرے۔

اس دفعہ کی ذیلی دفعہ ۳ میں ہے:

''ذیلی دفعہ 1 میں بیان کردہ صورت میں عدالت مکرر سماعت کا حکم دے سکے گی۔''

ان دفعات کی رو سے:

۱۔ اگر زنا یا زنا بالجبر کا جرم صرف مجرم کے اقرار سے ثابت ہوا ہو، اس کے لیے کوئی گواہ اور ثبوت کا کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہو اور حد کے مکمل نفاذ سے قبل وہ شخص اپنے اقرار سے رجوع کر لے تو وہ حد سے بری ہو جائے گا، لیکن اس کے خلاف کیس ختم نہیں ہوگا بلکہ عدالت از سر نو سماعت کا حکم دے سکے گی، گویا اس کے خلاف نئے سرے سے شواہد حاصل کرنے کا عمل شروع کیا جا سکے گا۔

۲۔ گویا ایک شخص کا اقرار قانون کی نظر میں معتبر تھا لیکن نفاذ حد سے قبل اگر وہ اپنے جرم سے انکار کر دیتا ہے تو اس کے انکار پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

یہ دفعہ مکمل طور پر سنت رسول اللہ، عمل صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نبوی کی رو سے:

۱۔ اقرار کے بعد رجوع کر لینے سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

ادرء وا الحدود بالشبہات (شبہ پیدا ہو جائے تو حد ساقط کر دو)

جب حد زنا ساقط ہوگئی تو اس کے ذمے کون سا جرم رہ گیا جس کی از سر نو سماعت کی جائے گی۔

۲۔ ماعز اسلمی نے جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر اعتراف زنا کیا تو آپ نے فرمایا شاید تو اس سے لپٹا ہوگا، شاید تو نے اس سے بوس و کنار کیا ہوگا؟ (۱۷۰) ان الفاظ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ اسے رجوع کی تلقین فرما رہے تھے، ورنہ اعتراف زنا کرنے والے سے یہ تحقیق کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

۳۔ ماعز اسلمی کو جب سنگ سار کیا جانے لگا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا، لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اسے جا لیا، جہاں اسے مار ڈالا، جب اس واقعہ کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ھلا ترکتموہ، لعلہ ان یتوب، فیتوب اللہ علیہ(۱۷۱)

"تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا، ہوسکتا ہے وہ توبہ کر لیتا تو اللہ اسے معاف کر دیتا۔"

بھاگنے کی صورت میں غالب گمان یہ تھا کہ وہ پتھر لگنے سے بھاگ کھڑا ہوا لیکن یہ احتمال بھی تھا کہ شاید وہ اپنے اقرار سے رجوع کرنا چاہتا ہو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے میرے پاس لے آتے میں دوبارہ تحقیق کرتا بلکہ آپ نے فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔

۴۔ ابوداؤد نے یہ عنوان قائم کیا کہ حدود کے مقدمات میں قاضی کا ملزم کو یہ تلقین کرنا کہ وہ رجوع کر لے سنت نبوی ہے۔

ابوامیہ مخزومی سے روایت ہے کہ ایک چور رسول اللہ ﷺ کے پاس پکڑ کر لایا گیا اس کے پاس چوری کا مال نہیں تھا، لیکن اس نے چوری کا اعتراف کر لیا تھا، آپ نے اسے فرمایا، میرا نہیں خیال تم نے چوری کی ہوگی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ اپنے اعتراف پر قائم رہا۔ (۱۷۲)

عہدِ صحابہ میں:

انہیں روایات کی بنا پر صحابہ کرام اور اسلامی دور کے قضاۃ برسر عدالت حدود کے ملزموں کو تلقین کرتے تھے کہ وہ اپنے اعتراف سے رجوع کر لیں۔

۱۔ عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا، حضرت عمر نے اس سے پوچھا، کیا تو نے چوری کی، کہہ دے کہ نہیں! اس نے کہہ دیا، نہیں تو حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا۔ (۱۷۳)

۲۔ ایک عورت اور مرد کسی کھنڈر سے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں پیش کر دیے گئے۔ عورت کو مرد نے لہولہان کر دیا تھا، مرد سے پوچھا گیا تو اس نے کہا، یہ میری چچا زاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت سے پوچھا، تو کیا کہتی ہے؟ لوگوں نے اس سے کہا کہ ہاں کہہ دے، عورت نے ہاں کہہ دیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو چھوڑ دیا۔ (۱۷۴)

۳۔ حضرت ابوالدرداء جب دمشق کے قاضی تھے، ان کے سامنے ایک عورت چوری کے الزام میں پیش کی گئی، آپ نے اس سے پوچھا، سلامہ! تم نے چوری کی ہے، کہہ دے کہ نہیں اس نے کہہ دیا نہیں۔ لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ آپ قاضی ہو کر اسے رجوع کی تلقین کر رہے ہیں لیکن انہوں نے جواب دیا، ہاں! تم ایک ایسی عورت کو میرے پاس لے آئے ہو جو نہیں جانتی کہ تم اس سے کیا کرنا چاہتے ہو۔ (۱۷۵)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک چور پیش کیا گیا، آپ نے اس سے پوچھا، کیا تو نے چوری کی کہہ دے نہیں، آپ نے اس سے انکار کروا کر اسے چھوڑ دیا۔ (۱۷۶)

۵۔ عطا بن ابی رباح کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ان کے سامنے جرائم حدود کا اقرار کرنے والوں کو یہ سکھایا جاتا تھا کہ وہ انکار کر دیں تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد سے بچ سکیں۔ (۱۷۷)

فقہاء کی آراء میں:

اگر کوئی شخص قاضی کے سامنے زنا کا اقرار کرے، پھر فیصلہ ہونے سے پہلے یا بعد یا حد کا کچھ حصہ نافذ ہونے کے بعد اپنے اقرار سے رجوع کر لے یا بھاگ جائے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اور اسے سزا دینے کے لیے دوبارہ نہیں پکڑا جائے گا۔ اس پر ائمہ کا اتفاق ہے البتہ امام شافعی کا اس قدر اختلاف ہے کہ صرف بھاگ جانا رجوع نہیں سمجھا جائے گا بلکہ زبان سے رجوع کا اظہار ضروری ہے۔ (۱۷۸)

پس دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ ۳ سنتِ نبوی، اجماع صحابہ اور اجماع امت کے خلاف ہے، اسے حذف کر دینا چاہیے۔

گواہوں کی تعداد چار سے کم رہ جانا

دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (۲) میں ہے:

اگر کسی ایسے مقدمے میں جس میں زنا یا زنا بالجبر کا جرم صرف شہادت سے ثابت ہوا ہو حد یا اس کا ایسا جزو جسے نافذ کرنا ابھی باقی ہو نافذ نہیں کیا جائے گا، اگر کوئی گواہ اس سے قبل کہ حد یا مذکورہ جزو نافذ ہو اپنی شہادت سے منحرف ہو جائے اور اس طرح چشم دید گواہوں کی تعداد چار سے کم رہ جائے۔

اس دفعہ کی ذیلی دفعہ ۴ میں ہے:

''ذیلی دفعہ ۲ میں بیان کردہ صورت میں عدالت قلم بند کی ہوئی شہادت کی بنیاد پر تعزیر صادر کر سکے گی۔''

ان دفعات کی رو سے:

۱۔ اگر زنا یا زنا بالجبر کے جرم میں حد کے مکمل نفاذ سے پہلے گواہوں کی تعداد چار سے کم رہ جائے تو حد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری نہیں ہوگی، البتہ باقی گواہوں کی گواہی قابل اعتبار رہے گی اور اس کی بنا پر ملزم کو تعزیری سزا دی جا سکے گی۔

۲۔ جب مذکورہ گواہوں کی گواہی پر تعزیری سزا دی جا سکے گی تو انہیں جھوٹا قرار دے کر حد قذف جاری نہیں کی جا سکے گی، بصورت دیگر یہ قانون میں ایک کھلا تضاد ہوگا۔

یہ دفعہ مکمل طور پر کتاب اللہ، سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

قرآن کی رو سے قرآن حکیم نے زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی تعداد مقرر کی ہے:

واللاتی یأتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم (۱۷۹)

''تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کا ارتکاب کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جب جھوٹا الزام عائد کیا گیا تو قرآن نے ان کی پاک دامنی بیان کرتے ہوئے کہا:

﴿لو لا جاوا علیه باربعة شهداء فاذلم یأتو بالشهداء فاولئک عند الله هم الکاذبون﴾ (۱۸۰)۔ (النور۲۴:۱۳)

''اس الزام پر چار گواہ کیوں نہیں لائے، جب وہ گواہ نہیں لا سکے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔''

حد قذف کے سلسلے میں قرآن کا حکم ہے:

﴿والذین یرمون المحصنت ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابداً اولئک هم الفاسقون﴾ (۱۸۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو لوگ پاک باز عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ:

مغیرہ بن شعبہ بصرے کے گورنر تھے۔ ان کا مکان ابوبکرہ کے مکان کے سامنے تھا۔ ایک روز یکا یک ہوا کے زور سے دونوں مکانوں کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ ابوبکرہ اپنے مکان کی کھڑکی بند کرنے کے لیے اٹھے تو ان کی نگاہ سامنے کمرے پر پڑی، انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو مباشرت میں مشغول دیکھا۔ ابوبکرہ کے پاس ان کے تین دوست، نافع بن جلدہ، زیاد اور شبل بن معبد بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکرہ نے تینوں دوستوں کو وہ منظر دکھایا اور بتایا کہ یہ عورت ام جمیل ہے۔ اگلے روز اس کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دی۔ انہوں نے فوراً مغیرہ کو معطل کر کے ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا اور ملزم کو گواہوں سمیت مدینہ منورہ طلب کر لیا، پیشی پر ابوبکرہ اور دو گواہوں نے صاف صاف گواہی دی کہ انہوں نے مغیرہ کو ام جمیل سے زنا کرتے ہوئے دیکھا، جب کہ زیاد نے کہا کہ عورت صاف نظر نہیں آ رہی تھی اور میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ ام جمیل تھی۔ حضرت مغیرہ نے اپنے دفاع میں بتایا کہ وہ ان کی بیوی تھی۔ وہ اور ام جمیل باہم بہت مشابہ ہیں۔

چوں کہ زیاد کی گواہی مکمل نہ تھی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف حضرت مغیرہ کو اس الزام سے بری کر دیا بلکہ ابوبکرہ، نافع اور شبل پر حد قذف جاری کر دی (۱۸۲)۔

حاصل بحث

اگر زنا کے چار گواہوں میں سے تین نے صاف اور واضح گواہی دی، جب چوتھے نے کہا کہ اس نے دونوں شریک ملزموں کو ایک لحاف میں دیکھا حنفیہ کے نزدیک تینوں گواہوں پر حد قذف لگ جائے گی، چوتھے پر نہیں، اگر زنا کے مقدمہ میں گواہی کی سماعت کی مجلس میں جج کے سامنے گواہی دینے والوں کی تعداد چار سے کم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ گواہوں پر حد قذف جاری کی جائے گی اور ملزم کو بری کر دیا جائے گا۔ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اگر چاروں گواہ ایک ہی مجلس میں پیش نہیں ہوئے بلکہ دو یا دو سے زیادہ پیشیوں میں چار افراد نے گواہی دی تو ان کی گواہی قبول نہیں ہوگی اور ان پر حد قذف لگا دی جائے گی (۱۸۳)۔

پس زنا کا الزام عائد کرنے والے اور گواہی دینے والے اگر معیار کے مطابق ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ریاست خود مستغیث بن کر فوری طور پر عدالت سے مدعی اور گواہوں پر حد قذف جاری کرنے کا حکم حاصل کرے اور اسے فوراً نافذ کر دیا جائے۔ پس مذکورہ بالا دفعہ کتاب اللہ، سنت اور اجماع فقہاء کے خلاف ہے، اسے منسوخ کر دیا جائے۔

دفعہ 17: سنگ سار کرنے کی سزا کی تعمیل کا طریق کار:

دفعہ ۵ یا دفعہ ۶ کے تحت دی گئی سنگ سار کرنے کی سزا کی تعمیل حسب ذیل طریقے سے کی جائے گی:

''ان گواہوں میں سے جنہوں نے سزا یاب مجرم کے خلاف گواہی دی ہو، ایسے گواہ جو دستیاب ہوں اسے سنگ سار کرنا شروع کریں گے اور سنگ ساری کے دوران اسے اس طرح گولی ماری جائے گی کہ موت واقع ہو جائے جس کے بعد سنگ ساری کرنا اور گولی چلانا موقوف ہو جائے گا۔''

اس دفعہ میں سنگ سار کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، جس میں کئی امور کتاب وسنت اور فقہاء کی آراء کے خلاف ہیں:

۱۔ دفعہ میں کہا گیا ہے کہ سنگ سار کرنے کا آغاز وہ گواہ کریں، جو اس وقت دست یاب ہوں اور جن کی گواہی سے مجرم کو سزا ہوئی ہے، جب کہ جرم کے ثبوت کے دو طریقے ہیں:

۱۔ اقرار ۲۔ گواہی

اقرار کی صورت میں کون سنگ سار کرنا شروع کرے، اس کا آرڈیننس میں کوئی ذکر نہیں ہے، جب کہ اسلامی تاریخ میں غالباً آج تک ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا کہ زنا کا جرم مطلوبہ معیار کی گواہی سے ثابت ہوا ہو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں جن لوگوں کو سزائے رجم کا ذکر ہے وہ ان کے اعتراف پر دی گئی ہے، لہذا یہ دفعہ ثبوت کے صرف ایک طریقے پر مشتمل ہونے کے باعث نامکمل ہے۔

۲۔ اگر جرم گواہی سے ثابت ہو تو گواہوں سے سنگ ساری شروع کرانے کے بارے میں دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے: ''پہلے گواہ رجم کریں، پھر امام (حاکم) اور پھر عام لوگ۔'' (۱۸۴) اس شرط میں حکمت یہ ہے کہ اس میں حد کی سزا ٹالنے کا راستہ نکل سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب گواہوں کو یہ معلوم ہوگا کہ پہلے پتھر انہوں نے مارنے ہیں تو ممکن ہے ان کو یہ احساس ہو کہ وہ ایک شخص کی جان لینے کا سبب بن رہے ہیں، ہوسکتا ہے وہ اپنی گواہی سے رجوع کرلیں تو حد معاف ہو جائے گی بلکہ اگر گواہوں میں سے کوئی ایک بھی پتھر مارنے سے باز رہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق حد معاف ہو جائے گی، کیوں کہ کسی بھی گواہ کا پتھر مارنے سے باز رہنا شبہ پیدا کرتا ہے کہ شاید اس کی گواہی جھوٹ پر مبنی ہو۔ گواہوں سے رجم شروع کرانے میں جو حکمت ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حد کے نفاذ کے وقت تمام گواہ موجود ہوں، اگر ان میں سے کوئی غیر حاضر ہے یا سب موجود ہیں لیکن کوئی ایک پتھر مارنا شروع نہیں کرتا تو مجرم پر سے حد ساقط ہو جائے گی اور گواہوں پر حد قذف جاری ہوگی۔

فقہاء کی اس تصریح کی روشنی میں مذکورہ دفعہ میں یہ بات غلط ہے کہ ''ایسے گواہ جو دست یاب ہوں سنگ سار کرنا شروع کریں''

۳۔ دفعہ میں مزید کہا گیا ہے کہ ''سنگ ساری کے دوران اسے اس طرح گولی ماری جائے گی کہ موت واقع ہو جائے۔''

نہ معلوم اس حصے کی اساس کیا ہے۔ سنت نبوی میں جہاں کہیں رجم کا ذکر ہے وہاں گولی مارنے یا تلوار سے قتل کرنے کی سزا کا ذکر کہیں نہیں ہے، بلکہ رجم کی سزا میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ رجم اگر اقرار سے ثابت ہوتا ہے تو اگر مجرم سزا کے دوران کسی بھی وقت بھاگ جائے تو اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اسے بھاگ کر جان بچانے دی جائے، کیوں کہ ماعز اسلمی کے رجم کے واقعہ میں ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب ماعز کو پتھر پڑنے شروع ہوئے اور انہوں نے رجم کی سختی محسوس کی اور موت آنکھوں کے سامنے نظر آئی تو بھاگ کھڑے ہوئے، لوگوں نے ان کا پیچھا کر کے انہیں مار ڈالا، جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟'' (۱۸۵)

حاصل بحث

مذکورہ دفعہ کی رو سے سنگساری کے دوران گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے گا جس کے نتیجے میں جہاں ایک شخص کو اپنی جان بچانے کا شریعت نے جو موقع دیا ہے وہ اس سے چھین لینے کے مترادف ہے وہاں یہ دفعہ قرآن اور سنت کے صریح اور واضح احکام کے خلاف ہے، سزائے موت کی صورت میں اس کا کوئی ایک طریقہ متعین ہونا چاہیئے، لہذا اسے تبدیل کر دیا جائے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ القرآن، آل عمران ۳:۱۴

۲۔ ایضاً، الروم ۳۰:۲۱

۳۔ ایضاً، الفرقان ۲۵:۵۴

۴۔ ایضاً، الاعراف ۷:۳۲

۵۔ ایضاً، الانعام ۶:۱۵۱

۶۔ ایضاً، الاسراء ۱۷:۳۲

۷۔ ایضاً، المومنون ۲۳:۵۔۶

۸۔ ایضاً، النور ۲۴:۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ ایضاً، النور ۲۴، ۱۹

۱۰۔ ایضاً، النور ۲۴: ۲۶

۱۱۔ ایضاً، النور، ۲۴: ۳

۱۲۔ ایضاً، النساء ۴: ۱۵۔۱۶

۱۳۔ ایضاً، النور، ۲۴: ۲

۱۴۔ ایضاً، النساء ۴: ۲۵

۱۵۔ Report of the commission of Inquiry for women (Pakistan) August 1997, P.74

۱۶۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳: ۱۵۴؛ شرح فتح القدیر، ۵: ۴۸؛ حاشیہ الدسوقی، ۴: ۳۱۳؛ القوانین الفقہیہ، ۳۸۲؛ شرح الزرقانی علی الخلیل، ۸: ۸۵؛ شرح روض الطالب، ۴: ۱۲۷؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۷، کشاف القناع، ۶: ۹۰۔۹۱

۱۷۔ القرآن، المائدہ ۵: ۴۲

۱۸۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۸۴۱؛ مسلم، ۴۴۳۷۔۴۴۴۰؛ ابوداؤد، ۴۴۴۶۔۴۴۵۵

۱۹۔ القرآن، النور ۲۴: ۲

۲۰۔ ایضاً، البقرۃ ۲: ۲۵۶

۲۱۔ ایضاً، النساء ۴: ۵

۲۲۔ فقہ اسلامی کی تمام کتب میں کتاب الحجر کے تحت اس کی تفصیل موجود ہے۔

۲۳۔ بخاری، حدیث نمبر ۲۶۶۴، ۴۰۹۷؛ مغنی المحتاج، ۲: ۱۶۶؛ نہایۃ المحتاج، ۳: ۳۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ۳: ۲۹۳؛ اسھل المدارک ۳: ۵؛ مواھب الجلیل، ۵: ۹۵

۲۵۔ القرآن، الانعام ۶: ۱۵۲

۲۶۔ رد المحتار علی الدر المختار، ۵: ۱۳۲؛ الاختیار شرح المختار للموصلی، ۱: ۶۶؛ البحر الرائق، ۳: ۹۲

۲۷۔ راغب اصفہانی، مفردات القرآن، بذیل مادہ

۲۸۔ القرآن، النساء ۴: ۲۴

۲۹۔ ایضاً، ۴: ۲۵

۳۰۔ ایضاً، النور ۲۴: ۲۳

۳۱۔ ایضاً، المائدہ، ۵: ۵

۳۲۔ سرخسی، المبسوط، ۵: ۳۹

۳۳۔ ابن قدامہ، المغنی، ۸: ۱۶۱

۳۴۔ الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، کتاب الحدود، حد الزنا، (الاحصان)

۳۵۔ حدود آرڈیننس، حد زنا دفعہ ۴

۳۶۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ۴: ۳۱۳؛ مواھب الجلیل، ۶: ۲۹۰؛ شرح الزرقانی وحاشیہ الشیبانی، ۸: ۷۴، ۷۵

۳۷۔ نہایۃ المحتاج، ۷: ۴۰۲؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۳۳۔۴؛ اسنی المطالب، ۴: ۱۲۵؛ المھذب، ۳: ۲۸۳

۳۸۔ الاقناع، ۴: ۲۵۰، المغنی، ۱۰: ۱۵۱

۳۹۔ شرح الازہار، ۱: ۳۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰۔ شرح فتح القدیر، ۴: ۱۳۸؛ الزیلعی، ۳: ۱۶۳؛ البحر الرائق، ۵: ۳

۴۱۔ بدائع الصنائع، ۷: ۳۳؛ العنایۃ شرح الھدایۃ، ۴: ۱۳۸

۴۲۔ حدود آرڈیننس، حد زنا، دفعہ ۲

۴۳۔ تمام تفصیلات اور فقہی مراجع کے لیے دیکھیے: وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۹: ۶۵۱۳۔ ۶۶۱۶؛ بحوالہ: مراجع فقہ حنفی؛ البدائع ۳: ۳۳۵ وبعد؛ الدر المختار ورد المحتار ۲: ۴۸۱ وبعد؛ فقہ مالکی: القوانین الفقہیہ، ۲۰۴۔ ۲۱۱؛ بدایۃ المجتھد، ۲: ۳۱۔ ۴۹، ۵۷۔ ۵۹؛ فقہ شافعی، مغنی المحتاج، ۳: ۱۴۲؛ المھذب، ۲: ۴۶؛ فقہ حنبلی: غایۃ المنتھی، ۳: ۴۲؛ المغنی، ۶: ۴۵۵ وبعد

۴۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۹: ۶۶۰۸۔ ۶۶۱۵

۴۵۔ القرآن، النور؛ ۲۴۔ ۲

۴۶۔ الجامع لاحکام القرآن، ۱۲: ۱۵۹

۴۷۔ تاج العروس زبیدی؛ محیط؛ بذیل مادہ

۴۸۔ درر الاحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۶۷

۴۹۔ التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۳۶۴

۵۰۔ حدود آرڈیننس، حد زنا دفعہ 5

۵۱۔ ابوداؤد، ۴۳۹۴، ترمذی، ۱۴۲۳

۵۲۔ شرح فتح القدیر، ۴: ۱۵۶؛ بدائع الصنائع، ۷: ۳۴

۵۳۔ شرح الزرقانی، ۸: ۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴۔ اسنی المطالب، ۴:۱۲۸؛ المحلی، ۱۱:۱۴۶؛ شرح الازہار، ۴:۳۳۸

۵۵۔ شرح الزرقانی، ۸:۷۶

۵۶۔ شرح فتح القدیر، ۴:۱۵۶

۵۷۔ شرح الازہار، ۴:۳۳۸

۵۸۔ اسنی المطالب، ۴:۱۲۸

۵۹۔ المغنی، ۱۰:۱۵۲

۶۰۔ عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ۲:۳۵۸۔۹

۶۱۔ بدائع الصنائع، ۷:۳۳؛ العنایۃ شرح الھدایۃ، ۴:۱۳۸

۶۲۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۴۱؛ حاشیہ الدسوقی، ۴:۳۱۳؛ نہایۃ المحتاج، ۷:۴۲۲؛ مغنی المحتاج، ۴:۱۴۳؛ کشاف القناع، ۶:۹۵؛ مطالب اولی النہی، ۶:۱۸۲

۶۳۔ نسائی، ۶:۶۲؛ حاکم ۲:۵۹

۶۴۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۴۴؛ حاشیہ الدسوقی، ۴:۳۱۳؛ نہایۃ المحتاج، ۷:۴۲۶؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۶؛ کشاف القناع، ۶:۹۶؛ المغنی لابن قدامہ، ۸:۱۹۴۔۱۹۵۔

۶۵۔ بدائع الصنائع، ۷:۳۴؛ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۵۶؛ شرح فتح القدیر، ۵:۵۰؛ حاشیہ الدسوقی، ۴: ۳۱۴، ۳۱۵؛ کشاف القناع، ۶:۹۸

۶۶۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۴۲؛ شرح فتح القدیر، ۵:۳۹؛ حاشیہ الدسوقی، ۴:۳۱۶؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۶، کشاف القناع، ۶:۹۷

۶۷۔ ابوداؤد، ۴:۵۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۸۔ الموسوعہ الفقہیہ، الکویت، ۲۴: ۲۵

۶۹۔ ایضاً

۷۰۔ درر الاحکام شرح غرر الاحکام، ۲: ۶۷

۷۱۔ ایضاً

۷۲۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳: ۱۵۰ و بعد؛ شرح فتح القدیر، ۵: ۳۲ و بعد؛ تبیین الحقائق، ۳: ۱۷۵؛ فتاویٰ عالمگیری، ۲: ۱۴۷ و بعد

۷۳۔ الفروق للقرافی، ۴: ۱۷۲؛ تہذیب الفروق، ۱: ۲۰۲

۷۴۔ روضۃ الطالبین، ۱۰: ۹۲؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۴۔۵؛ نہایۃ المحتاج، ۷: ۴۲۴۔۵

۷۵۔ عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۳۶۰

۷۶۔ حاکم، ۲: ۱۹۸

۷۷۔ ابن ابی شیبہ، ۹: ۵۵۰؛ اس پر تفصیلی بحث اگلی دفعہ ''زنا بالجبر'' کے زیر عنوان کی گئی ہے۔

۷۸۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳: ۱۵۷؛ فتح القدیر، ۵: ۵۲؛ حاشیہ الدسوقی، ۴: ۳۱۸؛ نہایۃ المحتاج، ۷: ۴۲۵؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۵؛ کشاف القناع، ۶: ۱۹۷

۷۹۔ شرح فتح القدیر، ۵: ۴۵؛ حاشیہ الدسوقی، ۴: ۳۱۴؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۴، ۱۴۵؛ کشاف القناع، ۶: ۹۸

۸۰۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳: ۱۵۵؛ شرح فتح القدیر، ۵: ۴۳؛ حاشیہ الدسوقی، ۴: ۳۱۴؛ مغنی المحتاج، ۴: ۱۴۴؛ کشاف القناع، ۶: ۹۴

۸۱۔ عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۳۵۲۔۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲۔ محمد بن الحسن الشیبانی، کتاب السیر، ۵:۱۸۵۲

۸۳۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۵۶؛ شرح فتح القدیر، ۵:۴۶؛ مغنی المحتاج، ۴:۱۵۰؛ کشاف القناع، ۶:۸۸

۸۴۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۵۴؛ شرح فتح القدیر ۵:۴۸؛ حاشیہ الدسوقی، ۴:۳۱۳؛ القوانین الفقہیہ، ۳۸۲؛ شرح الزرقانی علی الخلیل، ۸:۷۸؛ شرح روض الطالب، ۴:۱۲۷؛ مغنی المحتاج، ۴:۱۴۷؛ کشاف القناع، ۶:۹۰، ۹۱

۸۵۔ حاشیۃ ابن عابدین، ۳:۱۴۱؛ جواہر الاکلیل، ۲:۱۳۲؛ مغنی المحتاج، ۴:۱۵۰؛ کشاف القناع، ۶:۹۹

۸۶۔ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۵۷؛ شرح روض الطالب، ۴:۱۳۲؛ کشاف القناع، ۶:۹۹، حاشیہ الدسوقی، ۴:۳۱۹

۸۷۔ ایضاً

۸۸۔ شرح فتح القدیر، ۵:۶۵؛ حاشیۃ الدسوقی، ۴:۳۱۹؛ مغنی المحتاج، ۴:۱۵۱؛ کشاف القناع، ۶:۱۰۱

۸۹۔ بدائع الصنائع، ۷:۶۲؛ حاشیہ ابن عابدین، ۳:۱۴۵

۹۰۔ ترمذی، ۱۴۲۴

۹۱۔ القرآن، النساء ۴:۱۵۔۱۶

۹۲۔ ایضاً، النور ۲۴:۲

۹۳۔ ترمذی، ۱۴۲۴

۹۴۔ القرآن، النساء ۴:۱۵

۹۵۔ ایضاً، النور ۲۴:۵۔۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۶۔ محمد زکریا کاندھلوی، اوجز المسالک شرح موطا امام مالک، ۴: ۴۹۸

۹۷۔ القرآن، النساء ۴: ۲۵

۹۸۔ القرآن، الشعراء، ۲۶: ۱۱۶

۹۹۔ ایضاً، مریم ۱۹: ۴۶

۱۰۰۔ ایضاً، ھود ۱۱: ۹۱

۱۰۱۔ ایضاً، الدخان ۴۴: ۲۰

۱۰۲۔ ایضاً، الکہف، ۱۸: ۲۰

۱۰۳۔ ایضاً، یٰسین، ۳۶: ۱۸

۱۰۴۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۸۳۰

۱۰۵۔ القرآن، الاحزاب: ۵۹۔۶۲

۱۰۶۔ ابن الجوزی، زاد المیسر، ۶: ۴۲۱

۱۰۷۔ تفسیر الکشاف، ۳: ۲۷۳

۱۰۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تدبر القرآن، ۵: ۳۶۵۔۳۷۳

۱۰۹۔ زمانہ نزول کے تعین کے لیے دیکھیے: تفہیم القرآن پس منظر سورۃ النور

۱۱۰۔ مسلم، حدیث نمبر ۴۴۲۰

۱۱۱۔ ایضاً، حدیث نمبر ۴۴۲۸

۱۱۲۔ مصنف عبد الرزاق، ۷: ۳۲۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۔ مسند احمد بن حنبل، (الفتح الربانی، ۱۶:۸۶)

۱۱۴۔ طبقات ابن سعد، ۴:۳۲۴

۱۱۵۔ مسلم، حدیث نمبر ۱۶۹۳

۱۱۶۔ بخاری، حدیث نمبر ۶۸۲۷، ۶۸۲۸

۱۱۷۔ مسلم، حدیث ۴۴۳۱، ۴۴۳۲

۱۱۸۔ بخاری، ۶۸۱۳؛ مسلم، ۴۴۴۴

۱۱۹۔ مسلم، حدیث ۴۳۶۳

۱۲۰۔ نسائی، حدیث نمبر ۴۹۸۱

۱۲۱۔ القرآن، النساء، ۴:۱۵

۱۲۲۔ ایضاً، المائدہ ۵:۳۳

۱۲۳۔ الطرق الحکمیہ، ۱۰۱

۱۲۴۔ ایضا، ۵۰

۱۲۵۔ ابوداود، ۲۶۲۹

۱۲۶۔ الطرق الحکمیہ، ۱۰۲

۱۲۷۔ ایضا، ۱۰۱

۱۲۸۔ القرآن، النساء ۴:۱۵

۱۲۹۔ شبلی نعمانی، الفاروق، ۳۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰۔ کتاب الخراج لابی یوسف، ۳۵

۱۳۱۔ ابوداؤد، حدیث ۴۴۰۴

۱۳۲۔ تمام متداول کتب فقہ میں یہ بحث ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۳۳۔ القرآن، البقرہ ۲: ۱۷۸؛ المائدہ ۵: ۳۳

۱۳۴۔ ایضاً، المائدہ، ۵: ۳۸؛ المائدہ، ۵: ۳۳

۱۳۵۔ ایضاً، النور ۲۴: ۲؛ المائدہ ۴۵: ۳۳

۱۳۶۔ ایضاً، البقرہ ۲: ۲۰۵

۱۳۷۔ ایضاً، المائدہ ۵: ۳۳

۱۳۸۔ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ۶: ۱۵۶

۱۳۹۔ ایضاً، عودہ، التشریع الجنائی، ۲: ۶۴۰

۱۴۰۔ نہایۃ المحتاج، ۸: ۲؛ شرح الزرقانی، ۱۱: ۱۰۹

۱۴۱۔ المحلی لابن حزم، ۱۱: ۳۰۸

۱۴۲۔ القرآن، النور ۲۴: ۳۳

۱۴۳۔ ابوداؤد، ۴۳۷۹

۱۴۴۔ التشریع الجنائی، ۲: ۳۶۴

۱۴۵۔ ایضا

۱۴۶۔ القرآن، الانعام، ۶: ۱۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۷۔ ایضاً، البقرہ ۲: ۱۷۳

۱۴۸۔ ابن ماجہ، ۲۰۴۳

۱۴۹۔ القرآن، المائدہ، ۵: ۳۳

۱۵۰۔ التشریع الجنائی، ۲: ۶۴۳

۱۵۱۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۳۷۹

۱۵۲۔ ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۵۴

۱۵۳۔ مسند احمد بن حنبل، ۶: ۳۹۹

۱۵۴۔ القرآن، المائدہ ۵: ۳۴

۱۵۵۔ ایضاً، الشوریٰ ۴۲: ۴۰

۱۵۶۔ ایضاً، یونس، ۱۰: ۱۵

۱۵۷۔ مسند احمد بن حنبل، ۶: ۳۹۹؛ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۳۷۹؛ ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۵۴

۱۵۸۔ القرآن، البقرہ ۲: ۲۸۲

۱۵۹۔ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۵۳۵

۱۶۰۔ احکام القرآن لابن العربی، ۲: ۹۵

۱۶۱۔ الطرق الحکمیہ، ۴۷

۱۶۲۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۵۳۷۱ وبعد

۱۶۳۔ القرآن، النساء، ۴: ۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۴۔ ایضاً، النور ۲۴: ۱۳

۱۶۵۔ ایضاً، النور ۲۴: ۴

۱۶۶۔ ایضاً الحجرات، ۴۹: ۶

۱۶۷۔ تفصیلی مراجع کے لیے دیکھیے، وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱: ۵۳۷ وبعد

۱۶۸۔ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۵۵۹۔۲۵۶۰

۱۶۹۔ نیل الاوطار، ۷: ۱۰۴

۱۷۰۔ بخاری، ۶۸۲۴

۱۷۱۔ ابوداؤد، ۴۴۱۹؛ ترمذی، ۱۴۲۸

۱۷۲۔ ابوداؤد، ۴۳۸۰

۱۷۳۔ التلخیص الحبیر، ۲: ۲۵۷؛ اعلاء السنن، ۱۱: ۵۴۲

۱۷۴۔ المحلی لابن حزم، ۱۱: ۲۴۲

۱۷۵۔ اعلاء السنن، ۱۱: ۵۴۳

۱۷۶۔ التلخیص الحبیر، ۲: ۲۵۷

۱۷۷۔ ایضاً، اعلاء السنن، ۱۱: ۵۴۲

۱۷۸۔ فتح القدیر، ۴: ۱۲۔ مغنی المحتاج، ۴: ۱۵۰؛ المھذب، ۲: ۲۷۱؛ المغنی، ۸: ۱۹۷؛ بدائع الصنائع، ۷: ۶۱؛
شرح الزرقانی، ۸: ۸۱؛ اسنی المطالب، ۴: ۱۳۲

۱۷۹۔ القرآن، النساء ۴: ۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۰۔ ایضاً، النور،۲۴: ۱۳

۱۸۱۔ ایضاً، النور۲۴: ۴

۱۸۲۔ احکام القرآن لابن العربی،۲: ۸۸۔۸۹

۱۸۳۔ المبسوط، ۱۶: ۱۷۷؛ ۱۷: ۲؛ ۸، ۱۶؛ فتح القدیر، ۶: ۸۵ وبعد؛ بدائع الصنائع ، ۶: ۲۸۳؛ وبعد الدر المختار، ۴: ۴۱۲ وبعد؛ اللباب شرح الکتاب، ۴: ۲۷ وبعد؛ مجمع الضمانات ۳۵۹؛ الشرح الکبیر للدردیر ۴: ۲۰۷؛ مغنی المحتاج، ۴: ۴۵۶؛ المغنی، ۸: ۲۰۰؛ المنتقی علی الموطا، ۷: ۱۴۴؛ القوانین الفقہیہ، ۳۵۶

۱۸۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ،۴: ۵۳۸

۱۸۵۔ ترمذی، ۱۴۲۸؛ ابوداؤد، ۴۴۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

حدود آرڈیننس ۔ حد قذف

حد قذف

قرآن کریم کی رو سے معاشرتی اعتدال اور توازن برقرار رکھنے کے لئے، معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی خاندان کے دونوں اساسی ارکان یعنی مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کا اس طرح تعین کیا گیا ہے کہ کسی رکن کو اپنی حق تلفی یا کمتری کا احساس نہ ہو۔ مرد اور عورت کے فرائض اور دائرہ کار الگ الگ ہیں اس لئے ان کے حقوق میں توازن برقرار رکھنے کے لئے قرآنِ کریم نے مرد کو انتظام میں اور عورت کو احترام میں دوسرے فریق پر برتری دی ہے۔

اسلام نے تحفظ نسب کے لئے جہاں نکاح کا ایک مقدس اور باقاعدہ ادارہ تمام قوانین وضوابط کے تعین کے ساتھ تشکیل کیا ہے اور معاشرے سے بدکاری، بے حیائی اور فحاشی کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک مکمل ضابطہ اخلاق وقانون مدون کیا ہے، جس کی خلاف ورزی پر سنگین سزائیں مقرر کی ہیں، وہیں اس امر کا اہتمام کیا ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے فرد کی عزت وآبرو پر حرف گیری نہ کرے اور کسی کی عصمت وعفت پر زبانِ طعن دراز نہ کرے۔

احترام انسانیت کے ضوابط کے تحت قرآنِ حکیم نے غیبت، چغلی، طعنہ زنی، بدگمانی، تجسس اور طنز و استہزاء کی ممانعت کر دی لیکن جو چیز کسی فرد کی عزت و ناموس کو آخری حد تک نقصان پہنچانے کا باعث ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اسے بدکاری میں ملوث بتایا جائے یا اس کی اپنے والد کی طرف نسبت کو نادرست قرار دیا جائے۔ چنانچہ عزت وآبرو کے خلاف اس آخری درجے کے جرم پر قرآنِ حکیم نے آخری درجے کی سزا مقرر کی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہے حد قذف ۔

حکومت پاکستان نے ۱۰ فروری ۱۹۷۹ کو آرڈیننس نمبر ۸ مجریہ ۱۹۷۹ کے تحت جرم قذف (نفاذ حد) کے تحت قذف کے جرم سے متعلق قانون کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لئے آرڈیننس جاری کیا، جو بیس دفعات پر مشتمل ہے،

دفعہ نمبر ۱ آرڈیننس کے مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ پر مشتمل ہے ۔

دفعہ نمبر ۲ میں بالغ، حد، تعزیر، زنا اور زنا بالجبر کی تعریفات ہیں ۔

دفعہ نمبر ۳ میں قذف کی تعریف، دو تشریحات اور دو استثناء ہیں ۔

دفعہ نمبر ۴ میں قذف کی دو اقسام کا بیان ہے ۔

دفعہ نمبر ۵ قذف مستوجب حد کو بیان کرتی ہے ۔

دفعہ نمبر ۶ میں بتایا گیا ہے کہ قذف مستوجب حد کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے ۔

دفعہ نمبر ۷ میں قذف مستوجب حد کی سزا بتائی گئی ہے ۔

دفعہ نمبر ۸ میں بتایا گیا ہے کہ استغاثہ کون دائر کر سکتا ہے ۔

دفعہ نمبر ۹ میں وہ صورتیں جن میں حد عائد یا نافذ نہیں کی جائے گی ۔

دفعہ نمبر ۱۱ سے ۱۳ تک قذف مستوجب تعزیر کا بیان ہے ۔

دفعہ نمبر ۱۴ لعان کو بیان کرتی ہے ۔

دفعہ نمبر ۱۵ کا تعلق بھی تعزیر سے ہے ۔

دفعہ نمبر ۱۶ ۔ ۱۷ میں تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کا ذکر ہے جن کا قذف کی تعزیری سزاؤں سے تعلق ہے یا جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد قذف کے نفاذ کے باعث منسوخ ہوگئی ہیں۔

دفعہ نمبر ۱۸ میں افسر عدالت کے مسلمان ہونے کا بیان ہے۔

دفعہ نمبر ۱۹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آرڈیننس دوسرے قوانین پر غالب رہے گا۔

دفعہ نمبر ۲۰ ان مقدمات کو اس آرڈیننس سے مستثنیٰ قرار دیتی ہے جو اسکے آغاز نفاذ سے قبل کسی عدالت میں زیر سماعت تھے۔

حدزنا آرڈیننس پر بحث کے دوران ہم یہ بتا چکے ہیں کہ حدود آرڈیننس کا جو حصہ تعزیرات پر مشتمل ہے اُسے حدود آرڈیننس سے الگ کر کے تعزیرات پاکستان میں شامل کیا جائے۔ ان دفعات کا حدود سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہیں حدود آرڈیننس میں شامل کرنا اور انہیں کتاب وسنت کے قوانین قرار دینا خلاف واقعہ اور افتراء علی اللہ (اللہ پر بہتان) ہے۔ البتہ جن دفعات کا تعلق حد قذف سے ہے وہ بجا طور پر اس امر کی متقاضی ہیں کہ کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا جائے کہ آیا واقعتاً وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہم آہنگ ہیں؟ اگر نہیں تو ان میں کیا تبدیلی کی جائے تا کہ وہ اسلام کے مخصوص اور غیر مبدل قوانین کے مطابق ہو جائیں۔

اس حوالے سے جب حد قذف آرڈیننس کا مطالعہ کیا گیا تو مندرجہ ذیل دفعات پر کتاب وسنت کی روشنی میں ازسرنو غور کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی:

۱۔ حد قذف کا دائرہ کار (دفعہ ۱)

۲۔ قذف کی تعریف (دفعہ ۳)

۳۔ گواہی اور تزکیۃ الشہود (دفعہ ۴)

۴۔ استغاثہ کون دائر کرسکتا ہے؟ (دفعہ ۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ حد زنا میں گواہوں کا چار سے کم رہ جانا (دفعہ ۹)

۶۔ ایسے مقدمات جن میں حد قذف نافذ نہیں کی جا سکتی (دفعہ ۹)

ا۔ حد قذف کا دائرہ کار

حد قذف آرڈیننس کی دفعہ نمبر ا،۲ کے تحت یہ آرڈیننس تمام پاکستان پر وسعت پذیر ہو گا۔

اس سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا غیر مسلم بھی اس آرڈیننس میں شامل ہیں یا نہیں؟ حد زنا آرڈیننس پر بحث کے دوران ہم نے اس سوال پر سیر حاصل بحث کی ہے، البتہ حد قذف اور حد زنا میں ایک بنیادی فرق ہے اور وہ یہ کہ حد زنا خالصتاً حق اللہ ہے جبکہ حد قذف صرف حق اللہ نہیں بلکہ بندے کا حق بھی اس سے متعلق ہے، کیونکہ قذف کی وجہ سے اس شخص کی آبرو پر حرف آتا ہے، اور اس کی بدنامی اور رسوائی ہوتی ہے جسے قذف کیا گیا ہو۔ قذف کے اس پہلو پر فقہاء نے توجہ دی ہے:

حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ قذف میں حق اللہ اور بندے کے حق کا امتزاج ہے البتہ اس میں اللہ کا حق غالب ہے۔ قذف کسی کی عزت پر حملہ کرنے کا جرم ہے اور اس جرم پر سزا دینا مصلحت عامہ کا تقاضا ہے، اس میں بندوں کی مصلحت، لوگوں کی عزتوں کی حفاظت اور لوگوں سے فساد دور کرنے کا اہتمام ہے۔ (۲)

شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ حد قذف خالصتاً اس بندے کا حق ہے جسے قذف کیا گیا ہے، کیوں کہ قذف کسی کی عزت پر حملہ ہے اور عزت متعلقہ فرد کا ذاتی حق ہے (۳)

اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر قذف کا مقدمہ عدالت میں پہنچ جائے تو مقذوف کو معافی کا اختیار ہے نہ صلح کا اور نہ معاوضہ لینے کا۔ اگر مقذوف مر جائے تو حد ختم نہیں ہوتی۔ شافعیہ کے نزدیک مقذوف کسی بھی مرحلے پر معاف کر سکتا ہے، صلح بھی کر سکتا ہے اور معاوضہ لے کر بھی چھوڑ سکتا ہے۔ اگر کارروائی کے دوران مقذوف مر جائے تو ورثاء مقدمہ جاری رکھ سکتے ہیں۔ (۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا اختلاف میں اس امر پر اتفاق ہے کہ قذف بندے کا حق بھی ہے خواہ خالص بندے کا حق ہو یا اللہ اور بندے دونوں کے حقوق کا امتزاج ہو، لیکن جب یہ امر ثابت ہے کہ قذف بندے کا حق بھی ہے تو اس سے غیر مسلموں کا استثناء درست نہیں ہے۔

کسی کی عزت پر جو کوئی حملہ کرے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اسے اس کی سزا ملنی چاہیے۔ اس دفعہ کو جب دفعہ ۵ کی تشریح نمبر ا کے ساتھ ملا کر پڑھیں جس میں محصن کی تعریف کی گئی ہے تو ایک کھلا تضاد سامنے آتا ہے، اس پر بحث متعلقہ مقام پر کی جائے گی۔

۲۔ قذف کی تعریف

آرڈیننس کی دفعہ ۳ میں قذف کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"جو کوئی بھی الفاظ کے ذریعے چاہے وہ بولے گئے ہوں یا جن کا پڑھا جانا مقصود ہو یا علامتوں کے ذریعے یا مرئی تمثیلات کے ذریعے، کسی شخص سے متعلق، اسے ضرر پہنچانے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے یا یہ باور کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ ایسا اقدام مذکورہ شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گا یا اس کے جذبات کو مجروح کرے گا، زنا کا الزام لگائے یا شائع کرے تو وہ ماسوائے ان صورتوں میں جنہیں بعد ازیں مستثنیٰ قرار دیا گیا، قذف کا مرتکب کہلائے گا"

اس دفعہ میں دو امور مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں:

ا۔ حقیقت پر مبنی اتہام جس کے لگائے جانے یا شائع کئے جانے کا تقاضا مفاد عامہ کرتا ہو:

یہ قذف نہیں ہے کہ کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے، اگر اتہام حقیقت پر مبنی ہو اور مفاد عامہ میں لگایا جائے یا شائع کیا جائے۔ یہ امر متعلقہ واقعات ہے کہ آیا یہ مفاد عامہ میں ہے یا نہیں۔

۲۔ مجاز شخص کے سامنے نیک نیتی سے عائد کیا گیا الزام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماسوائے ان صورتوں کے جو بعدازیں مذکور ہیں یہ قذف نہیں ہے کہ کسی شخص کے خلاف ایسے اشخاص میں سے کسی ایک کے سامنے جو اس شخص پر الزام کے موضوع کے نسبت اختیار مجاز کے حامل ہوں نیک نیتی سے زنا کا الزام عائد کیا جائے''۔(۵)

قذف کی مذکورہ بالا تعریف کا جائزہ

قذف کی تعریف تمام فقہاء کے نزدیک یہ ہے:

''کسی پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانا یا اس کے نسب کا انکار کرنا''(۶)

دونوں تعریفوں میں فرق

فقہاء کی تعریف کی رو سے کوئی بھی شخص کسی پاک دامن فرد پر زنا کا الزام عائد کرتا ہے یا اس کے معلوم نسب کا انکار کرتا ہے تو وہ قذف کا مرتکب ہے، خواہ وہ نیک نیتی سے ایسا کرے، اپنی تحقیق کی بنا پر، اپنے علم کے مطابق، دوستی، محبت اور پیار میں یا کسی بھی طریقے سے ایسے الفاظ ادا کرنا قذف ہے جبکہ آرڈیننس کے الفاظ ''اسے ضرر پہنچانے کے نیت سے یا یہ جانتے یا یہ باور کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ ایسا اقدام مذکورہ شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گا یا اس کے جذبات کو مجروح کرے گا'' نے ایک ایسی شاہراہ کھول دی ہے کہ کوئی بھی شخص کسی کو قذف کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ:

''میری نیت یہ نہیں تھی کہ اسے ضرر پہنچے یا اس کی شہرت داغ دار ہو یا جذبات مجروح ہوں بلکہ میں نے نیک نیتی سے یا ہنسی مذاق میں یا محبت میں ایسا کہہ دیا'' تو آرڈیننس کی رو سے یہ قذف نہیں ہوگا، کیونکہ اس دھرتی پر ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے، جس سے یہ معلوم کیا جائے کہ کسی شخص کی نیت کیا تھی؟

جہاں تک نیت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی گناہ حسن نیت سے معصیت کے دائرے سے خارج نہیں ہو جاتا۔ کسی بھی رشوت خور، بددیانت اور سمگلر کے گھر ڈاکہ ڈال کر اس کی دولت غرباء میں تقسیم کرنے سے ڈاکے کا جرم معاف نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ قرآنِ حکیم نے قذف کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ والذین یرمون المحصنات ثم لم یاَتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولاتقبلوا لهم شهادة ابدا اولئک هم الفاسقون﴾ (۷)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انھیں اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔''

اس آیت میں دو ہی شرائط مذکور ہیں:

۱۔ جس عورت پر تہمت لگائی گئی ہو وہ محصنہ ہو۔

۲۔ تہمت لگانے والا چار گواہ نہ پیش کر سکے۔

قرآن، سنت اور فقہ اسلامی میں سے کسی نے بھی ''نیت'' کی شرط عائد نہیں کی۔ اس لئے یہ شرط کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

اسی دفعہ کے پہلے استثناء میں ہے:

''یہ قذف نہیں ہے کہ کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے، اگر اتہام حقیقت پر مبنی ہو اور مفاد عامہ میں لگایا جائے یا شائع کیا جائے۔ یہ امر متعلقہ واقعات ہے کہ آیا یہ مفاد عامہ میں ہے یا نہیں''۔

یہ استثناء انتہائی مبہم ہے، غالباً قانون ساز افراد اس صورت کو مستثنیٰ قرار دینا چاہتے تھے کہ ''اگر عدالت کے فیصلے میں کسی کے خلاف زنا کا جرم ثابت ہوگیا تو اس کا اظہار یا اشاعت اگر مفاد عامہ میں ہو تو قذف نہیں''، لیکن اس سیدھے سادے بیان کو چھوڑ کر ایسی الجھی ہوئی عبارت تحریر کی گئی ہے جس میں مندرجہ ذیل امور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ابہام پیدا کر دیا ہے:

۱۔ کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے: درحقیقت صرف اس صورت میں زنا کی تہمت قذف نہیں قرار پائے گی جبکہ کسی شخص پر زنا عدالت میں ثابت ہو گیا ہو، اس کے علاوہ قرآن کی رو سے ہر تہمت قذف ہے، لہذا جب تک یہ تہمت ہے اسے کسی طرح قذف سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ اتہام حقیقت پر مبنی ہو: آرڈیننس کے الفاظ یہ نہیں بتاتے کہ اس امر کا تعین کیسے ہوگا اور کون کرے گا کہ اتہام حقیقت پر مبنی ہے کہ نہیں؟

۳۔ اتہام مفاد عامہ میں لگایا جائے یا شائع کیا جائے: ان الفاظ کے ذریعے میڈیا اور پریس کے ذریعے جن بے گناہ افراد پر اتہام لگایا جاتا ہے ان کو قانونی چارہ جوئی کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے، کیوں کہ دنیا بھر میں میڈیا کا اس امر پر اصرار ہے کہ وہ جو کچھ بھی شائع یا نشر کرتا ہے وہ مفاد عامہ میں کرتا ہے، جبکہ قذف اگر حقیقت پر مبنی ہو تب بھی اس کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة ﴾ (۸)

''جو لوگ اہل ایمان میں بے حیائی کی نشر و اشاعت پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

نیز ارشادِ نبوی ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده (۹)

مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

نیز فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من ستر مسلما ستره الله فی الدنیا والاخرة(۱۰)

جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

ابوداؤد میں ہے کہ ماعز اسلمی نے ھزال کے کہنے پر آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اعتراف زنا کیا۔

آپ نے ھزال سے فرمایا:

لو سترته بثوبک لکان خیرا لک(۱۱)

اگر تو اس پر اپنا کپڑا ڈال کر اس کی پردہ پوشی کر لیتا تو تیرے لئے بہتر تھا۔

اس دفعہ میں صرف یہ استثناء ہو سکتا ہے کہ:

''اگر عدالت کے فیصلے کے مطابق کسی شخص کا جرم زنا ثابت ہو جائے تو مفاد عامہ کے تحت اسکا اظہار یا اشاعت قذف نہیں ہوگا''

کیوں کہ یہ عدالتی فیصلے کا اظہار ہے اپنی طرف سے اتہام نہیں ہے۔

اس دفعہ کا دوسرا استثناء یہ ہے کہ مجاز شخص کے سامنے نیک نیتی سے عائد کیا گیا الزام قذف نہیں ہے۔

درحقیقت یہ استثناء مزید ابہام پیدا کرنے کا موجب ہے۔ غالباً قانون ساز افراد یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ:

''اگر کوئی شخص عدالت مجاز کے سامنے کسی شخص پر الزام عائد کرتا ہے تو وہ قذف نہیں ہے''

لیکن اس سیدھی سادی بات کو ایسے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جن سے مفہوم کچھ کا کچھ ہو گیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حدود کے مقدمات میں کوئی شخص مجاز نہیں ہوتا بلکہ صرف عدالت مجاز ہوتی ہے نیز الزام کا تعلق نیک نیتی یا بدنیتی سے نہیں ہے بلکہ اس امر سے ہے کہ الزام عائد کرنے والا چار سچے گواہ پیش کر سکتا ہے یا نہیں، نیز گواہی دینے والوں کی تعداد چار ہونا ضروری ہے اور وہ چاروں قابل اعتماد ہوں۔ اگر گواہوں کی تعداد چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کم ہو یا چاروں قابل اعتماد نہ ہوں تو الزام خواہ نیک نیتی سے لگایا گیا ہو اور مجاز اتھارٹی کے سامنے لگایا گیا ہو حد قذف جاری ہو جائے گی ۔ صرف میاں بیوی کا الزام اس سے مستثنیٰ ہے :

مدینہ منورہ میں سب سے بڑی مجاز شخصیت رسول اللہ ﷺ کی تھی ۔ بخاری، ابوداؤد، مسند احمد میں ابن عباس کی روایت ہے کہ ھلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ ملوث اپنی آنکھوں سے دیکھا اور معاملہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا، آپ نے فرمایا :

البینة او حد فی ظهرک (۱۲)

ثبوت لاؤ ورنہ تمھاری پیٹھ پر حد قذف کے کوڑے برسیں گے ۔

ھلال نے کہا، اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، میں بالکل صحیح واقعہ عرض کر رہا ہوں جسے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی میرے معاملے میں ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچا لے گا، اس پر آیت لعان نازل ہوئی، جس میں میاں بیوی میں تصفیہ کا طریقہ واضح کیا گیا ۔

نیز اس استثناء کی رو سے عدالت کے سامنے اگر چار سے کم تعداد میں افراد کسی کے خلاف ارتکاب زنا کی گواہی دیں یا چار افراد گواہی دیں لیکن ان میں سے بعض قابل اعتماد نہ ہوں تو گواہوں پر حد قذف جاری نہیں ہوگی، جبکہ یہ قانون درست نہیں ہے ۔

اگر گواہوں کی تعداد چار سے کم ہو تو امت کا اجماع ہے کہ ان سب پر حد قذف جاری ہوگی جس کی تفصیل حد زنا کے ذیل میں گزر چکی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے خلاف گواہی دینے والے تین افراد ابوبکرہ، نافع اور شبل پر حد قذف جاری کر دی تھی ۔

اگر ان میں سے بعض گواہ ناقابل اعتماد ہوں تو امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک قذف کرنے والا اور اس کے گواہ سب حد کے مستحق ہوں گے، البتہ حنفیہ کے نزدیک اگر گواہ فاسق ہوں تو ان کی گواہی تو قبول نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی لیکن قذف کرنے والا حد قذف سے بچ جائے گا۔

بہرحال یہ استثناء اسلامی تعلیمات کی رو سے غلط ہے، اسے تبدیل کردیا جائے۔

حد قذف میں محصن کی تعریف

قذف آرڈیننس کی دفعہ ۵ میں قذف مستوجب حد کے زیر عنوان مندرجہ ذیل اندراج ہے:

''جو کوئی بھی بالغ ہوتے ہوئے، قصداً اور بلا ابہام کسی خاص شخص کے خلاف جو محصن ہو اور جماع کرنے پر قادر ہو، قذف زنا مستوجب حد کا ارتکاب کرے تو وہ اس آرڈیننس کے احکام کے تابع قذف مستوجب حد کا مرتکب کہلائے گا''۔

اس دفعہ کی تشریح نمبر ا میں محصن کی تعریف یوں کی گئی ہے:

''اس دفعہ میں محصن سے کوئی ایسا عاقل و بالغ مسلمان مراد ہے جس نے یا تو جماع کیا ہی نہ ہو یا صرف اپنے یا اپنی جائز طور پر منکوحہ خاوند یا زوجہ سے کیا ہو''۔

حد قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱،۲ کو دفعہ ۵ کی مذکورہ بالا تشریح کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو ایک کھلا تضاد سامنے آتا ہے۔ دفعہ ۱ (۲) کے تحت یہ قانون پورے پاکستان پر نافذ ہوتا ہے جبکہ دفعہ ۶ کی تشریح نمبر ا کے تحت اس کا نفاذ صرف اس صورت میں ہوگا جبکہ کسی محصن کو قذف کیا جائے اور محصن سے مراد ایسا عاقل بالغ مسلمان ہے جس نے یا تو جماع کیا ہی نہ ہو یا اپنے جائز شوہر یا بیوی سے جماع کیا ہو۔

گویا اس تشریح کی رو سے:

۱۔ غیر مسلم مرد یا عورت محصن/محصنہ نہیں ہیں اور انہیں قذف کرنے پر حد نہیں ہے۔

۲۔ نابالغ اور غیر عاقل کو قذف کرنے پر حد نہیں ہے۔

محصن پر تفصیلی بحث حد زنا کی ذیل میں گزر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حکیم میں حد قذف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

﴿ والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولاتقبلوالهم شهادة ابدا اولئک هم الفاسقون﴾ (۱۳)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انھیں اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔''

اس آیت میں:

۱۔ اصل سزا ان افراد کے لئے ہے جو محصنات (پاک دامن خواتین) پر الزام لگاتے ہیں۔ مردوں کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ مردوں کو دوسرے دلائل کے تحت اس حکم میں شامل کیا گیا ہے۔

۲۔ محصنات کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کا اطلاق قرآن حکیم میں مندرجہ ذیل خواتین پر ہوا ہے:

۱۔ آزاد عورت: سورۃ النساء ۴: ۲۵ میں محصنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں۔

﴿ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ماملکت ایمانکم﴾

''جو کوئی تم میں سے آزاد ایمان والی خواتین سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو باندیوں سے نکاح کرلے''۔

۲۔ پاک دامن عورتیں: خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم: سورۃ المائدہ ۵: ۵ میں بتایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کی پاک دامن عورتوں اور اہلِ کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

﴿والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتو الکتاب من قبلکم اذا اتیتموهن اجورهن﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اہلِ ایمان کی پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (تمھارے لئے حلال ہیں) جبکہ ان کے مہر ادا کردو''

۳۔ شادی شدہ عورت: سورۃ النساء ۴: ۲۴ میں محصنات سے شادی شدہ عورت مراد ہے۔

﴿والمحصنات من النساء﴾

''شادی شدہ عورتوں سے نکاح حرام ہے''۔

سورۃ النور ۲۴: ۴ میں المحصنات کا لفظ عام ہے اس میں اسلام کی شرط کا اضافہ کرنا اصول فقہ کے مسلمہ قواعد کی رو سے درست نہیں جبکہ قرآنِ حکیم اہلِ کتاب کی پاک دامن خواتین کے لئے بھی محصنات کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ لہذا اس عام لفظ کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ہر پاک دامن خاتون، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، مسلمان ہو یا غیر مسلم شامل ہے اگر اس سے صرف مسلمان خواتین مراد ہوتیں تو قرآنِ حکیم اس کے ساتھ المومنات کا اضافہ کرتا جیسا کہ اس نے سورۃ النور کی آیت ۲۳ میں کیا ہے۔

پاک دامن غیر مسلم خواتین کے ناموس کے تحفظ کو اسلامی قوانین حدود میں کم تر قرار دینے کے بعض خوفناک نتائج بھی سامنے آتے ہیں اور وہ یہ کہ اسلام نے اہلِ کتاب کی پاک دامن خواتین سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی ایک صحابہ کرام نے اہلِ کتاب کی خواتین سے نکاح کئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے نائلہ بنت الفرافضہ الکلبیہ سے نکاح کیا تو وہ عیسائی تھیں، بعد میں مسلمان ہو گئیں۔ حضرت حذیفہ نے مدائن میں ایک یہودی خاتون سے نکاح کیا۔ حضرت جابرؓ سے یہودی یا عیسائی خاتون سے نکاح کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے جب سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں کوفہ فتح کیا تو اہلِ کتاب کی عورتوں سے شادیاں کیں۔ (۱۴)

اگر مسلمانوں اور صحابہ کرام کے نکاح میں آنے والی غیر مسلم خواتین کے ناموس کو اسلامی قانون تحفظ نہیں دے گا تو کیا ان خواتین کے بچوں کو اگر ان کی والدہ کے حوالے سے قذف کیا جائے تو اسلامی قانون حدود خاموش تماشائی بنا رہے گا؟ جس قانون میں صحابہ کرام کی پاک دامن غیر مسلم بیویاں اور ان کی اولاد قذف سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ نہ ہوا سے اسلامی قوانین حدود کہنا کہاں کا اسلام ہے؟

اس قانون کی رو سے اگر کسی نابالغ لڑکی کو قذف کیا جائے تو قذف کرنے والا اس پاک دامن لڑکی کی ساری زندگی اور اس کے مستقبل کو تباہ کرنے کے باوجود حد قذف سے بچ جائے گا کیونکہ وہ لڑکی بالغ نہ ہونے کے باعث محصنہ نہیں ہوئی۔

اس ساری قانون سازی میں جو بنیادی خرابی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام نے جو قانون معاشرے میں برائی کی تشہیر کرنے اور لوگوں کی عزت و ناموس پر حرف گیری کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے بنایا تھا سے ان کے تحفظ کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ قانون کے نفاذ میں دراصل مجرم کی حالت دیکھی جاتی ہے کہ وہ عاقل و بالغ اور مکلّف ہو نہ یہ کہ اس فرد کی حالت دیکھی جائے جس کو قذف کیا گیا ہے۔ کیا کسی نابالغ کو قتل کرنا یا اس کا مال چھیننا یا چوری کرنا بالغ کو قتل کرنے یا اس کے مال پر ڈاکہ ڈالنے اور چوری کرنے سے کمتر جرم ہے۔ جرائم میں مجرم کی حالت دیکھی جاتی ہے۔ البتہ حد قذف میں قرآن حکیم نے اس فرد کے لئے جسے قذف کیا گیا ہو ایک ہی شرط عائد کی ہے اور وہی ایک شرط قانون کی نگاہ میں ضروری اور معقول ہے اور وہ یہ کہ جس شخص کو قذف کیا گیا ہو وہ پاک دامن ہو۔ اگر اسے کسی عدالت نے بدکاری کا مجرم قرار دیا ہو تو اس کا اظہار قذف نہیں ہے۔ باقی شرائط مجرموں کو تحفظ فراہم کرنے اور پاک دامن افراد کی عزت و ناموس کو عدم تحفظ کا شکار کرنے کا ذریعہ ہیں جو کتاب اللہ سے ہم آہنگ ہیں نہ عدل و دانش کے مطابق۔ یہ دفعہ نہ صرف کتاب وسنت سے بلکہ قانون سازی کے بنیادی تقاضوں سے بھی متصادم ہے اس لئے اسے تبدیل کر دیا جائے۔

گواہی اور تزکیہ الشہود

حدود آرڈیننس میں زنا اور قذف مستوجب حد کے ثبوت کے ذرائع میں گواہی کے بیان میں یہ ہے کہ:
زنا میں چار بالغ مسلمان مرد گواہ (دفعہ ۸، ب) اور قذف میں دو بالغ مسلمان مرد گواہ (دفعہ ۶، ج) ہوں، جن کے بارے میں عدالت کو تزکیہ الشہود کے مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے اطمینان ہو کہ وہ عادل اشخاص ہیں اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلا واسطہ اور چشم دید گواہ ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ملزم غیر مسلم ہو تو گواہ غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

نیز دفعہ ۷ (۲) میں ہے: کوئی شخص قذف مستوجب حد جرم کے لئے سزایاب ہو چکا ہو، اس کی گواہی کسی عدالت میں قابل سماعت نہیں ہوگی۔

ان دفعات پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ گواہی کے لئے مسلمان اور مرد کی شرط عائد کرنا آئین کے آرٹیکل ۲۵ کے خلاف ہے، جس میں پاکستان کے تمام شہریوں کو برابر حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔

۲۔ تزکیہ الشہود کے بارے میں جو شرائط ہیں کہ گواہ عادل ہوں اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والے ہوں۔

ان شرائط پر پورے اترنے والے گواہ ہمارے سماجی اور معاشی تمدن میں دستیاب ہونے بہت مشکل ہیں۔

۳۔ جس شخص کو ایک بار قذف میں حد کی سزا ہوگئی ہو اسے یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اسکی گواہی کسی عدالت میں قبول نہیں ہوگی، لہذا وہ اپنے الزامات کے لئے کسی عدالت میں جوابدہ نہیں ہوگا۔ اور اسے سزا نہیں مل سکے گی۔ ایسے اشخاص کو باآسانی جرائم کے مخبر کے طور پر یا کسی کے خلاف یا وہ گوئی کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔

اب ہم کتاب وسنت کی روشنی میں ان دفعات اور اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ گواہی کے لئے مسلمان کی شرط

غیر مسلموں کی ایک دوسرے کے بارے میں گواہی کو آرڈیننس نے درست قرار دیا ہے البتہ آرڈیننس کی رو سے غیر مسلم کی گواہی کسی مسلمان کے خلاف قبول نہیں ہوگی۔

اس کی دلیل میں مندرجہ ذیل آیات پیش کی جاتی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿واستشھدوا شھیدین من رجالکم﴾(۱۵)

''اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنالو''۔

﴿واشھدوا ذوی عدل منکم﴾(۱۶)

''اپنے میں سے دو عادل گواہ بنالو''

ان آیات کی بنا پر یہ رائے اختیار کی گئی کہ غیر مسلم کی گواہی مسلمانوں کے بارے میں قابلِ قبول نہیں، البتہ قرآن حکیم نے ایک موقع پر غیر مسلموں کی مسلمانوں کے خلاف گواہی کو قبول کرتے ہوئے کہا ہے:

﴿یایھا الذین امنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنن ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت تحبسونھما من بعد الصلوۃ فیقسمن باللہ ان ارتبتم لانشتری بہ ثمنا ولو کان ذا قربی ولا نکتم شھادۃ اللہ انا اذا لمن الاثمین. فان عثر علی انھما استحقا اثما فاخرن یقومن مقامھما من الذین استحق علیھم الاولین فیقسمن باللہ لشھدتنا احق من شھادتھما وما اعتدینا انا اذا لمن الظلمین. ذالک ادنی ان یاتوا بالشھادۃ علی وجھھا او یخافو ان ترد ایمان بعد ایمانھم﴾ (۱۷)

''اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیّت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ تم میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر مسلموں سے دو گواہ لے لئے جائیں۔ پھر اگر کوئی شک پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لیا جائے اور وہ دونوں خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کی لئے شہادت بیچنے والے نہیں ہیں، خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور نہ خدا واسطے کی گواہی کو ہم چھپاتے ہیں اگر ہم نے ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو گنا گاروں میں شمار ہوں گے، لیکن اگر پتا چل جائے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص جو ان کی بہ نسبت شہادت دینے کے اہل تر ہوں، ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ''ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے۔ اس طریقے سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے یا کم از کم اس بات کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسموں سے کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے''۔

ان آیات سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ سفر کے دوران، وصیّت کے معاملات میں اگر مسلمان دستیاب نہ ہوں تو غیر مسلموں کو گواہ بنایا جاسکتا ہے۔

اگر ان آیات پر گہری نظر ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ اللہ کا اس قانون سے مقصد یہ ہے کہ عدل قائم ہو اور کسی فرد کی حق تلفی نہ ہو، کسی شخص کے ساتھ زیادتی نہ ہو اور تمام حقائق صحیح طور پر سامنے آئیں۔

۲۔ اگر مسلمان موجود ہوں اور گواہ بنانے کا مرحلہ ہو نہ یہ کہ خود بخود ہنگامی حالات میں گواہ بن جانے کا تو مسلمانوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو گواہ بنایا کریں۔

۳۔ اگر ضرورت ہو تو غیر مسلموں کو گواہ بنایا جاسکتا ہے۔

۴۔ گواہی کو محض ایک رسمی چیز نہ قرار دیا جائے بلکہ اس سے اصل مقصد عدل کا قیام اور اہل حقوق کو ان کے حقوق ادا کرنے کو پیشِ نظر رکھا جائے، اس لئے گواہوں کے بارے میں تحقیق کر لی جائے کہ کیا وہ سچے ہیں۔ اگر جھوٹے نکلیں تو ان کے خلاف تحت ضابطہ کارروائی کی جائے۔

اگرچہ فقہاء نے اس حکم کو سفر کے ساتھ مختص کیا ہے اور ایسے حالات سے مقید کیا ہے جن میں کوئی مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ دستیاب نہ ہو لیکن قرآن حکیم میں یہ شرائط مذکور نہیں ہیں بلکہ قرآن کی ایک دوسری آیت غیر مسلموں کے حوالے سے قرآن کے مقصد شہادت پر مزید روشنی ڈلتی ہے:

ومن اھل الکتاب من ان تامنه بقنطار یوده الیک ومنھم من ان تامنه بدینار لایوده الیک الا ما دمت علیه قائما(۱۸)

اہلِ کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس پر اعتبار کر کے مال و دولت کا ڈھیر بھی دے دو تو وہ تمھارا مال تمھیں ادا کر دے گا اور کوئی ایسا ہے کہ اگر تم ایک دینار کے معاملے میں بھی اس پر بھروسہ کرو تو وہ ادا نہیں کرے گا الا یہ کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ۔

ان آیات کو ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اختلاف دین کسی کے سچے یا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اصل میں یہ عدالتوں کا کام ہے کہ وہ اپنا نظام شہادت اس انداز سے مرتب کریں کہ حقائق سامنے آسکیں، کسی کو جھوٹ بولنے کی جرأت نہ ہو اور عدل کا قیام عمل میں آئے۔

تزکیہ الشہود کے بارے میں جو شرائط اس دفعہ میں رکھی گئی ہیں، ان کے مطابق گواہوں کی دستیابی دورِ حاضر میں ایک مشکل امر ہے، جو شرائط کسی دور میں فقہاء نے اس حوالے سے مرتب کیں تھیں کہ ان کو ملحوظ رکھ کر حقائق کا علم اور عدل کا قیام آسان ہوسکتا ہے، ان کو لفظ بہ لفظ نقل کر دینے کے بجائے یہ دیکھنا چاہئے کہ گواہی کا معیار جانچنے سے کتاب وسنت کا مقصد کیا ہے۔

قرآنِ حکیم ہمیں جا بجا قیام عدل کی تلقین کرتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

یاایھا الذین امنوا کونوا قومین بالقسط شھدآء لله ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا (۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ایمان والو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو، اگرچہ تمھارے انصاف اور تمھاری گواہی کی زد خود تمھاری ذات پر یا تمھارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، لہذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔

نیز فرمایا:

یاایھا الذین امنوا کونوا قومین شھدآء للہ بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی (۲۰)

اے ایمان والو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو، یہی خدا ترسی کے قریب تر ہے۔

جہاں تک کسی فاسق شخص کی گواہی قبول کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ ہے تو قرآن حکیم نے صرف ایسے شخص کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کر دی ہے جس نے کسی پر زنا کی تہمت لگائی، اس پر چار گواہ نہیں پیش کر سکا اور اسے قذف میں سزا ہوگئی، اس کے علاوہ جو فاسق افراد ہیں ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

یاایھا الذین امنوا ان جائکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین (۲۱)

اے ایمان والو، اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن القیم نے الطرق الحکمیۃ میں اس مسئلہ پر تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر لوگوں کی اکثریت فاسق ہو تو ان کی ایک دوسرے سے متعلق گواہی قبول کی جائے گی اور ان میں سے جو نسبتاً بہتر ہوں ان کی گواہی پر فیصلہ کیا جائے گا، یہی امر درست ہے جس پر عمل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ فقہاء کی اکثریت زبانی کلامی اس کے خلاف گفتگو کرتی ہے لیکن سب کا عمل اسی کے مطابق ہے۔ اگر غالب گمان یہ ہو کہ فاسق سچ بولتا ہے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے۔ ضروری نہیں کہ جو شخص فاسق ہو وہ لازماً دروغ گو بھی ہو۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ فاسق سچ کہتا ہے اور اس کا فسق کسی اور نوعیت کا ہے تو اس کی گواہی رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مشرک کو جس کی صداقت و دیانت پر آپ کو اعتماد تھا سفر ہجرت میں اپنا راہنما بنا کر اپنی سواری اس کے سپرد کر دی اور اس کی راہنمائی میں سفر طے کیا۔ (۲۲)

حیرت کی بات ہے کہ مال کے تحفظ کے لیے غیر مسلموں کی گواہی قابل قبول ہے (المائدہ: ۵: ۱۰۶۔۱۰۸) لیکن عزت کے تحفظ کے لیے غیر مسلم کی گواہی رد کر دی جائے حالانکہ عزت کا تحفظ مال کے تحفظ سے زیادہ اہم ہے۔

عورت کی گواہی

جہاں تک عورت کی گواہی کا تعلق ہے تو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ رشیدہ پٹیل بنام فیڈریشن آف پاکستان، F.S.CP.128,P.L.D1989 میں یہ صراحت ہے کہ:

> ''بہرحال ہمارے نزدیک مخصوص حالات میں خواتین کی گواہی حدود و قصاص سب معاملات میں لی جاسکتی ہے'' (۲۳)

کتاب وسنت میں کوئی ایسی تصریح نہیں ہے جس سے یہ ثابت کیا جائے کہ کسی معاملے میں عورتوں کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔

رہی فیڈرل شریعت کورٹ کی یہ بات کہ عورتوں کی گواہی تو قابلِ قبول ہوگی لیکن اس پر حد جاری نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی، ایک ایسی رائے ہے جس کی تائید قرآن، حدیث اور قانونی دانش کسی چیز سے نہیں ہوتی۔

رہا اس پر یہ اعتراض کہ اگر حد قذف کے سزا یافتہ افراد کی گواہی ناقابلِ قبول قرار دی جائے تو انھیں کھلی چھٹی مل جائے گی کہ وہ جب اور جس پر چاہیں کیچڑ اچھالیں گے اور مخبروں کا پیشہ اختیار کر لیں گے، تو یہ اعتراض درست نہیں کیوں کہ قرآن حکیم نے سزا یافتہ افراد کو گواہی کی قبولیت کے اعزاز سے محروم کیا ہے، سزا کی اہلیت سے نہیں۔ اگر ایسا شخص دوبارہ قذف کا یا کوئی اور جرم کرے گا تو کسی دلیل کی رو سے سزا سے بچ نہیں سکے گا بلکہ شریعت کے عام اصول کے تحت عادی مجرم ہونے کے باعث زیادہ سزا کا مستحق ہوگا۔

کتاب وسنت میں ایسی کوئی نظیر نہیں ہے کہ جس مجرم کو ایک بار سزا ہو جائے اسے آئندہ کے لئے کھلی چھٹی مل جاتی ہے۔

استغاثہ کون دائر کرسکتا ہے؟

آرڈیننس کی دفعہ ۸ میں یہ بتایا گیا ہے کہ استغاثہ کون دائر کرسکتا ہے؟

اس دفعہ کے تحت اس آرڈیننس کے تحت کوئی کاروائی شروع نہیں کی جائے گی، سوائے اس کے کہ حسب ذیل کی طرف سے پولیس کو کی گئی رپورٹ پر یا کسی عدالت میں دائر شدہ استغاثہ پر ایسا کیا جائے یعنی:

الف۔ اگر وہ شخص جس کی نسبت قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو، زندہ ہو، تو مذکورہ شخص یا اس کی طرف سے مجاز کردہ کوئی شخص، یا

ب۔ اگر وہ شخص جس کی نسبت قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو، فوت ہو چکا ہو تو اس کے اجداد یا اولاد میں سے کوئی۔

اس دفعہ کے تحت یہ ضروری ہے کہ جس کے خلاف قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو، وہ یا اس کے فوت ہونے کی صورت میں اس کا کوئی جائز وارث اس کی طرف سے دعویٰ دائر کرے۔

جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے اگر قذف کا ارتکاب عدالت سے باہر کیا گیا ہو تو اس کی لئے مقذوف کو عدالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رجوع کرنا ہوگا، لیکن اگر عدالت میں کسی شخص کے خلاف زنا کے الزام میں مطلوبہ اہلیت کے چار گواہ نہیں ہیں یا ان کی گواہی قابل قبول نہیں ہے تو باقی تمام افراد کو عدالت فی الفور قذف کی سزا دے دے گی اور اس کے لئے کسی استغاثہ، دعویٰ، مقدمہ اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

اسلامی قوانین کی رو سے جب تک پہلے سے چار گواہ موجود نہ ہوں کوئی بھی شخص اگر کسی پر حد زنا کا الزام لگاتا ہے تو اُسے جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کی یہ دلیل قابلِ قبول نہیں ہوگی کہ اس نے نیک نیتی یا اپنے صحیح علم کی بنا پر الزام عائد کیا ہے یا وہ خود چشم دید گواہ ہے۔ کیونکہ ھلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحاء کے ساتھ بچشم خود ملوث دیکھا اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا:

چار گواہ لاؤ جو تمھاری سچائی کی گواہی دیں ورنہ تمھاری پیٹھ پر درے مارے جائیں گے۔

اور ھلال بن امیہ آیت لعان کے نزول کے ذریعے حد قذف سے بچ سکے ورنہ ان پر حد قذف جاری ہو جاتی۔

اسی بنا پر صحابہ کرام زنا کے الزام میں چار سے کم گواہ رہ جانے پر گواہوں پر حد قذف جاری کر دیتے تھے۔ اس کے لئے مقذوف کے استغاثے یا دعوے اور ثبوت کی ضرورت نہیں تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کا واقعہ اوپر ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں، جس میں حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے استغاثے اور مطالبے کے بغیر ان تین افراد پر حد قذف جاری کر دی تھی جنھوں نے ان کے خلاف جرم زنا میں ملوث ہونے کی چشم دید گواہی دی تھی۔

نیز قرآن حکیم کی آیت:

﴿ والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولاتقبلوا لهم شهادة ابدا اولئک هم الفاسقون﴾ (۷)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انھیں اسّی کوڑے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکم میں یہ نہیں کہا کہ مقذوف کو یہ حق ہے کہ وہ انہیں اسی کوڑے لگوانے کا مطالبہ کرے۔ بلکہ اسلامی معاشرے اور ریاست کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ خود بطور مستغیث ان کو اسی کوڑے لگوائے۔

اس فرق کو جاننے کے لئے اگر ان آیات کا قرآن کے حکمِ قصاص کے الفاظ سے موازنہ کیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے۔قصاص کے حکم میں ہے:

ومن قتل مظلوما فقد جعلنالو لیه سلطانا(۲۴)

''جو کوئی مظلوم مارا جائے تو اس کے ولی کو ہم نے اختیار دیا ہے''۔

یعنی قتل کی صورت میں ولی مستغیث ہوگا، جبکہ قذف کی صورت میں مقذوف نہیں بلکہ ریاست مستغیث ہوگی۔

لہذا یہ دفعہ قرآن اور سنت کے خلاف ہے۔اسے نہ صرف حذف کر دیا جائے بلکہ اس طرح تبدیل کر دیا جائے کہ عدالت میں قذف کی صورت میں ریاست خود مستغیث ہو اور عدالت بلا توقف حد قذف جاری کر دے۔

حاصل بحث

ا۔ درحقیقت اسلامی نظام قانون میں ہر حکم کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔فقہاء نے حد قذف کی حکمت یہ بتائی ہے کہ قذف کی وجہ سے مقذوف کو ایذا ہوتی ہے، اس کی شہرت داغدار ہوتی ہے، اس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ اگر کسی تہمت لگانے والے کی نیت نیک ہو تو اس کی لگائی ہوئی تہمت قذف نہیں ہے۔اسلامی فقہ کے طلبہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ احکام کا دارومدار علل پر ہوتا ہے حکم پر نہیں۔لہذا مذکورہ بالا دفعہ میں ''اسے ضرر پہنچانے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے یا یہ باور کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ ایسا اقدام مذکورہ شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گا یا اس کے جذبات کو مجروح کرے گا'' کے الفاظ کتاب وسنت کے خلاف ہیں، انھیں حذف کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قذف میں خواہ خالص بندے کی حق تلفی ہو یا اللہ اور بندے دونوں کے حقوق کی پامالی ہو، جب یہ امر ثابت ہے کہ قذف بندے کا حق بھی ہے تو اس سے غیر مسلموں کا استثناء درست نہیں۔

۳۔ دفعہ ۳ اور ۸ کی رو سے ایک بے گناہ شخص کو جھوٹے الزام سے بری ہونے کے بعد ایک دوسری طویل عدالتی کاروائی کی بھینٹ چڑھا کر اسلام کے دامن عدل کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ مستغیث کے طور پر نئے سرے سے طویل عدالتی چکروں میں پڑ کر اپنی زندگی کو مسائل، مصائب اور رسوائیوں کی آماج گاہ بنا لے۔ کتاب وسنت کی رو سے اگر زنا کا الزام عائد کرنے والا اور زنا کا ثبوت پیش کرنے والے گواہ عدالت میں زنا ثابت نہ کرسکیں تو انھیں فوری طور پر ملزم کے استغاثے کے بغیر حد قذف لگا دی جائے۔ ہماری رائے میں لوگوں کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے بالخصوص پاکستان کے معروضی حالات میں جہاں چار گواہ فراہم کرنا کوئی دشوار کام نہیں، امام مالک اور امام شافعی کی رائے پر عمل کرتے ہوئے، جب یہ ثابت ہو جائے کہ گواہ ناقابل اعتبار ہیں تو ان پر حد قذف جاری کر دی جائے تاکہ لوگ بے گناہ افراد کی عزتوں پر دھبہ لگانے سے باز رہیں۔

۴۔ قذف میں گواہی کی قبولیت کے لئے دین، عقیدے یا جنس کی قید لگانا کتاب وسنت کے مطابق درست نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار عدالت کے اعتماد اور عدم اعتماد پر ہے، اسلئے دفعہ ۷ کو حذف کر کے یہ امر عدالت پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حد قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱ تا ۸، تمام دفعات کتاب اللہ اور سنت کے خلاف ہیں، اس لئے ان کو تبدیل کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وتعلیقات

۱۔ ملاحظہ ہو: سورۃ النساء۴:۳۴ سورۃ النور۲۴:۴

۲۔ وھبہ الزحیلی ، الفقہ الاسلامی وادلتہ،ص۵۴۱۰

۳۔ ایضا

۴۔ ایضا

۵۔ حدود آرڈیننس ، حد قذف

۶۔عبدالقادرعودہ؛ التشریع الجنائی الاسلامی،۲: ۴۵۵؛ الفقہ الاسلامی وادلتہٗ ، ۵۳۹۷

۷۔ القرآن ، النور،۲۴:۴

۸۔ ایضا،۲۴:۱۹

۹۔ صحیح بخاری ، حدیث نمبر۱۰

۱۰۔ ابن ماجہ، حدیث نمبر۲۵۴۴

۱۱۔ ابوداود، حدیث نمبر ۴۳۷۷

۱۲۔ بخاری ، حدیث نمبر ۲۶۱۷؛ ابوداود،۲۲۵۴۔۲۲۵۶

۱۳۔ القرآن ، النور،۲۲۴:۴

۱۴۔ وھبہ الزحیلی ، الفقہ السلامی وادلتہ،۶۶۵۳

۱۵۔ القرآن ، البقرہ۲:۲۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٦۔ایضا،الطلاق،٦٥: ٢

١٧۔ایضا،المائدہ،٥: ١٦تا ١٨

١٨۔ایضا آل عمران ٣: ٧٥

١٩۔ایضا،النساء٤: ١٢٥

٢٠۔ایضا،المائدہ،٥: ٨

٢١۔ایضا،الحجرات ٤٩: ٦

٢٢۔ابن القیم،الطریق الحکمیہ،١٥٦۔١٥٧

٢٣۔F.S.C.P.L.D1989.128

٢٤۔القرآن،الاسراء ١٧: ٣٣

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

حدود آرڈیننس۔ مال کے خلاف جرائم

حدود آرڈیننس۔ مال کے خلاف جرائم

مال کے خلاف جرائم سے متعلق قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لیے ۱۰ فروری ۱۹۷۹ کو مال کے خلاف جرائم (نفاذ حدود) آرڈیننس نمبر ۶ جاری کیا گیا جو چھبیس دفعات پر مشتمل ہے۔ بنیادی طور پر مال کے خلاف جرائم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ سرقہ چوری

۲۔ حرابہ ڈاکہ

ان میں سے ہر قسم کے جرائم کی مزید دو دو قسمیں کی گئی ہیں:

۱۔ سرقہ موجب حد

۲۔ سرقہ موجب تعزیر

۱۔ حرابہ موجب حد

۲۔ حرابہ موجب تعزیر

آرڈیننس کے ابتدائیہ میں اس کے مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ کے بعد دفعہ ۲ تعریفات پر مشتمل ہے، جس میں بالغ، مجاز میڈیکل آفیسر، حد اور حرز کی تعریفات کی گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالغ کی تعریف

بالغ سے ایسا شخص مراد ہے جس کی عمر اٹھارہ سال ہو چکی ہو یا جو بلوغ کو پہنچ چکا ہو۔

بلوغ اور عمر کے تعین کے بارے میں حد زنا پر گفتگو کرتے ہوئے ہم فقہاء کی آراء اور اختلافات بیان کر چکے ہیں۔ اس موقع پر اس پر اضافہ کرتے ہوئے یہ بتانا ضروری ہے کہ سرقہ کا تعلق مال کے خلاف جرائم سے ہے اور قرآن حکیم نے مالی ذمہ داریوں کے لیے محض بلوغ کو کافی قرار نہیں دیا۔ سورۃ النساء میں یتامی کے حقوق (۵۔۱۰) کے ضمن میں ان کے مال کے تحفظ کے احکام کے ذیل میں قرآن کا حکم ہے کہ:

"وابتلوا الیتامی حتی اذابلغوا النکاح فان انستم منھم رشدافادفعوا الیھم اموالھم ولاتا کلو ھا اسرافاوبدارا ان یکبروا".(۱)

——"اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو، ایسا نہ کرنا کہ حد انصاف سے تجاوز کرتے ہوئے اس خیال سے ان کا مال جلدی جلدی کھا جاؤ کہ وہ بڑے ہو کر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یتامیٰ کا مال ان کے حوالے کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں

۱۔ بلوغ (Puberty)

۲۔ رشد (sound Judgement) یعنی مال کے صحیح استعمال کی اہلیت۔

اس کا مطلب یہ ہے کی اگر کوئی یتیم بالغ ہو جاتا ہے لیکن اس میں مال کے بارے میں رُشد پیدا نہیں ہوتا تو بالغ ہونے کے باوجود اس کا مال اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر بالغ ہونے پر مالی انتظامات کی سوجھ بوجھ پیدا نہیں ہوتی تو اُسے مزید تربیت دی جائے گی، یہاں تک کہ پچیس سال کا ہو جائے، اس کے بعد مال دے دیا جائے، جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک جب تک رُشد پیدا نہ ہو مال نہ دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔(۲)،اگر کوئی شخص بالغ ہونے کے باوجود مالی امور میں سوجھ بوجھ نہیں رکھتا تو امام شافعی کے نزدیک اس کے مالی تصرفات پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔کورٹ آف وارڈ (Court of ward) کا قانون انہیں آیات سے ماخوذ ہے۔

اسلامی قوانین میں حقوق اور فرائض ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہر حق کے مقابلے میں ایک ذمہ داری اور ہر ذمہ داری کے ساتھ ایک حق موجود ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص بالغ ہونے کے باوجود رُشد نہ ہونے کی وجہ سے مالی تصرفات کا حق نہیں رکھتا تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے مالی جرائم پر سزا بھی نہ دی جائے۔اس لیے مذکورہ بالا دفعہ میں بلوغ کے ساتھ رُشد (مالی معاملات کی سوجھ بوجھ) کی شرط ہونا ضروری ہے۔

حرز کی تعریف

دفعہ نمبر۲ میں حرز کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''حرز سے مال کی تحویل کے لیے کیا ہوا کوئی انتظام مراد ہے''

اس دفعہ کے ذیل میں دو تشریحات ہیں:

تشریح نمبر۱:

اس مال کے بارے میں جو کسی گھر میں رکھا ہوا ہو،خواہ اس کے دوازے بند ہوں یہ نہ ہوں یا جو کسی الماری یا صندوق یا دیگر ظرف میں رکھا ہو یا جو کسی شخص کی تحویل میں ہو،خواہ اسے مذکورہ تحویل کے لیے ادائیگی کی جاتی ہو یا نہیں، یہ کہا جائے گا کہ وہ حرز میں ہے۔

تشریح نمبر۲:

اگر کوئی ایک خاندان کسی گھر میں رہتا ہو تو پورا گھر ایک حرز پر مشتمل ہوگا،لیکن دو یا دو سے زیادہ خاندان ایک ہی گھر میں علیحدہ علیحدہ رہتے ہوں تو ہر ایک خاندان کے قبضے میں حصہ علیحدہ علیحدہ حرز پر مشتمل ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حرز'' کی تعریف میں فقہاء میں متعدد اختلافات ہیں، جس کی بنیاد ان کے زمانے اور علاقوں کی تمدنی عادات کے اختلاف پر ہے۔ عبدالقادر عودہ نے تصریح کی ہے کہ حرز کا دارومدار دراصل عرف پر ہے۔ بالعموم جس جگہ یا جس طریقے سے کوئی چیز رکھنے والا یہ سمجھتا ہو کہ یہ محفوظ رہے گی اور ضائع نہیں ہوگی وہ جگہ اور طریقہ حرز ہے (۳)۔

قرطبی کے مطابق لوگ اپنے اموال کی حفاظت کے لیے بالعموم جو طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ حرز کہلاتا ہے اور ہر چیز کا حرز مختلف ہوتا ہے (۴)۔

آرڈیننس میں دی گئی تشریح کی رو سے گھر کے باہر، گلی میں یا سڑک کے کنارے پارک کی ہوئی مقفل گاڑی یا اداروں، مارکیٹوں وغیرہ کے پارکنگ ایریا میں پارک کی ہوئی گاڑی کی چوری حرز سے چوری متصور نہیں ہوگی۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ دور حاضر کے تمدن میں ایسے مقامات پر پارک کی ہوئی گاڑیاں حرز میں سمجھی جانی چاہیئے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں مالکان رات کو گلیوں اور سڑکوں کے کنارے گاڑیاں مقفل کر کے پارک کر دیتے ہیں۔ اور ہمارے تمدن میں اسے محفوظ سمجھا جاتا ہے۔

آرڈیننس کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کی تخلیق وتدوین میں نص اور اجتہاد میں فرق ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے نہ فقہاء اور ائمہ کے اختلاف کا اور نہ تمدن کے بدلنے سے احکام کی تبدیلی کے اصول کو پیش نظر رکھا گیا۔

حیرت کی بات ہے کہ فقہاء نے جابجا اس امر کی تصریح کی ہے کہ جو شخص لوگوں کے رسم ورواج، تمدنی اور معاشرتی تبدیلیوں اور عادات ورسوم کے اختلاف سے واقف نہ ہو اُسے فتویٰ دینے کا حق حاصل نہیں ہے، چہ جائیکہ قانون سازی کے لیے ان امور کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرقہ کی تعریف

آرڈیننس کی دفعہ ۵ میں اس سرقہ کا ذکر ہے جو موجب حد ہے اور دفعہ ۹ میں اس کی سزا متعین کی گئی ہے جو پہلی بار ارتکاب جرم پر دایاں ہاتھ کاٹنا اور دوسری بار ارتکاب جرم پر بایاں پاؤں کاٹنا اور تیسری بار عمر قید ہے لیکن اتنی عبرت ناک سزائیں جس جرم پر دی جارہی ہیں آرڈیننس میں اس کی تعریف ہی سرے سے موجود نہیں ہے۔ جب کہ کتب فقہ میں سرقہ کی تعریف اور اس کی شرائط تفصیل سے موجود ہیں۔

اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ یہ آرڈیننس نہ صرف یہ کہ جلدی میں نافذ کر دیا گیا بلکہ اس پر اس درجے میں بھی غور وفکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ جن جرائم پر حدود جاری کی جاتی ہیں ان کی جامع و مانع تعریف کی جائے تا کہ کسی بے گناہ کو سزا نہ ہو۔ مزید برآں یہ آرڈیننس جاری ہوئے اب پچیس سال گزر چکے ہیں، اس طویل عرصے مین ان کی گوناگوں خامیاں علماء، عوام، وکلاء، ججز اور معاشرے کے مختلف طبقوں کے سامنے واضح ہوگئی ہیں لیکن ان پر نظر ثانی بھی گوارا نہیں کی گئی۔

نصاب

آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں سرقہ مستوجب حد کا نصاب متعین کیا گیا ہے، جو یہ ہے:

سرقہ مستوجب حد کے لیے سرقہ کے وقت ۴۵۷ء۴ گرام سونا یا اس کے مساوی مالیت کا دوسرا مال نصاب ہے۔

تشریح:

اگر سرقے کا ارتکاب ایک ہی حرز سے ایک سے زیادہ مرتبہ یا ایک سے زیادہ حرز سے کیا گیا ہو اور ہر ایک صورت میں مال مسروقہ کی مالیت نصاب سے کم ہو تو سرقہ مستوجب حد نہیں ہے، خواہ تمام صورتوں میں ملوث مال کی کل ملکیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

قرآن حکیم نے سرقہ کے سلسلے میں کوئی نصاب مقرر نہیں کیا بلکہ یہ حکم دیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکا لا من اللہ واللہ عزیز حکیم فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان اللہ یتو ب علیه ، ان اللہ غفور رحیم، الم تعلم ان اللہ له ملک السموات والارض یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء واللہ علی کل شیء قد یر﴾(۵)

''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کی سزا یہ ہے کہ ان کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کیے کا بدلہ ہے، اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا، اور اللہ غالب ہے حکمت والا ، پھر جس نے ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو اللہ اس پر عنائت کی نظر فرمائے گا، تحقیق اللہ بخشنے والا ، رحم کرنے والا ہے ، کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ ہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے وہ ہر چیز کا اختیار رکھتا ہے''۔

البتہ احادیث نبوی میں اس مقدار کا ذکر موجود ہے جس کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے:

ایک حدیث میں ایک چوتھائی دینار اور اس سے زائد پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ایک دوسری حدیث میں تین درھم پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، ایک تیسری حدیث میں چار درھم اور چوتھی حدیث میں دس درھم پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

ان احادیث کی بنا پر فقہاء میں نصاب کی کم از کم مقدار کے تعین میں اختلاف ہے ۔حسن بصری اور خوارج کے نزدیک ہر چھوٹی بڑی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے۔عبداللہ بن زبیر اور عثمان بتی کے نزدیک چوری کی حد کا نصاب ایک درھم ہے، حضرت ابوھریرہ اور ابوسعید خدری کے نزدیک چار درھم ،سلیمان بن یسار، ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ کے نزدیک پانچ درھم ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ایک چوتھائی دینار یا تین درھم اور حنفیہ کے نزدیک دس درھم ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہے؟ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر قول کی بنیاد کسی حدیث پر ہے حتیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ بات کہ ہر چھوٹی بڑی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے، اس کے لیے بخاری اور مسلم کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''چور پر اللہ کی لعنت کہ ایک انڈا چوری کرتا ہے، اس پر ہاتھ کٹوا لیتا ہے اور ایک رسی چراتا ہے تو اس پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے'' (۶)

ان روایات پر علامہ انور شاہ کاشمیری نے محاکمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''عہد نبوی ایک ڈھال کی قیمت کی چیز کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا، ابتدا میں مسلمانوں کی معاشی حالت پتلی تھی، اس وقت ڈھال کی قیمت تین درھم لگائی جاتی تھی، پھر معاشی حالات اچھے ہو گئے تو ڈھال کی قیمت دس درھم تک پہنچ گئی۔ جیسا کہ نسائی ۲:۲۵۹ اور ابو داود ۲:۲۴۶ میں ابن عباس نے ڈھال کی قیمت دس درھم بتائی ہے۔ دراصل، سرقہ کا نصاب ڈھال تھی جس کی قیمت بتدریج بڑھتی رہی اور آخری دور میں دس درھم تک پہنچ گئی۔ خواتین کے مہر کے مسئلہ میں بھی یہی صورت حال رہی کہ جب لوگ غریب تھے تو لوہے کی ایک انگوٹھی کے مہر پر نکاح کر دیا جاتا تھا۔ پھر جب حالات بہتر ہو گئے تو کم از کم مقدار مہر دس درھم قرار پائی''۔ (۷)

مولانا بدر عالم میرٹھی نے اس کے حاشیہ پر ایک اور مثال دی ہے۔

''قتل خطاء میں دیت مقرر کرنے کے سلسلے میں بھی یہی تدریج روا رکھی گئی جیسا کہ ابو داود اور نسائی میں ہے کہ اونٹوں کی قیمت کم زیادہ ہونے سے دیت کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی تھی، جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اونٹوں کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی ہے، اس لیے اب دیت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درھم ہو گی۔ دیت کے مقدار میں اضافہ سرقہ کے نصاب میں اضافے کی نظیر ہے۔ بعد میں میں نے انور شاہ کاشمیری کی تقریر ترمذی میں بعینہ یہی مثال دیکھی'' (۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رائے کے مطابق نصاب سرقہ کے سلسلے میں احادیث کے اختلاف کا سبب واضح ہونے کے ساتھ یہ معلوم ہوتا ہے کہ نصاب کا تعلق لوگوں کے معاشی حالات سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہر اور نصاب سرقہ کے سلسلے میں خود تبدیلی فرما کر اور حضرت عمرؓ نے دیت کی مقدار میں تبدیلی کر کے اس جانب اشارہ فرما دیا کہ نصاب کا تعلق نص سے نہیں اجتہاد سے ہے اور لوگوں کے معاشی حالات کے تحت اس میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی رائے بھی یہی ہے، چنانچہ وہ نصاب سرقہ سے متعلق مختلف احادیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''نصاب کے لیے کسی ایک جنس کو مقرر کرنا درست نہیں، کیوں کہ مختلف شہروں کے نرخوں میں اختلاف ہوتا ہے اور شہروں کے رواج کے مطابق اور لوگوں کی عادات کے حوالے سے چیزوں کے نفیس اور ردی ہونے کا معیار الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک قوم کے نزدیک جو چیز مباح اور بے قیمت ہے دوسری کے نزدیک وہی قیمتی ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ قیمت کا تعین کیا جائے، ایک قول یہ ہے کہ قیمت اور چیز دونوں کا تعین کیا جائے کیوں کہ اگر ایندھن کی قیمت دس درھم بھی ہو تب بھی اس کے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا'' (۹)۔

درحقیقت چوری میں نصاب کے تعین کا تعلق اس امر سے ہے کہ کیا چوری کرنے والے نے بھوک یا اپنی کسی شدید مجبوری کی وجہ سے چوری کی ہے یا کسی اور داعیہ کے تحت، اگر فاقہ یا کسی شدید مجبوری کی وجہ سے چوری کی ہے تو وہ صرف اتنی مقدار میں ہوگی جس سے اس کی ضرورت پوری ہو، ایسے شخص پر حد نافذ نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر نے قحط سالی کے زمانے میں حد سرقہ معطل کر دی تھی۔ پس آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں متعین کردہ چوری کا نصاب درست نہیں کیونکہ یہ اجتہادی امر ہے، منصوص نہیں۔

سرقہ مستوجب حد کا ثبوت

دفعہ ۷ میں سرقہ مستوجب حد کے ثبوت کی شکلیں متعین کی گئی ہیں جن میں ایک اقرار ہے اور دوسرے گواہی۔

گواہی کے سلسلے میں دفعہ ۷ (ب) میں کہا گیا ہے:

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم سے کم دو بالغ مسلمان مرد گواہ جن کے بارے میں عدالت کو تزکیہ الشہود کے مقتضیات کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ اطمینان ہو کہ وہ عادل اشخاص ہیں اور کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

گواہی کے نصاب اور گواہوں کی شرط پر اس سے پہلے حد زنا اور حد قذف میں تفصیل سے بحث ہو چکی ہے، جس کی روشنی میں مسلمان، مرد اور کبیرہ گناہوں سے پاک کی شرائط کو زائد از ضرورت سمجھا گیا ہے۔

یہاں مالی حقوق کے سلسلے میں اس اضافے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مالی حقوق کے تحفظ کے لئے یہ شرط عائد کرنا کہ حادثاتی طور پر پیش آنے والے واقعات مثلاً سرقہ میں بھی مسلمان مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے، قطعاً

کتاب اللہ سے متصادم ہے۔قرآن حکیم میں ہے:

﴿یایها الذین امنوا شهادة بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیة اثنن ذوا عدل منکم او اخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت(١٠)

''اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ تم میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آ جائے تو غیر مسلموں میں سے دو گواہ بنا لئے جائیں۔''

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان گواہ میسر نہ ہوں تو مالی حقوق کے تحفظ کے لئے غیر مسلموں کو گواہ بنایا جا سکتا ہے۔اسی طرح چوری کا واقعہ جو ایک حادثاتی امر ہے اس میں اگر غیر مسلم ہی گواہ ہوں تو ان کی گواہی مردود نہیں ہوگی بشرطیکہ عدالت کو ان کی سچائی کے بارے میں اطمینان ہو۔لہذا یہ دفعہ قرآن کے صریح حکم کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سے زیادہ اشخاص کا سرقہ مستوجب حد کا ارتکاب کرنا

دفعہ نمبر ۸ کے تحت: جب سرقہ مستوجب حد کا ارتکاب ایک سے زیادہ اشخاص کریں اور مال مسروقہ کی مجموعی مالیت اتنی ہو کہ اگر مال ان میں سے ایسوں پر مساوی طور پر تقسیم کیا جائے جو حرز میں داخل ہوئے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو ایسا حصہ ملے جو نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو حد ان سب پر عائد کی جائے گی جو حرز میں داخل ہوئے، خواہ ان میں سے ہر ایک نے مال مسروقہ یا اس کا کوئی حصہ اٹھایا ہو یا نہ اٹھایا ہو۔

اس دفعہ کا مفہوم مخالف جو معتبر ہے یہ ہے کہ اگر کئی اشخاص حرز میں داخل ہوئے اور انھوں نے اتنا مال اٹھایا کہ اس کی مساویانہ تقسیم سے کسی کے حصے میں بھی نصاب کی مقدار نہیں آتی، تو خواہ مالک کو کتنا بڑا نقصان ہو گیا ہو، ان پر چوری کی حد جاری نہیں ہوگی۔

کیا یہ دفعہ اسلامی قانون عدل کے مطابق ہے؟

اسلامی قانون اس امر میں واضح ہے کہ اگر ایک جرم میں کئی افراد شریک ہوں تو سب کو برابر اور مقرر سزا دی جائے۔ اس کی اصل حضرت عمرؓ کا ایک فیصلہ ہے:

واقعہ یوں ہے کہ یمن میں ایک عورت کا شوہر گم ہو گیا اور اس عورت کی گود میں ایک لڑکا چھوڑ گیا جو دوسری بیوی سے تھا۔ عورت نے کسی اور شخص سے یارانہ گانٹھ لیا، پھر اسے کہا کہ اس لڑکے کو مار ڈالو، ورنہ یہ ہمیں بدنام کر دے گا، آشنا نے پہلے تو انکار کیا، پھر مان گیا، آخر عورت نے اپنے آشنا، ملازم اور ایک اور شخص کے تعاون سے اسے قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کنویں میں پھینک دیا۔ جب خبر پھیل گئی تو امیر یمن نے عورت کے آشنا کو گرفتار کر لیا اور اس کے ذریعے تمام مجرم پکڑے گئے اور انھوں نے اعتراف کر لیا، حضرت عمرؓ کو واقعہ سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ تمام مجرموں کو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے یہ جملہ لکھا:

اگر صنعاء کے تمام باشندے اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کروا دیتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت علیؓ نے ایک شخص کے قصاص میں تین افراد کو حضرت ابن عباس نے ایک فرد کے بدلے ایک جماعت کو قصاص میں سزائے موت دے دی۔ اس دور میں کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی، گویا صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ ایک شخص کے تمام قاتلوں کو سزائے موت دی جائے گی۔

اس کی دوسری مثال حد قذف کی ہے۔ ایک شخص کو اگر کئی آدمی مل کر قذف کرتے ہیں تو سب پر حد قذف جاری ہو جائے گی۔

عبدالقادر عودہ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر کئی لوگوں کے اشتراک سے کیے ہوئے جرم پر سزا معاف ہو جائے یا اس میں تخفیف ہو جائے تو قانون سازی میں سزا اور عقوبت کی حکمت ختم ہو جاتی ہے۔ اور جرائم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں بھی اگر چوروں کے گروہوں کی معافی کے راستے نکالے جانے لگیں تو جرائم پیشہ لوگوں کو گروہ بنا کر چوریاں کرنے کی محفوظ راہ مل جائے، جو قانون جرم وسزا کی اساسی حکمت سے متصادم ہے۔(۱۱)

لہٰذا اس دفعہ کو تبدیل کر دیا جائے۔

دفعہ نمبر ۹

سرقہ مستوجب حد کی سزا (دفعہ نمبر ۹) میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلی بار کے جرم پر دایاں ہاتھ اور دوسری بار کے جرم پر بایاں ہاتھ اور تیسری بار کے جرم پر عمر قید کی سزا دی جائے۔

یہ دفعہ اسلامی قانون جرم وسزا کی اس بنیادی حکمت سے متصادم ہے کہ عادی مجرموں کو زیادہ سزا دی جائے اور اتفاقی مجرموں کو کم۔ اس پر تفصیل سے باب اول میں بحث کی گئی ہے۔ اس کے حوالے سے اس دفعہ کو تبدیل کر دینا ہی کتاب وسنت کے مطابق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث

۱۔ مال کے خلاف جرائم کے آرڈیننس کو جرائم کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، سرقہ اور حرابہ۔ آرڈیننس میں سرقہ کی تعریف نہیں کی گئی جو ایک بنیادی خامی ہے۔ تعریف کے بغیر کسی جرم کو کیسے متعین کیا جا سکتا ہے لہذا سرقہ کی تعریف کی جائے۔

۲۔ سرقہ کے نصاب میں عہد نبوی میں بار بار تبدیلی اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ نصاب سرقہ کا تعلق اجتہاد کے ہے، جس کسی نے بھوک یا کسی شدید مجبوری کی وجہ سے چوری کی اس پر حد جاری نہیں ہوگی، لہذا نصاب کو شدید مجبوری کی مقدار سے وابستہ کر دیا جائے۔

۳۔ سرقہ کے ثبوت کے لئے گواہی میں مسلمان مرد کی شرط کتاب وسنت کے مطابق نہیں ہے، اسے حذف کر دیا جائے۔

۴۔ دفعہ ۸ مجرموں کو گروہ بنا کر ارتکاب جرم کے ایسے محفوظ راستے فراہم کرتی ہے جس کے ذریعے وہ ارتکاب جرم کے بعد بھی سزا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

۵۔ دفعہ ۹ عادی مجرموں کے لئے اتفاقی مجرموں کی بہ نسبت کم سزا تجویز کرتی ہے جو انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ہے اور غلط ہے۔

حرابہ کی تعریف

آرڈیننس کی دفعہ ۱۵ میں ہے:

''جب کوئی ایک شخص یا زائد اشخاص خواہ مسلح ہوں یا نہ ہوں، کسی دوسرے کا مال لے جانے کی غرض سے طاقت کا مظاہرہ کریں اور اس پر حملہ کریں یا اس کی آزادی میں بیجا رکاوٹ ڈالیں، یا اسے ہلاکت یا ضرر کے خوف میں مبتلا کریں تو مذکورہ شخص یا اشخاص کے بارے میں کہا جائے گا کہ انھوں نے حرابہ کا ارتکاب کیا ہے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دفعہ کی رو سے کسی کا مال لے جانے کی غرض سے طاقت کا استعمال حربہ یا حرابہ ہے، یہی وجہ ہے کہ حرابہ کو سرقہ سے متعلق آرڈیننس کا حصہ بنایا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حرابہ کو ڈاکہ ڈالنے کا مفہوم کس بنا پر دیا گیا ہے؟

حرابہ کا لفظ حرب سے ماخوذ ہے۔ صاحب محیط کے مطابق حرب کے اصلی معنی ویرانی، تباہی، بربادی اور لوٹ مار کے ہیں۔ ابن فارس نے لکھا ہے کہ اس کے بنیادی معنی چھیننے کے ہیں۔ حرابہ قرآن حکیم میں سرکشی اختیار کرنے کے معنی میں آیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف بغاوت اور سرکشی کو حرابہ کہا گیا ہے۔ درحقیقت احکام الٰہی کی عدول حکمی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ انسان اپنے طور پر، کسی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کئے بغیر قوانین خداوندی کو توڑتا ہے اور دوسرے یہ کہ قوانین خداوندی کو توڑنے کے لئے طاقت، قوت، سرکشی اور بغاوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں بنیادی فرق ہے۔ پہلی صورت محض ارتکاب جرم اور دوسری صورت حرابہ اور بغاوت ہے۔

قتل اور دہشت گردی، چوری اور ڈاکے، رضامندی سے زنا اور زنا بالجبر میں یہی فرق ہے۔ ان میں سے پہلی صورت عام جرائم کی ہیں اور دوسری حرابہ کی۔

قرآن حکیم نے حرابہ کا لفظ دو جگہ استعمال کیا ہے اور کسی مقام پر بھی متعین طور پر ڈاکے کے معنی میں استعمال نہیں کیا۔ ایک سورۃ توبہ میں ہے جس کا پس منظر یہ ہے:

مدینہ منورہ میں منافقین نے ایک مسجد تعمیر کی، جس کا افتتاح رسول اللہ ﷺ سے کروانا چاہتے تھے۔ درحقیقت وہ مسجد مسلمانوں کے خلاف سازشیں تیار کرنے، ان میں تفرقہ ڈالنے اور ان کے خلاف منصوبہ سازی کے مرکز کے طور پر بنائی گئی تھی۔ قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا افتتاح کرنے سے روک دیا اور کہا کہ یہ مسجد نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف حرابہ کرنے والوں کا مورچہ ہے۔

﴿والذین اتخذو امسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین و ارصادا لمن حارب الله و رسوله من قبل﴾ (۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کچھ لوگوں نے ایک مسجد بنائی، اسلام کو نقصان پہنچانے، کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور ان لوگوں کی کمین گاہ بنانے کے لئے جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار رہ چکے ہیں''۔

دوسری آیت سورۃ المائدہ میں ہے جس میں حرابہ کی سزا بتائی گئی ہے۔ آیت کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

﴿انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا﴾ (۱۳)

''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف سرکشی کرتے اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں....''

اس آیت میں حرابہ کی مزید وضاحت ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کے الفاظ سے کی گئی ہے۔ قرآن حکیم نے ایک دوسرے مقام پر نسل انسانی کی تباہی اور انسان کی ضروریات زندگی کی تباہی کے مظاہر کو فساد فی الارض قرار دیا ہے۔ (۱۴)

الغرض قرآن حکیم کی تصریحات اس سے ابا کرتی ہیں کہ حرابہ کو ڈاکہ کے ساتھ مختص کر دیا جائے، اگرچہ ڈاکہ بھی حرابہ کی ایک قسم ہے۔

احادیث نبوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ محدثین ان تمام جرائم کو جو سوسائٹی کے خلاف جرائم کے زمرے میں آتے ہیں، حرابہ یا محاربہ قرار دیتے ہیں۔ صحیح بخاری نے کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ کے زیر عنوان جن امور کو حرابہ میں شمار کیا ہے، ان میں ارتداد، قتل، ڈاکہ، فحاشی کی اشاعت اور قذف وغیرہ شامل ہیں۔ (۱۵)

قرآن حکیم کی رو سے سودی کاروبار بھی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف سرکشی کی وجہ سے حرابہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہے۔(۱۶)

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے ان تمام لوگوں کو محارب قرار دیا ہے جو طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قتل، ڈاکہ، زنا بالجبر کا ارتکاب کریں بلکہ امام مالک ایسے افراد کو بھی محارب قرار دیتے ہیں جو دھوکہ دہی سے کسی کا مال ہتھیا لیتے ہیں، خواہ اس کے لئے طاقت کا استعمال کریں یا نہ کریں (۱۷)۔ زنا بالجبر کے حرابہ ہونے پر تفصیلی گفتگو حد زنا کے باب میں گزر چکی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہ کی تمام متداول کتابوں میں حرابہ کو ڈاکہ ڈالنے کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے اور دوسرے جرائم میں طاقت کے کھلم کھلا استعمال کو حرابہ میں شامل نہیں کیا گیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

درحقیقت اس سوال کا جواب جاننے کے لئے ہمیں اس عہد کا مطالعہ کرنا ہوگا، جس میں فقہ اسلامی کی تدوین ہوئی۔ فقہ اسلامی کی تدوین کا بڑا کام عہد بنوامیہ کے آخری دور اور عہد بنوعباس کے آغاز میں ہوا۔ اس دور میں خلفاء، گورنر اور امراء اپنے آپ کو مسند اجتہاد پر فائز سمجھتے تھے۔ خلافت راشدہ کا دور جو کہ شورائی نظام پر مبنی تھا ختم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ مستبد آمریت نے لے لی تھی جو کسی قسم کی تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی۔ چنانچہ اس امر کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ حکومت کی بے اعتدالیوں پر معمولی تنقید کے نتیجے میں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا جاتا تھا۔ حجاج بن یوسف کا حالت امن میں ایک لاکھ سے زائد افراد کو جن میں متعدد اصحاب رسول بھی تھے تہ تیغ کر دینا اس کی واضح مثال ہے۔ یہ ظالم و جابر حکمران اپنے ظلم اور بربریت کے جواز کے لئے قرآن حکیم کی آیت حرابہ سے استدلال کرتے تھے کہ حکومت پر تنقید کرنے والے درحقیقت اللہ اور اس کے رسول (اسلامی معاشرہ یا اسلامی ریاست) کے خلاف بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے ہیں، اس لئے قرآن حکیم کے حکم (المائدہ، ۵:۳۳) کے تحت ان کی سزا موت ہے۔ فقہاء اسلام قرآن حکیم سے اس غلط استدلال پر کڑھتے اور پریشان ہوتے تھے۔ چنانچہ جب انھوں نے فقہ کی تدوین کی تو ظالم حکمرانوں کے ہاتھ روکنے کے لئے انھوں نے حرابہ کو اس کی صرف ایک صورت یعنی ڈاکے کے ساتھ مختص کر دیا، لیکن اس طرح نہیں کہ حرابہ کی دوسری صورتیں اس میں شامل نہ ہوسکیں بلکہ اس طرح کہ حکومت اور ریاست میں خط امتیاز کھینچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے اور حکومت پر تنقید کو ریاست کے خلاف بغاوت نہ سمجھا جائے ۔ درحقیقت یہ ایک ایسے ظلم کو روکنے کی کوشش تھی جو امت مسلمہ کے ہزاروں نیک، پاکباز، جرأتمند اور بے داغ افراد کو نگل گیا تھا اور اگر ظلم کی یہ تلوار بدستور برہنہ رہتی تو نہ معلوم آگے چل کر کیا گل کھلاتی، اس لئے اس کی افادیت سے انکار کرنا ممکن نہیں لیکن ایک وقتی ضرورت کے تحت کی گئی قانون سازی کی بنا پر کتاب وسنت کے عموم کو ختم کرنا درست نہیں ہے۔

پس حرابہ کی مذکورہ بالا تعریف نامکمل ہے، اسے درست کرنے کی ضرورت ہے۔

حرابہ کی سزا

دفعہ ۱۷ میں حرابہ کے جرائم کی شدت وتخفیف کے اعتبار سے سزاؤں کا تعین کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم کا حکم مندرجہ ذیل ہے:

﴿انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض﴾ (۱۸)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف سرکشی کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں عبرتناک طریقے سے قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انھیں ملک بدر کر دیا جائے۔''

ان سزاؤں کے نفاذ میں کونسی ترتیب ملحوظ ہوگی۔ امام ابوحنیفہ، شافعی، احمد بن حنبل اور شیعہ زیدیہ کی رائے یہ ہے کہ حرابہ کے افعال کی چار صورتیں ہیں (یاد رہے کہ ان فقہاء کے نزدیک حرابہ صرف ڈاکے کا نام ہے)

۱۔ صرف راستوں کو پرخطر بنایا، نہ تو مال چھینا اور نہ کسی کو قتل کیا

۲۔ صرف مال چھینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ صرف قتل کیا

۴۔ مال بھی چھینا اور قتل بھی کیا

پہلی صورت میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک ملک بدر کرنا (قید کرنا) اور امام شافعی اور شیعہ زیدیہ کے نزدیک تعزیری سزا دینا ہے۔ دوسری صورت میں مذکورہ بالا تمام فقہاء کے نزدیک مخالف سمتوں سے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا ہے، تیسری صورت میں قتل کرنا یا سولی پر لٹکانا اور چوتھی صورت میں قتل کرنا اور سولی پر لٹکانا دونوں سزائیں ہیں۔

امام مالک کے نزدیک محارب کی سزا میں مقننہ کو اختیار ہے کہ وہ قرآن میں مذکور چار سزاؤں میں سے جو سزا مناسب سمجھے جرم کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے مقرر کردے۔ (۱۹)

درحقیقت سزا کے تعین میں دو پہلو ہیں، ایک یہ کہ وہ کون کون سی سزائیں ہیں جو حرابہ کی جرم پر دی جاسکتی ہیں اور دوسرے یہ کہ کس طرح کے مجرم کو کونسی سزا دی جائے۔ قرآن حکیم نے پہلی صورت کا تعین کردیا کہ حرابہ کے مجرم کو مندرجہ ذیل سزاؤں میں سے کوئی ایک دی جاسکتی ہے:

۱۔ عبرتناک طریقے سے قتل کرنا

۲۔ سولی پر لٹکانا

۳۔ مخالف سمتوں سے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا

۴۔ ملک بدر کرنا یا سزائے قید

قرآن کے حوالے سے ان میں کوئی اور سزا شامل کرنا درست نہیں، چنانچہ کوڑوں کی سزا حرابہ کے جرم میں قرآنی سزا نہیں ہے اس لئے دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۱ اور ۳ قرآن کے واضح حکم کے خلاف ہیں۔

دوسری صورت کے بارے میں قرآن وسنت خاموش ہیں کہ کس نوعیت کے جرم پر یا کس مجرم کو کتنی سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی جائے چنانچہ اس کا تعلق مقننہ اور عدلیہ کے اختیارات سے ہے اس لئے اس کو حدود آرڈیننس سے خارج کر کے تعزیراتِ پاکستان میں شامل کیا جائے۔

سرقہ آرڈیننس، جس میں حرابہ بھی شامل ہے، اس کی باقی تمام دفعات کا تعلق تعزیرات سے ہے لہذا ان کو حدود آرڈیننس میں شامل کر کے ان کو کتاب وسنت کے احکام قرار دینا قطعاً غلط اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ''حرابہ'' ہے۔ ان کو تعزیرات میں شامل کرنا درست ہے۔

حاصل بحث

۱۔ آرڈیننس میں حرابہ کی تعریف نامکمل ہے اور ڈاکے کے علاوہ فساد فی الارض کی دوسری صورتیں مثلا بغاوت، دہشت گردی، آتش زنی، زنا بالجبر، پنچائیتوں کے ذریعے اجتماعی آبروریزی کے فیصلے، خواتین کو برہنہ کر کے بازاروں میں گھمانا، کاروکاری، اغوا اور بردہ فروشی وغیرہ تمام ایسے جرائم ہیں جو حرابہ میں شامل ہیں لیکن ان کو نظرانداز کر دیا گیا ہے، لہذا حرابہ کی از سرنو مکمل اور جامع تعریف کی جائے۔

۲۔ حرابہ پر قرآن نے چار مختلف سزائیں بتائی ہیں، ان پر کسی اور سزا کا اضافہ کرنا، جیسا کہ دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۳ میں ہے قرآن حکیم کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہے۔

۳۔ سرقہ اور حرابہ کا سارا آرڈیننس کتاب وسنت کے خلاف ہے اور مکمل نظر ثانی کا تقاضا کرتا ہے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ قرآن حکیم، النساء۴:۶

۲۔ ہدایہ،۳:۳۵۴

۳۔ عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی،۲:۵۷۹

۴۔ الجامع لاحکام القرآن،۶:۱۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔قرآن حکیم، المائدہ، ۵: ۳۸۔۴۰

۶۔الجامع لاحکام القرآن، ۶: ۱۶۲

۷۔فیض الباری، ۴: ۴۴۶۔۴۴۷

۸۔ایضا

۹۔ حجۃ اللہ البالغہ، ۲: ۵۷۵

۱۰۔القرآن، المائدہ، ۵: ۱۰۶

۱۱۔عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۳۹۔۴۰

۱۲۔القرآن، التوبہ، ۹: ۱۰۷

۱۳۔القرآن، المائدہ، ۵: ۳۳

۱۴۔القرآن، البقرہ، ۲: ۲۰۵

۱۵۔صحیح بخاری، احادیث نمبر ۶۸۰۲۔۶۸۶۰

۱۶۔القرآن، البقرہ، ۲: ۲۷۹

۱۷۔التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۶۴۰۔۶۴۱

۱۸۔القرآن، المائدہ، ۵: ۳۳

۱۹۔ التشریع الجنائی الاسلامی، ۲: ۶۴۷۔۶۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

حدود آرڈیننس۔حد امتناع منشیات

حد امتناع منشیات

نشہ آور اشیاء کی دو قسمیں ہیں۔ایک خمر اور دوسری مسکرات ،جس میں خمر کے علاوہ دوسری تمام نشہ آور اشیاء شامل ہیں۔

اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں شراب نوشی کی نہ صرف کثرت تھی بلکہ لوگ کثرت شراب نوشی پر فخر کرتے تھے اور ان کی شاعری کا ایک بڑا حصہ خمریات پر مشتمل ہوتا تھا۔

شراب نوشی عقل انسانی کے لئے سم قاتل ہے، جبکہ اسلام میں تمام احکام کا دارومدار عقل پر ہے، اس لئے اسلام کے لئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ کسی ایسی شے کے استعمال کو مباح قرار دیتا جو انسان کو عقل وشعور سے بے بہرہ کردے، لیکن ایک ایسے معاشرے میں جہاں شراب نوشی لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی یکبارگی شراب چھڑانا ممکن نہیں تھا، اس کے لئے اسلام نے اپنے مسلمہ اصول ''تدریج'' سے کام لیا۔اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ کی ایک روایت سے تدریج کی حکمت پر روشنی پڑتی ہے، وہ فرماتی ہیں:

> ''پہلے قرآن حکیم میں مفصلات (سورۃ الحجرات سے والناس تک) کی وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت ودوزخ کا ذکر ہے، پھر جب لوگ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے، تو حلال وحرام کے احکام نازل ہوئے۔اگر پہلے دن ہی یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہہ اٹھتے کہ ہم شراب نہیں چھوڑ سکتے''(۱)

قانون سازی میں تدریج کی سب سے واضح مثال حرمت خمر کی ہے۔اس سے متعلق سب سے پہلی آیت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا﴾ (۲)

''کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم جو نشہ آور مشروب بناتے ہو اور رزق حسن بھی''۔

اس آیت میں کھجور اور انگور سے حاصل ہونے والی شراب کو رزق حسن کے بالمقابل ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ شراب رزق حسن نہیں بلکہ خبیث ہے۔

اس کے بعد دوسری آیت سورۃ البقرہ میں نازل ہوئی:

﴿یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس و اثمهما اکبر من نفعهما﴾ (۳)

''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، انھیں بتا دیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو فائدہ بھی ہے لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے''۔

اس آیت میں حرمت خمر کی طرف مزید پیش قدمی کی گئی ہے۔ پھر تیسری آیت نازل ہوئی:

﴿یا ایها الذین امنوا لاتقربوا الصلوة و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون﴾ (۴)

''اے ایمان والو، نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ تا آنکہ تمھیں معلوم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو''۔

اس آیت میں تحریم خمر کا جزوی نفاذ کیا گیا اور آخر میں سورۃ المائدہ میں اسے قطعاً حرام قرار دیتے ہوئے یہ بتایا کہ شراب حرام ہی نہیں ناپاک بھی ہے۔

﴿یا ایها الذین امنوا انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (۵)

''اے ایمان والو، شراب، جوا، بت اور پانسے کے تیر ناپاک ہیں، شیطانی عمل ہیں، ان سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہوسکو''۔

امتناع منشیات آرڈیننس تینتیس دفعات پر مشتمل ہے۔ ہر دفعہ میں کئی کئی ذیلی دفعات ہیں۔ اس آرڈیننس کو بھی اس دعوے کے ساتھ نافذ کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے امتناع منشیات کے قوانین میں ترمیم کر کے اسے ان اسلامی احکام کے مطابق کر دیا گیا ہے جن کا قرآن وسنت میں تعین کیا گیا۔

افسوسناک امر یہ ہے کہ تقریباً تمام تر آرڈیننس تعزیراتی قوانین پر مبنی ہے، جن کے بارے میں کتاب و سنت سے صرف اسی قدر ہدایات ملتی ہیں کہ اسلامی حکومت کی مقننہ ان کے لئے قانون سازی کر سکتی ہے لیکن کسی تعزیری قانون کو کتاب وسنت کا قانون قرار دینا اللہ پر افترا سازی کے مترادف ہے۔

امتناع منشیات آرڈیننس میں صرف دو امور ایسے ہیں کہ حدود کے حوالے سے ان پر بحث کی ضرورت ہے۔

۱۔ خمر، جسے قرآن نے حرام قرار دیا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

۲۔ خمر کے استعمال پر دی جانے والی سزا حد ہے یا تعزیر؟

خمر سے کیا مراد ہے؟

عربی زبان میں خمر کے معنی ہیں کسی چیز کو ڈھانپ لینا۔ خمر اس نشہ آور مشروب کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عرب عام طور پر انگور کے شیرہ سے شراب تیار کرتے تھے جسے خمر کہتے تھے۔ قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات میں کھجور اور انگور دونوں سے تیار ہونے والی شراب کے لئے ''سکر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لئے کھجور اور انگور دونوں سے تیار ہونے والی شراب کو اس میں شامل کرنا نص قرآنی کا تقاضا ہے۔ نیز حدیث نبوی میں بھی ''کھجور اور انگور سے تیار ہونے والے نشہ آور مشروب کے لئے خمر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ (۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ انگور کے شیرہ سے تیار ہونے والی شراب مطلقاً حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اس سے نشہ پیدا ہو یا نہ ہو۔ البتہ دوسری اشیاء مثلاً جو، گندم، کھجور وغیرہ سے تیار ہونے والی شراب کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ عراقی مکتب فکر مثلاً ابراھیم نخعی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، شریک، ابن شبرمہ، امام ابو حنیفہ اور تمام فقہائے کوفہ کی رائے یہ ہے کہ انگور سے تیار ہونے والی شراب کے علاوہ دوسری شرابیں صرف نشہ آور مقدار میں لی جائیں تو حرام ہیں اور اگر کم مقدار میں لی جائیں تو حرام نہیں جبکہ فقہائے حجاز اور محدثین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ شراب کسی بھی چیز سے بنائی جائے اگر اس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے تو کم مقدار کا استعمال بھی حرام ہے۔ اس ضمن میں فقہائے حجاز اور محدثین کا نقطہ نظر زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حدیث میں ہے:

﴿ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام﴾ (۷)

''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے''۔

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جس مشروب کا ایک پیالہ نشہ آور ہے اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔ (۸)

لہذا یہ رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ ہر نشہ آور شے کو حرام قرار دیا جائے، خواہ اس پر خمر کا اطلاق ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو، کیونکہ خمر کی حرمت کا مقصد عقل کا تحفظ ہے، پس جس مشروب سے عقل انسانی مختل ہو جاتی ہو اس کو حرام قرار دینا مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے۔

کیا خمر کے استعمال پر دی جانے والی سزا حد ہے یا تعزیر؟

امتناع منشیات آرڈیننس کی دفعہ ۲ ''د'' میں حد کی تعریف یہ کی گئی ہے:

''حد سے مراد ایسی سزا ہے جس کا تعین قرآن پاک یا سنت میں ہوا ہو''۔

اس تعریف کے حوالے سے دیکھا جائے کہ کیا خمر کے استعمال پر دی جانے والی سزا حد ہے تو یہ معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے خمر کے استعمال کو سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور اسے حرام سے آگے بڑھ کر ''رجس'' اور ''عمل شیطان'' قرار دیا ہے لیکن شراب نوشی پر کوئی سزا مقرر نہیں کی۔

جہاں تک احادیث نبویہ کا تعلق ہے تو صحیح بخاری اور سنن ابی داود میں ہے کہ ایک شرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ نے صحابہ سے فرمایا: اسے مارو، تو حضرت ابوھریرہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے اسے اپنے ہاتھ سے مارا، کسی نے اپنے جوتے سے، کسی نے اپنے کپڑے سے، پھر آپ نے فرمایا، اسے شرمندہ کرو، تو ہم نے اسے کہنا شروع کیا کہ تو اللہ سے نہیں ڈرا، تجھے خدا کا خوف نہیں آیا، تجھے رسول اللہ ﷺ سے شرم نہیں آئی۔ (۹)

ابن عباس کی روایت ہے کہ ایک شخص شراب کے نشے میں مدہوش لڑکھڑا رہا تھا کہ لوگوں نے اسے پکڑ لیا کہ رسول ﷺ کے پاس لے چلیں، جب وہ حضرت عباس کے گھر کے سامنے پہنچا تو بھاگ کر اندر چلا گیا اور حضرت عباس سے لپٹ گیا، جب رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا، اچھا، اس نے ایسا کیا ہے؟ پھر آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ (۱۰)

البتہ حضرت انس سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص شراب نوشی کی سزا کے لئے لایا گیا تو آپ نے اسے تقریباً چالیس ضربیں لگوائیں، (۱۱)

لیکن شراب نوشی پر سزا کے اجراء میں التزام نہیں رہا بلکہ ایک واقعہ ایسا بھی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سزا کا حکم نہیں دیا۔

تاہم بالعموم عہد نبوی میں شراب نوشی پر کوئی متعین سزا نہیں تھی، عہد صدیقی میں چالیس ضربوں کا رواج رہا۔ حضرت عمر کے شروع کے دور میں بھی یہی سزا تھی، پھر جب لوگوں نے اس سزا کو معمولی سمجھا اور بکثرت شراب پینے لگے تو حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مشورے سے اسی کوڑے سزا مقرر کر دی۔ (۱۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس سزا پر صحابہ کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ مسلم اور ابو داود کی روایت میں ہے کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمان کے عہد میں شراب پی، حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا کہ اس پر حد قائم کریں۔ حضرت علی نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ اسے کوڑے لگائیں، جب چالیس کوڑے لگ چکے تو حضرت علی نے فرمایا، کافی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے، حضرت ابوبکر نے بھی چالیس کوڑے لگوائے اور حضرت عمر نے اسّی، اور ان میں سے ہر ایک سنت ہے لیکن مجھے چالیس کوڑے لگوانا ہی پسند ہے۔ (۱۳)

حضرت علی کو جنھیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام میں سب سے بڑے قانون دان اور قاضی قرار دیا تھا شراب نوشی میں دی جانے والی سزا کے حد ہونے کے بارے میں اطمینان نہیں تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے:

> ''میں کسی پر بھی حد قائم کروں اور وہ مر جائے تو مجھے اس کے بارے میں قلق نہیں ہوگا بجز شرابی کے، اگر وہ مر گیا تو مجھے دیت دینا ہوگی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی سنت قرار نہیں دیا''۔ (۱۴)

حدیث کے الفاظ ہیں:

﴿لان رسول الله ﷺ لم يسنه﴾

نیز ابو داود نے ابن عباس سے بصراحت روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی پر حد مقرر نہیں کی۔ (۱۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب نوشی پر حد مقرر کرنا سنت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے۔ اگر کتاب و سنت نے اس پر کوئی حد مقرر کی ہوتی تو حضرت عمرؓ اس سلسلے میں مشاورت نہ کرتے۔ ان کا صحابہ سے مشورہ کر کے ایک سزا مقرر کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ شراب نوشی پر سزا کو حد نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے تعزیری سزا سمجھتے تھے جس کے تعین کے لئے مشاورت کی گئی، اور مشاورت سے مقرر کی ہوئی سزا دائمی نہیں تھی اسی لئے حضرت علیؓ نے بعد میں اس سے مختلف سزا دی، جسے حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کی خاموش تائید حاصل تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل بحث

۱۔ شراب نوشی کی سزا قرآن حکیم میں مذکور ہے نہ سنت نے قطعی سزا مقرر کی ہے۔اس سزا کو باقی رکھنا تو سنت ہے لیکن اس کی مقدار مقرر کرنا سنت نہیں ہے بلکہ اس کی مقدار کا تعلق تعزیر سے ہے جو مقننہ اور عدلیہ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے، لہذا امتناع منشیات کے قانون کا تعلق تمام تر تعزیرات سے ہے، اس کا حدود آرڈیننس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ قانون امتناع منشیات کی بیشتر دفعات بعینہ مجموعہ تعزیرات پاکستان سے لے کر حدود آرڈیننس میں شامل کردی گئی ہیں، اوران پر یہ مہر ثبت کردی گئی ہے کہ یہ کتاب وسنت کے مطابق ہیں، حلانکہ تعزیراتی قوانین کسی بھی سوسائٹی یا ریاست کے اپنے تشکیل کردہ قوانین ہوتے ہیں، ان کے بارے میں یہ بحث کہ یہ کتاب و سنت سے ہم آہنگ ہیں یا کتاب وسنت کے خلاف، ایک غیر متعلق بحث ہے۔

۳۔ تعزیراتی قوانین پر زیادہ سے زیادہ یہ بحث کی جاسکتی ہے کہ کہیں کسی سوسائٹی میں کسی ایسی چیز کو جو کتاب وسنت کے مطابق جائز ہو تعزیراتی جرائم میں تو شامل نہیں کردیا یا کسی ایسے جرم پر جو معمولی نوعیت کا ہو کوئی ایسی سنگین تعزیراتی سزا تو نہیں تجویز کردی جو اسلام کے نظام عدل کے منافی ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

حواشی وتعلیقات:

۱۔صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۹۹۳

۲۔القرآن، النحل ۱۶: ۶۷

۳۔ایضا، البقرہ ۲: ۲۱۹

۴۔ایضا، النساء، ۴: ۴۳

۵۔ایضا، المائدہ، ۵: ۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦۔ ابوداود، ٣٦٦٨

٧۔ ایضاً، ٣٦٨١

٨۔ ایضاً، ٣٦٨٦

٩۔ بخاری، ٦٧٧٣۔ ابوداود ٤٤٧٨

١٠۔ ابوداود، ٤٤٧٦

١١۔ ایضاً، ٤٤٧٩

١٢۔ ابوداود، ٤٤٧٩، بخاری، ٦٧٧٩

١٣۔ ابوداود ٤٤٨٠، مسلم ٤٤٥٧

١٤۔ بخاری ٦٧٧٨، مسلم ٤٤٥٨

١٥۔ ابوداود ٤٤٧٦

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

حدود آرڈیننس۔ نتائج بحث

۱۹۷۹ میں جب حدود آرڈیننس کا نفاذ ہوا، اسی وقت سے مختلف حلقوں کی طرف سے اس کی حمایت اور مخالفت میں بیانات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیکن جوں جوں ان قوانین کو عدالتوں کے ذریعے نافذ کرنے کا کام آگے بڑھتا گیا، ان میں گوناگوں سقم اور خامیاں سامنے آتی گئیں۔ حدود آرڈیننس میں حدود اور تعزیرات کو یکجا کر کے الہامی قانون اور انسانی قانون میں برابری پیدا کر دی گئی اور ان قوانین کے نفاذ میں ایسی ایسی بے اعتدالیاں سامنے آئیں کہ سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت کے ریکارڈ میں پولیس کی کاروائیوں اور ماتحت عدالتوں کے طریق تحقیق اور فیصلوں کو دیکھ کر عقل انسانی ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے کہ کیا قانون الٰہی کا یہی منشا تھا؟ اگرچہ بالاتر عدالتوں نے بالعموم الہامی قانون کے مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ملزموں کو کئی کیسوں میں بری بھی کر دیا، مگر اس وقت تک ملزم اتنی سزا بھگت چکا ہوتا ہے کہ اس کے لیے بری ہونا محض ایک ''لفظی آسائش'' کے سوا کچھ نہیں۔

حدود آرڈیننس میں موجود گوناگوں خرابیوں کا نتیجہ ہے کہ ملک بھر میں گینگ ریپ کے واقعات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے بلکہ پنچائتیں بے گناہ خواتین کو گینگ ریپ کرنے کے فیصلے کرنے کے باوجود کیفر کردار کو نہیں پہنچتیں۔ درحقیقت اسلام کے نام پر نافذ کئے گئے حدود آرڈیننس میں اس قدر سقم ہیں کہ ان قوانین کی موجودگی اسلام کے پاکیزہ اور شفاف دامن پر نہ صرف ایک بدنما داغ ہے اور نہ صرف اقوام عالم کے سامنے ہم اسلام کی ایک ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو کسی طور قابل ستائش نہیں بلکہ اپنے رب کے حضور بھی مجرم متصور ہوں گے کہ ہم نے اس کے قوانین کو جاہلی قوانین سے تبدیل کر دیا ہے اور ان پر اسلامی کا لیبل لگا دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے نقطۂ نظر سے ایک بے گناہ کو سزا دینا کسی واقعی مجرم کو چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہے اور جج کا کسی مجرم کو غلطی سے چھوڑ دینا کسی بے گناہ کو غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔ حدود آرڈیننس میں اس نوعیت کے متعدد سقم ہیں کہ ان پر من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعن عمل درآمد کے باعث بے شمار بے گناہ افراد سزاؤں کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اور جرائم پیشہ افراد کو تحفظ مل جاتا ہے، مزید برآں حدود آرڈیننس صرف حدود پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس کا بڑا حصہ تعزیرات سے متعلق ہے جو خدائی قوانین نہیں بلکہ انسانی قوانین ہیں، اس لیے ان قوانین کو بعینہٖ جاری رکھنا خدائی قوانین کے نام پر انسانوں کے بنائے ہوئے غیر منصفانہ قوانین کو جاری رکھنا ہے۔

حدود آرڈیننس کی تشکیل کے وقت دوسرے قوانین سے اس کے ربط و تعلق کا مکمل مطالعہ نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے قوانین میں تضادات پیدا ہوگئے۔ مثال کے طور پر اگر ایک خاتون کو اس کے شوہر نے زبانی طلاق دے دی اور اس کے لیے وہ تمام تقاضے پورے نہیں کیے جو مسلم فیملی لاز آرڈیننس کے تحت ضروری ہیں تو علماء اس امر پر متفق ہیں کہ خاتون کو طلاق ہو جائے گی وہ کسی دوسرے فرد سے نکاح کر سکتی ہے، جب کہ ملکی قوانین کی رو سے وہ خاتون بدستور اپنے پہلے شوہر کی بیوی سمجھی جائے گی۔ اس نوعیت کے سینکڑوں واقعات ہمارے ملک میں ہوئے ہیں جن میں پہلے شوہروں نے اپنی سابقہ بیویوں اور ان کے نئے شوہروں کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت مقدمات رجسٹرڈ کروا کر ان کی زندگی عذاب کر دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں کوئی عالم دین اس امر کا قائل نہیں کہ زبانی طلاق مؤثر نہیں اور ایسی عورت کا نکاح کرنا یا اس سے نکاح کرنا کوئی جرم ہے لیکن مسلم فیملی لاز کے تحت وہ پہلے شوہر کی منکوحہ سمجھی جاتی ہے اور حدود آرڈیننس کے حوالے سے دوسرے مرد کے ساتھ اس کے تعلقات غیر قانونی ہیں لہٰذا دونوں میاں بیوی سزا کے مستحق ہوں گے۔ دونوں قوانین کے باہمی تعلق کو نظر انداز کرنے سے یہ خرابی پیدا ہوئی جو سینکڑوں بے گناہ افراد بالخصوص خواتین پر ظلم کے پہاڑ توڑ گئی۔ (دیکھیے صفحہ ۱۰۹)

مذکورہ بالا بے گناہ افراد کے حدود آرڈیننس کی زد میں آنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء کرام اور قانونی ماہرین اس امر سے آگاہ ہیں کہ نکاح کی تین اقسام ہیں: صحیح، فاسد اور باطل۔ ان کی تفصیلات کتب فقہ میں موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی قسم کا نکاح بھی اگر مرد عورت کے درمیان موجود ہے تو ان کو حدود کے تحت سزا نہیں دے جا سکتی، جب کہ حدود آرڈیننس کے تحت نکاح فاسد اور نکاح باطل میں مرد اور عورت کو حد کی سزا ہو جائے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہے۔ (دیکھیے صفحہ: ۱۰۴۔۱۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنا بالجبر کو اسلامی شریعت نے حرابہ کی حیثیت دیتے ہوئے اس کے ثبوت کے لیے گواہوں کی شرط نہیں رکھی بلکہ دوسرے ذرائع تحقیق سے کام لینے کا طریقہ اختیار کیا، لیکن حدود آرڈیننس میں زنا بالجبر کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی شرط رکھی گئی ہے جو درندہ صفت مجرموں کے بچ نکلنے اور مظلوم خواتین کے حدود آرڈیننس کا شکار ہونے کا باعث بن رہی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے ان دفعات میں ترمیم کرنے کے احکامات بھی جاری کئے جو صدا بصحرا ثابت ہوئے۔

حدود آرڈیننس کی رو سے کوئی بھی شخص کسی بھی پاک دامن فرد پر بدکاری کا الزام عائد کر کے نیک نیتی کا عذر تراش کر سزا سے بچ سکتا ہے بلکہ جھوٹی گواہی دے کر کسی بھی بے گناہ کی ساری زندگی تباہ کی جاسکتی ہے اور حدود آرڈیننس جھوٹے گواہوں کو عدالتی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

گزشتہ صفحات میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن، سنت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے کہ حدود آرڈیننس کی کون سی دفعہ کس حد تک الہامی قانون سے ہم آہنگ ہے۔ ہمارے اس مطالعے کا ماحصل یہ ہے کہ:

۱۔ حدود آرڈیننس میں حدود اور تعزیرات کو یکجا کر کے اسے حدود آرڈیننس کا نام دیا گیا ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ قوانین کتاب وسنت کے مطابق ہیں، جبکہ حدود، اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں کا فقہی نام ہے اور تعزیرات انسانوں کی اختیار کردہ سزاؤں کا۔ یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ تعزیراتی دفعات کو، جو دراصل مجموعہ تعزیرات پاکستان کا حصہ تھیں حدود آرڈیننس میں شامل کیا گیا۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی تاریخ ہمیں معلوم ہے کہ یہ مجموعہ تعزیرات ہند سے ماخوذ ہے جو انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں برصغیر میں اپنا نظام حکومت مستحکم کرنے کے لئے نافذ کیا تھا۔ اسی مجموعہ قوانین سے کچھ دفعات لے کر ان پر ''مطابق کتاب وسنت'' کی مہر لگا کر انھیں خدائی قوانین کا درجہ دے دیا گیا جو بلا شبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ ان دونوں کو الہامی قوانین قرار دینا غلط ہے، اس لئے حدود پر کسی بھی علمی بحث سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس آرڈیننس سے تعزیری قوانین کو الگ کر دیا جائے۔ حدود آرڈیننس میں جو تعزیری دفعات شامل ہیں، ان کی حیثیت محض فوجداری قوانین کی ہے وہ نہ تو کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں اور نہ خلاف اسلام ہیں وہ ایک حکومت یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقنّنہ کا اپنے جائز اختیارات کا استعمال ہے، بشرطیکہ اسلام کے اصول عدل سے ہم آہنگ ہو، اس لیے حدود آرڈیننس کی مندرجہ ذیل دفعات کو حدود آرڈیننس سے الگ کر کے عام فوجداری قوانین کا حصہ بنایا جائے۔

۱۔ جرم زنا آرڈیننس، دفعہ ۹ تا ۱۶، ۱۸ تا ۲۰

۲۔ جرم قذف آرڈیننس، دفعہ ۹ تا ۱۳، ۱۵ تا ۱۷

۳۔ مال کے خلاف جرائم کا آرڈیننس، دفعہ ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۲۰ تا ۲۴

۴۔ امتناع منشیات کا آرڈیننس، دفعہ ۳، ۵، ۱۰ تا ۳۳

نیز تعزیری سزاؤں کی بنیاد بھی عدل وقسط پر ہونی چاہیے۔سنت میں یہ تصریح موجود ہے کہ تعزیری سزا حد کی سزا سے زیادہ نہیں ہوسکتی اس لیے تعزیری سزاؤں کو بھی قرآن کے اصول عدل کے مطابق از سرنو مدون کیا جائے۔(تفصیل کے لیے دیکھیے صفحہ ۶۶ تا ۷۴)

۲۔ قرآن وسنت کی تصریحات کے مطابق حد زنا اور حد سرقہ کی سزائیں عادی مجرموں کے لئے ہیں نیز یہ جرائم حدود پر زیادہ سے زیادہ سزا کی حیثیت رکھتی ہیں، جن کی کمیت اور کیفیت میں عدالت کو تخفیف کا اختیار ہے لیکن اضافے کا نہیں۔تعزیراتی سزائیں لازماً حد کی سزا کی مقدار سے کم ہوتی ہیں۔حدود دراصل آخری درجے کے جرائم پر آخری درجے کی یا زیادہ سے زیادہ سزائیں ہیں۔اسلامی قانون سازی کا تقاضا یہ ہے کہ کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ نے ان سزاؤں میں جو تخفیف روا رکھی تھی اسے قانون میں برقرار رکھا جائے۔عدلیہ کو مجرم کی حالت کے پیش نظر سزا کی کمیت اور کیفیت میں تخفیف کا اختیار ہے جبکہ وہ کسی مجرم کو مقررہ حد سے زیادہ سزا نہیں دے سکتی۔(دیکھیے صفحہ: ۲۱ تا ۲۸)

۳۔ حدود میں فقہی اختلافات کی اہمیت کے پیش نظر جرائم کی صرف وہی صورتیں جرائم حدود قرار پائیں گی جن کو جرائم حدود قرار دینے میں تمام فقہی مکاتب فکر کا اتفاق ہے، جن صورتوں میں فقہاء کی آراء میں اختلاف ہے، ان میں شبہ پیدا ہو جانے کے باعث ان کو جرائم حدود سے نکال کر عام تعزیراتی قوانین کے ذیل میں لایا جائے اور انھیں حدود آرڈیننس سے خارج کر دیا جائے۔فقہی اختلافات کا تقاضا یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کی وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعات جن کی بنیاد قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص پر نہیں ہے بلکہ اجتہاد اور استنباط پر ہے اور ان میں فقہاء کے اختلافات بھی ہیں، ان میں صرف ایسی صورتوں کو جرائم موجب حد قرار دیا جانا چاہیے جن پر تمام فقہاء کا اتفاق ہو، جن صورتوں میں فقہاء کے اختلافات ہیں، ان میں کسی ایک فقہی مذہب کو معیار قرار دینا درست نہیں جب کہ حدود آرڈیننس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اقوال فقہاء سے بھی متعارض ہے اور پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲۲۷ کے بھی خلاف ہے جس میں صرف کتاب وسنت کو معیار قرار دیا گیا ہے ۔ (دیکھیے صفحہ: ۳۹ تا ۴۳)

۴۔ حدود آرڈیننس میں توبہ (اصلاح احوال) کو اس کا قانونی مقام دیا جائے اور جن صورتوں میں صاحب حق (اللہ تعالی) جرائم کے مرتکبین کو معاف کر دیتا ہے، ان میں ریاست کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ آگے بڑھ کر سزا دے دے، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی واضح ممانعت نص قرآنی میں موجود ہے۔ (دیکھیے صفحہ: ۴۹ تا ۶۶)

۵۔ حد زنا مسلمانوں کا پرسنل لاء ہے، اس سے غیر مسلموں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے اور حد زنا آرڈیننس دفعہ ا (۲) کو اس کے مطابق تبدیل کر دیا جائے (دیکھیے صفحہ: ۸۹ تا ۹۲)

۶۔ چوں کہ آرڈیننس میں بلوغ کا تعلق حد زنا سے ہے، مالی تصرفات سے نہیں ہے، اس لیے اس میں اتنی عمر کا تعین کرنا چاہیے جو تمام فقہاء کے نزدیک قطعی طور پر بلوغ کی عمر ہو اور وہ انیس سال ہے، اس لیے دفعہ ۲ (الف) میں تبدیلی کرتے ہوئے مرد اور عورت دونوں کے لیے بلوغ کی عمر انیس سال مقرر کر دی جائے ۔ (دیکھیے صفحہ: ۹۳ تا ۹۵)

۷۔ حد زنا آرڈیننس میں احصان کی جو تعریف کی گئی ہے وہ کتاب وسنت اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق نہیں ہے لہذا احصان کی تعریف مذکورہ دفعہ ۲ (د) کو تبدیل کر کے اسے کتاب وسنت کے مطابق کیا جائے ۔ (دیکھیے صفحہ: ۹۵ تا ۱۰۰) نیز حد قذف میں بھی احصان کی تعریف غلط ہے ۔ (دیکھیے صفحہ: ۲۱۵ تا ۲۱۸)

۸۔ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۴ میں زنا کی تعریف کتاب وسنت اور فقہائے اسلام کی تصریحات کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ:

الف۔ دفعہ ۴ کی رو سے نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کو زنا قرار دیا گیا، جب کہ نکاح صحیح کی تعریف نہیں کی گئی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ اس دفعہ کے تحت نکاح فاسد کے بعد جماع کو زنا قرار دیا گیا ہے جب کہ نکاح فاسد کی کئی صورتیں ایسی ہیں جو سرے سے معصیت ہی نہیں چہ جائیکہ انہیں زنا قرار دیا جائے۔

ج۔ اس دفعہ کی رو سے جن عورتوں کو ان کے شوہر زبانی طلاق دے دیتے ہیں اور وہ دوسری جگہ نکاح کر لیتی ہیں، جرم زنا کا مرتکب قرار پاتی ہیں حالانکہ اسلامی قانون کی رو سے وہ بے گناہ ہیں۔

د۔ اس دفعہ کی رو سے جو عورت حالات سے مجبور ہو کر کسی مرد کی ناجائز خواہش کی مزاحمت نہیں کر سکتی وہ بھی برابر کی شریک مجرم قرار پاتی ہے۔

ھ۔ حد زنا آرڈیننس کی دفعہ ۴ کی رو سے اگر نکاح صحیح کے بغیر قصداً جماع کرنے والے دونوں افراد میں سے کوئی ایک بھی نابالغ ہے تو یہ زنا نہیں ہوگا لیکن دفعہ ۵ میں ایسے افراد کو زنا کا مرتکب قرار دے کر ان کے لیے حد کا تعین کیا گیا ہے یہ امر آرڈیننس کی دفعہ ۴ اور ۵ میں کھلے تضاد کی نشان دہی کرتا ہے۔ (دیکھیے صفحہ: ۱۰۰ تا ۱۱۴) لہذا دفعہ ۴ کتاب وسنت اور فقہ اسلامی سے متصادم ہے۔

۹۔ حد زنا دفعہ ۵ (۱) (الف اور ب) کے تحت ایسے افراد پر حد واجب ہو جاتی ہے جو قرآن اور سنت کی رو سے سرے سے مکلّف ہی نہیں ہوتے نیز ان دفعات نے شبہ کو اس حد تک محدود کر دیا ہے جو سنت نبوی اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات سے ہم آہنگ نہیں ہے اس لئے مذکورہ دفعہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں۔ (دیکھیے صفحہ ۱۱۴ تا ۱۳۳)

حد زنا دفعہ ۵ (۲) (الف اور ب) میں زنا کے مرتکب افراد کی سزا بیان کی گئی ہے۔ قرآنی تصریحات کو سامنے رکھا جائے تو حد زنا کے بارے میں قرآن تین مختلف نوعیت کے جرائم کی تین مختلف سزائیں بیان کرتا ہے۔

الف۔ اگر زنا کا مرتکب مرد یا عورت عادی مجرم نہیں ہیں اور کیس عدالت میں نہیں گیا تو سورۃ النساء کی آیات ۱۵۔۱۶ کے تحت انہیں خاندان کی سطح پر تادیب کیا جائے تا آنکہ انکی اصلاح ہو جائے یا شادی ہو جائے۔

ب۔ اگر مجرم عادی ہیں اور کیس کا فیصلہ عدالت نے کرنا ہے تو سورۃ النور کی آیت ۲ کے تحت سو سو کوڑوں کی سزا دی جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ اگر مجرم زنا بالجبر کا مرتکب ہو تو سورۃ الاحزاب ۵۹۔۶۰ کے تحت اُسے عبرت ناک طریقہ سے سزائے موت دی جائے۔

قرآن حکیم کی آیات کی رو سے اس امر میں کوئی ابہام نہیں کہ سو کوڑے ہر طرح کے زانی مرد اور عورت کی سزا ہے اور اس میں شادی شدہ اور کنوارے کا کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے دفعہ ۵ (۲) میں زنا کے مجرموں کو جن دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے وہ قرآن حکیم کی رو سے درست نہیں۔ زانی مرد اور عورت خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کی ایک سزا ہے اور وہ ہے سو کوڑے، لہذا یہ دفعہ کتاب اللہ کے خلاف ہے اسے تبدیل کر دیا جائے۔ (دیکھیے صفحہ ۱۳۳ تا ۱۴۰)

۱۰۔ رجم کی سزا عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں رائج تھی۔ عرب معاشرہ قدیم دور سے اس سے آشنا تھا اور یہ سزائے موت کی ایک شکل تھی جو ان لوگوں کو دی جاتی تھی جو حرابہ کا ارتکاب کرتے تھے، خواہ وہ زنا کی شکل میں ہو یا کسی کی جان اور مال کے خلاف بھیانک جرم کے ارتکاب کی صورت میں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سزائے موت زنا بالجبر کی سزا ہے اور اسے زنا بالجبر کی سزا کے طور پر باقی رکھا جا سکتا ہے تاکہ خواتین کی عزت کو مکمل تحفظ حاصل ہو۔

زنا بالرضا کی سزا، بشرطیکہ الزام شوہر کی طرف سے نہ ہو، ملزموں کی ازدواجی حالت سے قطع نظر سو کوڑے ہے اور اگر الزام شوہر کی طرف سے ہو تو لعان کے ذریعے میاں بیوی کو الگ کر دیا جائے جبکہ زنا بالجبر قرآن کی رو سے حرابہ ہے، اس کے ثبوت اور سزا کیلئے وہی قانون نافذ کیا جائے جو حد حرابہ کے لئے کتاب و سنت نے دیا ہے۔ زنا بالجبر کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کی شرط کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ نیز نابالغ یا دیوانی لڑکی سے رضامندی سے زنا بھی زنا بالجبر اور حرابہ ہے۔

مزید برآں خواتین کو جیل خانوں میں رکھنا قرآن کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ نیز میاں بیوی کو چار ماہ سے زائد ایک دوسرے سے الگ رکھنا قرآن حکیم کے ایک دوسرے حکم کی مخالفت ہے۔ تحقیقات کے دوران طویل عرصے تک قید رکھنے میں گوناگوں قباحتیں ہیں اور اگر تحقیقات کے بعد ملزم بے گناہ ثابت ہو جائیں تو اتنی طویل سزا کا اسلامی نظام عدل کے حوالے سے کیا جواز ہے؟ اس لیے دفعہ ۵ اور دفعہ ۶ میں زنا بالرضا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجم کی سزا اور زنا بالجبر میں کوڑوں کی سزا کتاب اللہ کے خلاف ہے نیز ان دونوں دفعات میں بلا استثنا سزائے قید کتاب اللہ اور سنت کے خلاف ہے۔ ان دفعات کی رو سے خواتین کو رجم کی سزا دینا بھی غلط ہے کیونکہ رجم عرب معاشرے میں سزائے موت کی ایک شکل تھی جو حرابہ کی سزا ہے اور خواتین حرابہ کی سزا سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا ان دفعات کے موجودہ متن کو ختم کر کے ان جرائم کی سزاؤں کو از سر نو زیر غور لایا جائے (دیکھیے صفحہ: ۱۴۳ تا ۱۵۱ نیز ۱۵۷ تا ۱۸۵)۔ پس حد زنا آرڈیننس کی دفعہ ۴ اور ۵ اپنی ذیلی دفعات سمیت کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔

۱۱۔ کتاب وسنت میں کہیں بھی حدود میں عورتوں کی گواہی کو نا قابل اعتبار قرار نہیں دیا گیا۔ وفاقی شرعی عدالت پوری تحقیق وتفتیش کے بعد کتاب وسنت سے کوئی ایک بھی ایسا حکم پیش نہیں کر پائی جس کی رو سے حدود میں عورتوں کی گواہی قبول نہ ہو۔ اسلامی فقہی لٹریچر میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کرنے کے بارے میں درج اقوال فقہاء اور قضاۃ کی ذاتی آراء ہیں، جن کی کتاب وسنت کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ عورتوں کی گواہی کو نا قابل اعتبار قرار دینا کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ (دیکھیے صفحہ: ۱۷۷ تا ۱۸۰ نیز ۲۲۴)

۱۲ (الف)۔ حد زنا دفعہ نمبر ۸ کا تعلق صرف زنا بالرضا سے ہے، زنا بالجبر سے نہیں ہے اور زنا بالجبر کے ثبوت کے لیے وہ شرائط نہیں ہیں جو اس دفعہ میں مذکور ہیں، نیز رضا مندی کے زنا کے ثبوت کے لیے بھی مزید شرائط ہیں جن کا اس دفعہ میں ذکر نہیں ہے، اس لیے یہ دفعہ کتاب وسنت اور فقہاء کی آراء سے ہم آہنگ نہیں ہے لہٰذا خلاف اسلام ہے۔

ب۔ زنا بالجبر کے ثبوت کے لئے وہ شرائط درست نہیں جن کا ذکر دفعہ ۸ میں ہے بلکہ زنا بالجبر قرائن اور واقعاتی شہادت سے بھی ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا دفعہ ۸ کتاب وسنت کے خلاف ہے اسے منسوخ کر دیا جائے۔ (دیکھیے صفحہ: ۱۷۴ تا ۱۸۴)

۱۳۔ زنا کا الزام عائد کرنے والے اور گواہی دینے والے اگر معیار کے مطابق ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ریاست خود مستغیث بن کر فوری طور پر عدالت سے مدعی اور گواہوں پر حد قذف جاری کرنے کا حکم حاصل کرے اور اسے فوراً نافذ کر دیا جائے۔ پس دفعہ ۹ کتاب اللہ، سنت اور اجماع فقہاء کے خلاف ہے، اسے منسوخ کر دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ دفعہ ۲۰ کے تحت حدود آرڈیننس پر ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ کا اطلاق کیا گیا ہے جس کی رو سے جرم زنا میں تحقیق وتفتیش کا اختیار پولیس کو دیا گیا ہے۔ زنا کے مقدمہ میں پولیس کا عمل دخل، اس کی تحقیق وتفتیش کے لئے پولیس یا ریاست کا مدعی بن جانا، پولیس کا کیس رجسٹرڈ کر کے گواہیاں لینا یا عدالت میں گواہ پیش کرنا، اصل مدعی کو ساری کاروائی سے الگ کر کے حد قذف سے محفوظ کر دینا، ثبوت کی ذمہ داری خود اٹھا کر گواہوں کو سزا سے بچا لینا اور الزام ثابت ہونے سے پہلے کسی فرد کے نام کو بطور ملزم مشتہر کرنا کتاب وسنت کی واضح نصوص کے خلاف ہے۔ کتاب وسنت کے مطابق اگر الزام عائد کرنے والا شوہر ہے تو عدالت سے رجوع کرے اور عدالت میاں بیوی میں قرآنی اصول کے مطابق لعان (النور۲۴:۶۔۹) کروا کر دونوں کو بغیر کوئی سزا دیے الگ کر دے۔ اگر الزام عائد کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے تو اسے براہ راست مجاز عدالت میں چار چشم دید، قابل اعتماد گواہ لے جا کر اپنا الزام ثابت کرنا ہوگا۔ جب تک الزام ثابت نہ ہو جائے ملزموں سے کوئی تعرض کیا جائے، نہ انھیں گرفتار کیا جائے اور نہ ان کا نام مشتہر کیا جائے۔ اگر مدعی مطلوبہ معیاری شہادت پیش نہ کر سکے تو عدالت از خود مدعی اور گواہوں کو حد قذف میں سزا دے دے۔ اگر جرم ثابت ہو جائے تو عدالت مجرموں کی ضمانت لے کر انھیں رہا کر دے تاوقتیکہ اپیل کا فیصلہ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بار بار آ کر اقرار کرنے والی خاتون کو نظر بند نہیں کیا بلکہ اسے ہر دفعہ واپس فرماتے رہے۔ اس سارے عمل میں پولیس کی مداخلت کو جو انگریزی قانون کی بنیاد پر برقرار رکھی گئی ہے کتاب وسنت کا قانون قرار دینا اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ حد زنا کے مقدمات کی تحقیق وتفتیش کا کتاب وسنت کی رو سے پولیس کو کوئی اختیار نہیں ہے، اس لئے حد زنا کے مقدمات میں تمام اختیارات فوری طور پر پولیس سے واپس لے کر براہ راست عدلیہ کے دائرہ اختیار میں دے دیے جائیں، جس میں جرم کا ثبوت، مطلوبہ معیار کے مطابق الزام عائد کرنے والے کی ذمہ داری ہو، ریاست اس میں مدعی نہ ہو بلکہ منصف ہو اور اگر الزام عائد کرنے والا مطلوبہ معیار کے مطابق جرم کا ارتکاب ثابت نہ کر سکے تو عدالت فوری طور پر مدعی اور گواہوں پر حد قذف جاری کر دے۔ اس ساری کاروائی میں کسی بھی مرحلے پر پولیس کا کوئی عمل دخل نہ ہو (دیکھیے صفحہ: ۴۳ تا ۴۹) لہذا دفعہ ۲۰ کتاب وسنت کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ حد قذف اور حد زنا کے آرڈیننس کو یکجا کر دیا جائے۔قذف اگر عدالت سے باہر ہو تو اسکا بار ثبوت مدعی پر ہو اور اگر عدالت میں گواہی کے ناکافی یا غیر معیاری ہونے پر ہو تو مدعی کی طرف سے استغاثہ دائر کیے بغیر عدالت الزام عائد کرنے والے فرد اور گواہوں کو حد قذف میں فوری طور پر سزا دے دے، انھیں معاف کر دینا کتاب وسنت کے صریح احکام کی خلاف ورزی ہے۔(دیکھیے صفحہ:۱۸۴ تا ۱۹۰ نیز ۲۲۵ تا ۲۲۸)

۱۶۔ حد قذف دفعہ ۳ میں قذف کی تعریف اور اس کے دو استثناء شامل ہیں۔درحقیقت اسلامی نظام قانون میں ہر حکم کی کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔فقہاء نے حد قذف کی حکمت یہ بتائی ہے کہ قذف کی وجہ سے مقذوف کو ایذا ہوتی ہے، اس کی شہرت داغدار ہوتی ہے، اس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن کسی فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ اگر کسی تہمت لگانے والے کی نیت نیک ہو تو اس کی لگائی ہوئی تہمت قذف نہیں ہے۔اسلامی فقہ کے طلبہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ احکام کا دارومدار علل پر ہوتا ہے حکم پر نہیں۔لہذا مذکورہ بالا دفعہ میں ''اسے ضرر پہنچانے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے یا یہ باور کرنے کی وجہ رکھتے ہوئے کہ ایسا اقدام مذکورہ شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گا یا اس کے جذبات کو مجروح کرے گا'' کے الفاظ کتاب وسنت کے خلاف ہیں، انھیں حذف کر دیا جائے۔(دیکھیے صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۵)

۱۷۔ قذف میں خواہ خالص بندے کی حق تلفی ہو یا اللہ اور بندے دونوں کے حقوق کی پامالی ہو، جب یہ امر ثابت ہے کہ قذف بندے کا حق بھی ہے تو اس سے غیر مسلموں کا استثناء درست نہیں لہذا حد قذف کی دفعہ ۵ کتاب وسنت کے خلاف ہے۔(دیکھیے صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۸)

۱۸۔ قذف میں گواہی کی قبولیت کے لئے دین، عقیدے یا جنس کی قید لگانا کتاب وسنت کے مطابق درست نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار عدالت کے اعتماد اور عدم اعتماد پر ہے، اسلئے دفعہ ۷ کو حذف کر کے یہ امر عدالت پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتی ہے۔(دیکھیے صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۵)

۱۹۔ دفعہ ۳ اور ۸ کی رو سے ایک بے گناہ شخص کو جھوٹے الزام سے بری ہونے کے بعد ایک دوسری طویل عدالتی کاروائی کی بھینٹ چڑھا کر اسلام کے دامن عدل کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ مستغیث کے طور پر نئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرے سے طویل عدالتی چکروں میں پڑ کر اپنی زندگی کو مسائل، مصائب اور رسوائیوں کی آماج گاہ بنا لے۔ کتاب و سنت کی رو سے اگر زنا کا الزام عائد کرنے والا اور زنا کا ثبوت پیش کرنے والے گواہ عدالت میں زنا ثابت نہ کر سکیں تو انھیں فوری طور پر ملزم کے استغاثے کے بغیر حد قذف لگا دی جائے۔ ہماری رائے میں لوگوں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے بالخصوص پاکستان کے معروضی حالات میں جہاں چار گواہ فراہم کرنا کوئی دشوار کام نہیں، امام مالک اور امام شافعی کی رائے پر عمل کرتے ہوئے، جب یہ ثابت ہو جائے کہ گواہ ناقابل اعتبار ہیں تو ان پر حد قذف جاری کر دی جائے تاکہ لوگ بے گناہ افراد کی عزتوں پر دھبہ لگانے سے باز رہیں۔ (دیکھیے صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۷)

خلاصہ یہ ہے کہ حد قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱ تا ۸، تمام دفعات کتاب اللہ اور سنت کے خلاف ہیں، اس لئے ان کو تبدیل کر دیا جائے۔

۲۰۔ مال کے خلاف جرائم کے آرڈیننس کو جرائم کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، سرقہ اور حرابہ۔ آرڈیننس میں سرقہ کی تعریف نہیں کی گئی جو ایک بنیادی خامی ہے۔ تعریف کے بغیر کسی جرم کو کیسے متعین کیا جا سکتا ہے لہٰذا سرقہ کی تعریف کی جائے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۳۵)

۲۱۔ سرقہ کے نصاب میں عہد نبوی میں بار بار تبدیلی اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ نصاب سرقہ کا تعلق اجتہاد سے ہے اور یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے کہ کیا چور نے اپنے فاقے اور شدید مجبوری کے تحت چوری کی یا کسی اور داعیہ کے تحت، اس لئے آرڈیننس میں نصاب کا قطعی تعین درست نہیں ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۸)

۲۲۔ سرقہ کے ثبوت کے لئے گواہی میں مسلمان مرد کی شرط کتاب و سنت کے مطابق نہیں ہے، اس لئے حد سرقہ دفعہ ۷ کتاب و سنت کے مطابق نہیں ہے اسے درست کیا جائے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۳۸ تا ۲۳۹)

۲۳۔ دفعہ ۸ مجرموں کو گروہ بنا کر ارتکاب جرم کے ایسے محفوظ راستے فراہم کرتی ہے جس کے ذریعے وہ ارتکاب جرم کے بعد بھی سزا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں، اس دفعہ کو تبدیل کر دیا جائے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۳۹ تا ۲۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ دفعہ ۹ عادی مجرموں کے لئے اتفاقی مجرموں کی بہ نسبت کم سزا تجویز کرتی ہے جو انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ہے اور غلط ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۴۱)

الف۔ آرڈیننس کی دفعہ ۱۵ میں حرابہ کی تعریف نامکمل ہے اور ڈاکے کے علاوہ فساد فی الارض کی دوسری صورتیں مثلاً بغاوت، دہشت گردی، آتش زنی، زنا بالجبر، پنچائیتوں کے ذریعے اجتماعی آبروریزی کے فیصلے، خواتین کو برہنہ کر کے بازاروں میں گھمانا، کاروکاری، اغوا اور بردہ فروشی وغیرہ تمام ایسے جرائم ہیں جو حرابہ میں شامل ہیں لیکن ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، لہذا حرابہ کی ازسرنو مکمل اور جامع تعریف کی جائے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۵)

ب۔ حرابہ پر قرآن نے چار مختلف سزائیں بتائی ہیں، ان پر کسی اور سزا کا اضافہ کرنا، جیسا کہ دفعہ ۱۷ کی ذیلی دفعہ ۳ میں ہے قرآن حکیم کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ (دیکھیے صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۷)

ج۔ سرقہ اور حرابہ کا سارا آرڈیننس کتاب وسنت کے خلاف ہے اور مکمل نظر ثانی کا تقاضا کرتا ہے۔

۲۵۔ شراب نوشی کی سزا قرآن حکیم میں مذکور ہے نہ سنت نے قطعی سزا مقرر کی ہے۔ اس سزا کو باقی رکھنا تو سنت ہے لیکن اس کی مقدار مقرر کرنا سنت نہیں ہے بلکہ اس کی مقدار کا تعلق تعزیر سے ہے جو مقننہ اور عدلیہ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے، لہذا امتناع منشیات کے قانون کا تعلق تمام تر تعزیرات سے ہے، اس کا حدود آرڈیننس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قانون امتناع منشیات کی بیشتر دفعات بعینہ مجموعہ تعزیرات پاکستان سے لے کر حدود آرڈیننس میں شامل کر دی گئی ہیں، اور ان پر یہ مہر ثبت کر دی گئی ہے کہ یہ کتاب وسنت کے مطابق ہیں، حالانکہ تعزیراتی قوانین کسی بھی سوسائٹی یا ریاست کے اپنے تشکیل کردہ قوانین ہوتے ہیں، ان کے بارے میں یہ بحث کہ یہ کتاب وسنت سے ہم آہنگ ہیں یا کتاب وسنت کے خلاف، ایک غیر متعلق بحث ہے (دیکھیے صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۶)۔ تعزیراتی قوانین پر زیادہ سے زیادہ یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ کہیں کسی سوسائٹی میں کسی ایسی چیز کو جو کتاب وسنت کے مطابق جائز ہو تعزیراتی جرائم میں تو شامل نہیں کر دیا یا کسی ایسے جرم پر جو معمولی نوعیت کا ہو کوئی ایسی سنگین تعزیراتی سزا تو نہیں تجویز کر دی جو اسلام کے نظام عدل کے منافی ہے۔

والله اعلم بالصواب

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ الرحمانیہ
13969

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن

لاہور: 8۔بی،ایل ڈی اے فلیٹس، لارنس روڈ، لاہور۔54000 فون: 4382 631 ,6534 630 (042) فیکس: 8817 627 (042) ای میل: <headoffice@af.org.pk>

اسلام آباد: مکان نمبر 19، گلی نمبر 1، جی 6/3، اسلام آباد۔44000 فون: 7512 227 ,7547 227 (051) فیکس: 2060 282 (051) ای میل: <rdisb@af.org.pk>

کراچی: ڈی 3/1، بلاک 7، کے ڈی اے اسکیم نمبر 5، کلفٹن، کراچی۔ 75600 فون: 4718 587 ,0105 583 (021) فیکس: 0195 583 (021) ای میل: <rdkhi@af.org.pk>

پشاور: ٹی۔230-229، خیبر کالونی نمبر 2، تہکال پایاں، یونیورسٹی روڈ، پشاور۔25000 فون: 3-4582 570 (091) فیکس: 4576 570 (091) ای میل: <rdpsh@af.org.pk>

کوئٹہ: مکان نمبر 3-3/20، ڈاکٹر شیر محمد روڈ (جناح روڈ)، کوئٹہ۔ فون: 8-647 833 (081) فیکس: 649 833 (081) ای میل: <rdqta@af.org.pk>

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی معروف عالم دین اور محقق ہیں۔ انہوں نے جامعہ اشرفیہ لاہور، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ریاض یونیورسٹی سعودی عرب سے اسلامی علوم میں اور اوپن یونیورسٹی ملٹن کینز برطانیہ سے فاصلاتی نظام تدریس میں تعلیم حاصل کی۔

وہ وفاقی شرعی عدالت کے قانونی مشیر ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کئی قومی اور بین الاقوامی اداروں کے ساتھ منسلک ہیں جن میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد (وزیٹنگ پروفیسر)، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (نیپا) پشاور اور جامع الھدیٰ نوٹنگھم برطانیہ شامل ہیں۔

وہ چھ برس تک (۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۳ء) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں بطور ڈین، سوشل سائنسز وعلوم اسلامیہ خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔ وہ شیخ زید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ممبر اور قومی نصاب کمیٹی برائے علوم اسلامیہ کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں ایک سو سے زائد سکالرز کی ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات کی نگرانی کی۔ انہوں نے جامعات میں جدید فقہی مسائل پر تحقیقات کی طرح ڈالی، جس کے نتیجہ میں اب تک درجنوں گراں قدر مقالات آچکے ہیں۔ جو پاکستان کے اعلیٰ قانون ساز اور عدالتی اداروں کے لئے معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ وہ بیس سال سے زائد عرصہ سے ریڈیو پاکستان سے ''آپ نے پوچھا ہے'' کے زیرعنوان فقہی سوالات کے جوابات دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی کی تالیفات میں متعدد تحقیقی کتب اور مقالات شامل ہیں۔ جن میں ''مسلمانوں کے سائنسی کارنامے''، ''امام ابوحنیفہؒ کی مجلسِ تدوین فقہ''، ''تدوینِ طبقات''، ''قرآنِ حکیم، ماخذ تشریع''، ''مقاصد الشریعۃ'' اور ''ترجمہ الفقہ الاسلامی وادلتہ'' اہم ہیں۔

عورت فاؤنڈیشن